

بُرے مُتن

تفسیر قرآن سے منتخب عبارات

ازفادات

پابانوت

حضرت مولانا صاحبزادہ

سید محمد شعیب شاہ صاحب

سید محمد شعیب شاہ صاحب

پاکستانی

مرتب

پروفیسر سید ریاض حسین شاہ

تفسیر قرآن سے منتخب عبارات

بُشْرَى

از افادات

فَقِيهُ الرَّعْضَى تَحْكَمُ الْعُلَمَاءُ حِفْظُهُ عَلَامُونَ مِنْ مُخْفَى

سید محمد عجیب شاہ صاحب

پائل بیلی شریف

کیانوار سید اس ضلع گجرات

با جائزت

حضرت علام صاحبزادہ

سید محمد شعیب شاہ صاحب

مرتب

پروفیسر ریاض حسین شاہ

نوری ستر خانہ نزد جامع مسجد نوری بال مقابل ریلوے اسٹیشن لاہور

جامعہ عربیہ غوثیہ
کیانوار سید اس ضلع گجرات
0433-657537

اہتمام اشاعت

پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

نام کتاب	بکھرے موتی
از افادات	علامہ سید محمد یعقوب شاہ صاحب فتحیس بیڑہ
زیر سرپرستی	علامہ سید محمد شعیب شاہ صاحب
ترتیب و کمپوزنگ	پروفیسر سید ریاض حسین شاہ
نظر ثانی	محمد ریاض احمد سعیدی

محل حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

2005

ناشر : نوری کتب خانہ، لاہور

طائع : موڑوے پر نظر، لاہور

تیمت **120** روپے

تقسیم کار

نوری بک ڈپو

دربار مارکیٹ ٹکنچ بخش روڈ، لاہور

فون: 042-7112917



نوری کتب خانہ

مخصوص شاہ روڈ بال مقابلہ ریلوے اسٹشن، لاہور

فون: 042-6366385

کچھ اپنے بارے میں

یہ فطری سی بات ہے کہ جب کوئی کتاب پڑھنے کے لئے اٹھائیں تو سب سے پہلا سوال ذہن میں یہ اٹھتا ہے کہ یہ کتاب ترتیب دینے والا کون ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند جملے اپنے بارے میں تحریر کر دئے جائیں۔

1972 میں میڑک کے بعد والد گرامی پیر سید محمد افضل شاہ صاحب باگڑیانوالہ کے فیض تربیت نے دینی تعلیم کے حصول کی طرف متوجہ کیا۔ میری خوش نسبی کہ استاذ العلماء حضرت علامہ قاضی مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نہ صرف یہ کہ ایک طالب علم کی حیثیت سے قبول کر لیا گیا، بلکہ خصوصی شفقتیں بھی میرا مقدور بنیں۔

یوں تو ہر طالب علم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ اس کیسا تھا آپ خصوصی شفقت فرماتے تھے، کیونکہ طالب علم آپ کو اپنی اولاد کی طرح پیارے تھے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھ پر شفقت کا ایک الگ انداز تھا۔

میں حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ سکول ٹیچر بھی تھا، گھر یا ذمہ داریاں بھی تھیں، اس لئے جو فرصت ملتی اس میں سبق پڑھنے کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ مجھے آپ نے کبھی یہ کہہ کر سبق پڑھانے سے انکار نہیں فرمایا کہ وقت نہیں ہے۔

۱۹۸۶ء میں تنظیم المدارس ایلسٹ پاکستان سے الشهادۃ العالیہ فی العلوم العربية والاسلامیہ کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد ایم اے (عربی) ہورسٹم اے (علوم اسلامیہ) کے امتحان پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پاس کئے۔

کچھ لکھنے لکھانا کی طرف توجہ ہوئی تو سب سے پہلے الوسائل الوصول فی شماںل الرسول ﷺ کا اردو ترجمہ کیا۔ پھر ابن حجر عسقلانی کی المتنبرات

امام غزالی کے رسالہ الكشف والتبیین فی غرور الخلق اجمعین کا اردو ترجمہ کیا۔ دورہ حدیث کے دوران صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت کے کچھ واقعات دیکھ کر خیال آیا کہ اس طرح کے واقعات اکھٹے کئے جائیں۔ یوں ایک کتاب ترتیب پائی جس کا نام ”صحابہ کا جذبہ حب رسول ﷺ بخاری و مسلم کی روشنی میں“ رکھا گیا۔ یہ چاروں کتابیں نوری کتب خانہ لاہور سے چھپ چکی ہیں۔

میری دلی خواہش یہ تھی کہ ابتداء المکرم رحمة اللہ علیہ کے فیض سے لوگوں کو مستفیض کرنے کی کوئی کوشش کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے نوٹس کی روشنی میں کتابوں کی ترتیب کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ افسوس یہ کہ آپ کی ظاہری حالت میں پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔

آج کل جامع مسجد سلطانیہ برائز فیلڈ (انگلینڈ) میں امامت کے فرائض سر انجام دے رہا ہوں۔ زندگی کی سب سے بڑی خواہش اس کام کو مکمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توفیق کا سوال کرتا ہوں۔

دیاضر مشہود

Syed Riaz Hussain Sahah

67 Carleton street, Nelson, Lancs.

BB9 9PH

UK.

Telephone No. 0044-1282-708027

فہرست

9

پیش لفظ 1

جلد اول

- | | |
|--------|---------------------------------------|
| 124,12 | 2..... ملائکہ موالیں |
| 127,17 | 3..... آدم ﷺ کی توبہ کی قبولیت |
| 127,17 | 4..... قرآن پاک کی تعلیم پر اجرت لینا |
| 129,19 | 5..... سفید گدھا نجوم میں زیادہ ماہر |
| 129,19 | 6..... عظمت و شانِ مصطفیٰ ﷺ |
| 130,21 | 7..... محلے کی مسجد میں نمازِ افضل |
| 131,22 | 8..... بندہ مومن کے دل میں ساکتا ہوں |

جلد دوم

- | | |
|--------|--|
| 132,23 | 9..... بغیر سود قرض نہ ملتا ہو تو سود دینا جائز ہے |
| 132,23 | 10..... واقعہ ابراہیم اوہم رَحْمَةُ اللَّهِ |
| 133,25 | 11..... ذکر باب الجبر |
| 134,26 | 12..... نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ |

جلد سوم

- | | |
|--------|----------------------------------|
| 135,28 | 13..... علم غیب |
| 135,28 | 14..... رقص بنی اسرائیل کی ایجاد |

 کفن پر کلمہ پاک لکھنے کی وجہ	15
136,29 سخاوت آل رسول	16
137,30 حنی کی فضیلت	17
137,30 اولیاء اللہ کے مزارات پر دینے جلانے کی منت جائز ہے۔	18
138,31 لا مَهْدِيٌّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَم	19
138,32 جنازہ کی ابتداء	20
139,32 اولیت مصطفیٰ ﷺ	21
140,34		

جلد چہارم

141,36 ایام خمس و سعد	22
141,36 قرآن پاک کی تعظیم اور اس کا اجر	23
142,38 بہن کے ساتھ نکاح حضرت نوح ﷺ کے زمانے میں حرام ہوا	24
142,38 یوم عاشورا اور محرم کے دنوں میں واقعات کی جالیں	25
143,38 سیدنا حسین ﷺ کا قاتل آگ کے تابوت میں	26
143,39 ایمان ز لینا	27
149,50 فوت شدگان کی رو جیں گھروں کو آتی ہیں	28
149,50 عمرانی کا نکیرین کو منظوم جواب	29
150,51 کتنے بچھو اور پس سے حفاظت کا نسخہ	30
150,51 نمازو ترکی ابتداء	31
151,51 ذکر بالبھر ہر زمانہ میں صوفیا کرام کا معمول	32

جلد پنجم

152,54	33.....بایزید کا خادم ہوں
15,54	34.....حضرت علی ﷺ کی نماز کے لئے سورج کا پلٹنا
153,55	35.....ملائکہ کی لامات فرمائی
153,55	36.....قبر کے پاس قرآن پڑھنا
153,55	37.....اہل قبور سے استعانت
154,56	38.....انسان فرشتے سے افضل
155,58	39.....قیامت کے روز ماوں کے ناموں سے پکارے جانے کی وجہ
156,59	40.....حبیب سے فرمایا گیا جوتے نہ اتاریے
156,60	41.....اویاء اللہ سے مدد
156,60	42.....بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ
157,61	43.....نبی اکرم ﷺ کے جنازہ کی کیفیت
158,62	44.....زید بن ثابت ﷺ کو ایک غیبی آواز نے بچالیا
158,62	45.....آپ ﷺ اصل کائنات ہیں
159,63	46.....نور محمدی

جلد ششم

160,64	47.....منصور بن عمار کی چار دعائیں
161,65	48.....جھوٹی گواہی کی جزا
161,65	49.....نبی اکرم ﷺ کھانے کے محتاج نہ تھے

161,66	50..... سید نازین العابدین ﷺ کی مناجات
163,69	51..... مَثَلَ نُورٍ
164,70	52..... فکر آخِرت۔ رابعہ العدویہ کا واقعہ
165,72	53..... بنی اسرائیل کا زاہد
166,73	54..... حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا

جلد هفتم

167,75	55..... بغداد کی ایک عاشقہ کا قصہ
167,76	56..... ایام عید میں غنا والی احادیث متروکہ ہیں
167,76	57..... نبی کا بھولنا امت کی تعلیم کے لئے تھا
168,77	58..... بوقت اذان انگوٹھے چومنے کا ثبوت
170,79	59..... درود شریف پڑھنے کے آداب
171,80	60..... یار رسول اللہ کہہ کر درود پڑھنا
174,86	61..... سات سلام اور ان کی فضیلت
175,87	62..... وَمَا أَنْتَ بِمُسْجِعِ مَنْ فِي الْقُبُورِ
175,89	63..... ارواح اجسام کی مدد کرتی ہیں
175,89	64..... یوم الترویہ، یوم عرفہ، یوم الآخر

جلد هشتم

177,90	65..... سیدہ خاتون جنت کی روح خود اللہ ﷺ نے قبض فرمائی :
177,91	66..... ”لَا نَبِيٌّ بَعْدِنِي نَهْكُمُ“ کا مفہوم
179,92	67..... سب سے پہلے اذان کس نے کہی

180,95	68..... اعمال حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں
181,95	69..... حضرت موسیؑ کی خواہش
181,96	70..... حضرت عیسیؑ امامت فرمائیں گے یا امام مہدیؑ
182,97	71..... مومن جن جنت میں جائیں گے یا نہیں
186,106	72..... نبی اکرم ﷺ کے باطن کو وجودہ

جلد نهم

187,107	73..... حاضر و ناظر نبی ﷺ
188,108	74..... حضور ﷺ کا ظاہر مخلوق اور باطن حق
188,109	75..... مشکوک مال کو جائز بنانے کا حلیہ
189,110	76..... دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی
190,111	77..... نبی پاک ﷺ کا وجود پاک
190,113	78..... اولیاء اللہ کا بیک وقت مختلف مقامات میں ہوتا
192,114	79..... رب تعالیٰ کو دیکھا
195,119	80..... آپ کا علم ساری کائنات کو محیط ہے
195,119	81..... وقت ولادت

جلد تہم

197,121	82..... نبی اکرم ﷺ کا نام ہے
197,122	83..... علم ما کانَ وَمَا يَكُونُ
198,122	84..... جنات کے بارتے میں حکم

فہرست مضمومین کے بارے میں ایک ضروری وضاحت

کتاب کے پہلے حصے میں اردو ترجمہ ہے جب کہ دوسرے حصے میں اصل
عربی عبارات۔ فہرست میں ہر عنوان کے سامنے دو دو صفحہ نمبر دیئے گئے ہیں۔ پہلا
نمبر اردو ترجمہ کا ہے اور دوسرا نمبر عربی عبارات والے حصے کا۔

(مرتب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

استاذ العلماء حضرت علامہ قاضی مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب رَحْمَةُ
اللَّهِ عَلَيْهِ مَتَوفِیٌ ۖ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ (فضل بریلی شریف) کی ساری زندگی
پڑھنے پڑھانے میں بسراہوئی۔ حصول علم کے بعد اپنے آبائی گاؤں کیرانوالہ سیداں
صلع گجرات میں درس و تدریس کے سلسلہ کا آغاز کیا اور تشنگان علم کی تشقیقی کو دور
کرنے میں ہی زندگی کے دن پورے ہو گئے۔

کتب کا مطالعہ گویا آپ کی جان تھا۔ کئی بار بہت زیادہ بیمار بھی ہو پئے مگر
جونہی تھوڑا سا ہوش آیا کتاب میں لے کر بینھ گئے۔ جب کوئی نئی کتاب خریدتے تو جب
تک اس کا مطالعہ نہ ہو جاتا وہ کتاب شیلف کی زینت نہ بنتی۔ دوران مطالعہ آ
نے اپنی دلچسپی، یا بعض اوقات کسی سوال کے جواب میں یا اسی طرح کے دیگر
مقاصد کے پیش نظر، کتابوں کے شروع میں کچھ نوٹ لگائے۔ یہ نوٹ کوئی کتاب
لکھنے کی نیت سے نہ تھے۔

ایک دفعہ میرے ذہن میں خیال آیا کہ آپ جیسی علمی شخصیت کی تحقیقات
سے محروم رہ جانا بہت بڑی بد نصیبی ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ نوٹ اکٹھے کر لئے
جائیں، ان پر تبصرہ آپ سے لیا جائے اور اسے کتابی شکل دے دی جائے تو اس
طرح آپ کی تحقیقات سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آپ کی اجازت سے

کام شروع ہوا اور پہلے مرحلے میں ایک رجسٹر میں تمام حوالہ جات اکٹھے کئے گئے۔ میری ذاتی مصروفیات نے تیز رفتاری کے ساتھ یہ کام نہ کرنے دیا اور پھر ۲۰۰۱ء میں انگلینڈ چلا آیا۔ یہ کام رک گیا۔ منصوبے بنا تارہا کہ یہ کیا جائے وہ کیا جائے، مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ ۲۹ صفر ۱۳۲۲ھ کو اس دارفانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ سے براہ راست تبصرہ لینے کا موقعہ تو ہاتھ سے نکل گیا تاہم آپ کے دیئے ہوئے اشارے ہمارے پاس موجود ہیں جن کی روشنی میں کچھ نہ کچھ فیض لوگوں تک پہنچ سکتا ہے۔

میں اگر اسے آپ کی تحقیقات علمیہ کہوں تو شاید یہ بات درست نہ ہو گی۔ کیونکہ تحقیق نام ہے مختلف آراء کو اپنے سامنے رکھ کر ان کا موازنہ کرنے کے بعد ان میں سے صحیح اور غلط کو الگ الگ کر دینا اور ایک ایسی رائے پیش کرنا جو سب سے زیادہ صحیح ہو۔ لہذا اس مجموعہ کو زیادہ سے زیادہ ہم آپ کے علمی فیض کا نام دے سکتے ہیں۔

آپ کے وسیع کتب خانہ کی ایک ایک کتاب سے سارے نوٹس اور ان کی روشنی میں کتب کی ترتیب ایک بہت بڑا کام ہے۔ اللہ پاک نے توفیق دی تو یہ کام پایہ تکمیل تک ضرور پہنچے گا۔ (ان شاء اللہ)

سردست تفسیر ”روح البیان“ سے حوالہ جات، اصل عربی فارسی عبارات ان کا ترجمہ اور ان پر مختصر تبصرہ پیش خدمت ہے۔ میں شکرگزار ہوں ان تمام احباب

کا جنہوں نے اس سلسلہ میں میری معاونت فرمائی۔ خصوصاً حضرت علامہ ساجد الہاشمی، خطیب جامعہ غوثیہ برلنے (انگلینڈ)، حضرت علامہ محمد دین سیالوی ڈائریکٹر الحراء بیجو کیشنل سنٹر نیلسن (انگلینڈ)، جن کی ذاتی لائبریریاں استفادہ کے لئے ہر وقت دستیاب ہیں۔ حضرت علامہ ظفر محمود فراشوی مانچستر (انگلینڈ)، جن کی بہت وسیع لائبریری سے استفادہ کی عام اجازت ہے۔ حضرت علامہ ریاض احمد سعیدی صاحب مدرس جامعہ سلطانیہ برائز فیلڈ (انگلینڈ) خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے عربی عبارات پر اعراب لگائے اور تظریقی فرمائی۔ حضرت علامہ حافظ ذوالفقار علی رضا کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے نصف اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔ باقی نصف اخراجات انشاء اللہ میں اپنی جیب سے ادا کروں گا۔

قارئین سے التماس کہ جہاں جہاں کوئی غلطی نوٹ فرمائیں بندہ کو ضرور آگاہ فرمیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔

یکے از تلامذہ فقیہِ اعظم

ریاض مشھدی

جلد اول

ملائکہ موالیں (اعمال لکھنے والے فرشتے)

حضرت سیدنا معاذؐ کو رسول ﷺ نے جو وصیتیں فرمائیں ان میں ہے کہ اے معاذ! میں تمہیں ایک بات بتانے لگا ہوں اگر تو اسے یاد رکھے گا تو تجھے فعدے گی۔ اگر تو نے اسے ضائع کر دیا تو اللہ ﷺ کے ہاں تیری جنت ختم ہو جائے گی۔

اے معاذ! بے شک اللہ ﷺ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے۔ اور ساتوں آسمانوں میں سے ہر ایک پر ایک ایک فرشتہ مقرر فرمادیا۔

انسان کے اعمال پر مقرر فرشتے اس کے عمل جو صبح سے شام تک ہوتے ہیں لے کر چڑھتے ہیں۔ وہ ایک عمل لے کر جاتے ہیں جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ فرشتے آسمان دنیا کی طرف جھانکتے ہیں تو اس عمل کی تعریف بیان کرتے ہیں اور اسے بہت زیادہ سمجھتے ہیں۔ دربان فرشتہ محافظ فرشتوں سے کہتا ہے کہ ٹھہروا! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں غیبت پر مامور ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ یہ آدمی لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا۔

زبان آمد از بہر شکر و سپاس بغایت گرداندش حق شناس

ترجمہ: زبان شکر گزاری کے لئے ملی ہے۔ غیبت کر کے لوگ اسے حق شناس نہیں ہونے دیتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتے بندے کے اچھے عمل کو لاتے ہیں۔ وہ اس کی

تعریف کرتے ہیں اور اسے بہت کچھ خیال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس عمل کے ساتھ دوسرے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے: بخوبی! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں فخر پر مامور ہوں۔ اس کا ارادہ اس عمل سے دنیوی مفاد تھا۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔ یہ آدمی لوگوں کی مجالس میں فخر کیا کرتا تھا۔

چہ ز نار مُغ در میانت چہ دلق کہ در پوشی از بہر پندار خلق

ترجمہ: اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ تیرے پاس آتش پرست کا زنا رہو یا گودڑی، کیونکہ تو اسے مخلوق سے توقعات کی بنا پر پہن رہا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے بندے کے عمل، صدق، نماز اور روزہ وغیرہ لے کر چڑھتے ہیں جن سے نور پھوٹ رہا ہوتا ہے، خود فرشتے بھی ان پر تعجب کرتے ہیں۔ وہ تیرے آسمان کی طرف بڑھتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے: بخوبی! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں کبر پر مامور ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔ یہ آدمی لوگوں کی مجلسوں میں تکبر کیا کرتا تھا۔

فروتن بود ہو شمند گزیں نہد شاخ پر میوہ سر بر ز میں

ترجمہ: ہوشمند اور پسندیدہ انسان عاجزی اختیار کرتا ہے۔ وہ شاخ جو چلوں سے لدی ہو، جھکی رہتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتے بندے کے نماز، تسبیح، حج اور عمرہ جیسے عمل لے کر چڑھتے ہیں جو چمکدار ستارے کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں، وہ چوتھے آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے: بخوبی! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے

مارو۔ میں خود پسندی پر مامور ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔ یہ آدمی جب عمل کرتا تو اس میں خود پسندی کو دخل دیا کرتا تھا۔

چوروئی خدمت نہیں بزر میں خدار اشنا گوی خود را بیس

ترجمہ: جب تو نے چہرہ خدمت کے طور پر زمین پر رکھ دیا تو اب اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کر اور اپنے آپ کو نہ دیکھ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتے بندے کا عمل اس دہن کی طرح کا ہے اس کے دو لہا کے پاس تیار کر کے بھیجا جا رہا ہو، لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ محافظ فرشتہ کہتا ہے: بھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں حسد پر مامور ہوں۔ یہ ان لوگوں سے حسد کرتا تھا جو علم حاصل کرتے، اللہ کے لئے عمل کرتے اور عبادت میں اپنا نصیب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں

عقبہ، زیں صعب تر در راہ نیست ای خنک آنکس حسد ہمراہ نیست

ترجمہ: اس (حسد) سے مشکل گھانی اس راہ میں نہیں ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جو حسد کی بیماری سے پاک ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے بندے کے روزے، نماز، زکوٰۃ، حج اور عمرہ جیسے اعمال لے کر چھٹے آسمان کی طرف بڑھتے ہیں۔ محافظ فرشتہ ان سے کہتا ہے: بھہرو! یہ عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ یہ آدمی اللہ کے بندوں میں سے کسی انسان پر حرم نہیں کھاتا تھا۔ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو یہ خوش ہوا کرتا تھا۔ میں رحمت پر مامور فرشتہ ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔

اشک خواہی رحم کن بر اشک بار رحم خواہی بر ضعیفان رحم آر

ترجمہ: اگر تجھے دائیٰ راحت مطلوب نہ تو نے والے پر حم کر۔ رحمت کی طلب ہے تو ضعیف لوگوں پر ترس کھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے بندے کے نماز روزہ، فقہ، اجتہاد، ورع جیسے عمل لے کر ساتویں آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ ان کی بھنپھناہٹ اس طرح کی ہوتی ہے جیسے شبد کی مکھی کی۔ اور روشنی اس طرح جیسے سورج کی، تمیں ہزار فرشتوں کے جلو میں وہ ساتویں آسمان کی طرف بڑھتے ہیں۔ محافظ فرشتے ان سے کہتا ہے: بخوبی! عمل اس عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو اور اس کے دل پر قفل لگادو۔ میں ہر وہ عمل اللہ کی بارگاہ میں جانے سے روک دیتا ہوں جس سے اس کی رضا مطلوب نہ ہو۔ یہ آدمی غیر اللہ کے لئے عمل کیا کرتا تھا۔ اس کا مقصد فقہاء کے باش رفت، علماء کے باش ذکر اور شہروں میں اپنے نام کی شہرت تھا۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اس آدمی کا عمل آگے نہ بڑھنے دوں۔ ہر وہ عمل جو خاص اللہ ﷺ کے لئے نہ ہو وہ ریا کا رئی ہوتا ہے۔

بروی ریا خرقہ سبلست دوخت
گریش با خدا در تو ان فروخت

ترجمہ: ریا کا رئی کی بن اپنی گودڑی سینا آسان ہے۔ لیکن ایسے خرقہ کی بارگاہ خداوندی میں رسائی نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے بندے کے زکوٰۃ، روزہ، نماز، حج، عمرہ، اچھے اخلاق اور اللہ کے ذکر جیسے اعمال لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ آسمان کے فرشتے ان اعمال کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ سارے حجابات طے کر جاتے ہیں اور اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تاکہ صرف اللہ کی رضا کے لئے کئے گئے اعمال پر اس کی بارگاہ میں گواہی دیں۔ اللہ ﷺ فرماتا ہے تم اس کے اعمال کے محافظ فرشتے ہو اور میں اس کے دل کا نگہبان

ہوں۔ اس نے یہ عمل میرے لئے نہیں کیا۔ اس کی غرض کوئی اور تھی، پس اس پر میری لعنت ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: اس پر تیری لعنت ہے۔ ہماری طرف سے بھی اس پر لعنت ہو۔ پھر زمین و آسمان کی ہر چیز اس پر لعنت بھیجتی ہے۔

حضرت معاذؓ نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! میرے لئے خلاصی اور نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ فرمایا: میری اقتداء کرو۔ یقین کو لازم پکڑو اگرچہ تمہارے عمل میں کوتاہی ہو۔ اور اپنی زبان کی، ان لوگوں کی عزت کے درپے ہونے (یعنی غیبت) سے حفاظت کرو جو قرآن والے ہیں۔ اپنے آپ کو ان سے پاکیزہ نہ سمجھو۔ آخرت کے لئے کئے جانے والے امور کو دنیوی اغراض کے لئے انجام نہ دو۔ لوگوں کی عزت کو تاریخ کرو، ورنہ دوزخ کے کئے تمہیں چاڑکھائیں گے۔ اور لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل نہ کرو۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں:

اے ہنر ہانہادہ بر کلف دست عیبہا بر گرفتہ زیر بغل

تاچہ خواہی خریدن ای مغروف روز در ناندگی بسم دغل

ترجمہ: اے وہ شخص جس نے ہنر اپنی ہتھیلی پر کھا ہوا ہے۔ اور اپنی بغل کے نیچے عیب چھپا رکھے ہیں۔

اے دھوکے میں پڑے ہوئے انسان تو عاجزی کے وقت کھونٹے سکے کے بد لے میں کیا خرید سکے گا۔

آدم ﷺ کی توبہ کی قبولیت۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ جب آدم ﷺ نے کہا: بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ میری لغزش کو معاف فرم۔ اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ عرض کیا؟ جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میرے اندر روح پھونکی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو ساقِ عرش پر لکھادیکھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ۔ پس میں نے جان لیا کہ وہی ساری مخلوق سے زیادہ عزت والے ہیں جن کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا لیا ہے فرمایا: ہاں۔ اور آپ ﷺ کی شفاعت سے ان کی لغزش کو معاف فرمادیا۔

البقرہ: ۳۷۔ فَتَلَقَى آدُمْ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ

قرآن پاک کی تعلیم پر اجرت لینا۔

تعارف: قرآن پاک پڑھانے والے اور آئمہ حضرات جو تنخواہ وصول کرتے ہیں وہ دراصل اس وقت کا معاوضہ ہوتا ہے جو وہ کوئی اور کام کرنے کی بجائے قرآن کی تعلیم یا نماز پڑھانے میں صرف کرتے ہیں۔ اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ریاض)

قرآن پاک اور علم پڑھانے پر اجرت لینے کے جواز میں علماء نے ”وَ لَا تَشَرُّوْا بِإِيمَنِكُمْ ثُمَّا قَلِيلًا“، میری آیتوں کو تھوڑے سے مول (یعنی دنیوی مفادات) کے بدلنے پنچو۔ کی بنابر احتلاف کیا ہے۔

اس زمان میں فتوی اس پر ہے کہ تعلیم قرآن و فقہ اور دیگر علوم کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے تاکہ یہ علوم ضائع نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس چیز پر تم اجرت لیتے ہو اس میں سب سے زیادہ حقدار کتاب اللہ ہے۔

جس آیت میں اجرت لینے کی ممانعت ہے وہ ان لوگوں کے حق میں ہے جن کے

بغیر تعلیم دینے والا اور کوئی نہ ہو اور وہ اجرت لئے بغیر پڑھانے پر رضا مند نہ ہوں۔ لیکن اگر وہی متعین نہ ہوں (بلکہ ان کے علاوہ بھی تعلیم دینے والے ہوں) تو ان کے لئے حدیث کی دلیل کی بنیا پر اجرت لینا جائز ہے۔

اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی گاؤں میں کوئی مردے نہلانے والا ہو، اور وہاں اس کے علاوہ میت کو غسل دینے کے لئے اور کوئی دستیاب نہ ہو تو چونکہ وہی متعین شخص ہے اس لئے اسے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر وہاں اور لوگ بھی ہوں جیسا کہ شہروں میں ہوتا ہے تو اس کے لئے اجرت لینا جائز ہے۔ کیونکہ یہ کام اسی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ اگر وہ نہ کرے تو گنہگار نہ ہو گا۔

حاکم کے لئے واجب ہے کہ اس کے لئے کچھ مقرر کر دے۔ یا پھر یہ کام مسلمان کریں۔ کیونکہ جب حضرت ابو بکر صدیق صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ ہوئے تو آپ کے پاس اتنا کچھ نہ تھا جس سے گزارہ کر سکیں۔ آپ نے کپڑے اٹھائے اور بازار کی طرف چل دیئے۔ جب اس کے بارے میں آپ سے بات ہوئی تو فرمایا: گھر والوں کا خرچ کہاں سے پورا کروں؟ وہ لوگ آپ کو واپس لائے اور آپ کے لئے اتنا مقرر کر دیا جس سے آپ کا گزارہ ہو سکے۔ اسی طرح امام، موذن اور ان جیسے دوسرے لوگوں کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ تنخواہ لیں۔

قرآن پاک کا بیچنا قرآن پاک کا بیچنا نہیں ہے بلکہ یہ کاغذ اور کاتب کے ہاتھ کے عمل کا بیچنا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ ہمارے زمانے میں بعض مسائل میں، زمانے کے حالات میں تغیر اور علم اور دین کے مٹ جانے کے خوف کی وجہ سے، جواب بدل چکا ہے۔ ان (تغیرات) میں سے یہ بات کہ علماء نے سلاطین کے دروازوں پر آنا جانا شروع کر دیا، ایک بات یہ کہ وہ طلبِ معاش میں شہروں کی طرف نکل کھڑے ہوئے، انہوں نے قرآن کی تعلیم

اڑان اور امامت پر اجرت لینا شروع کری۔ آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنا شروع کر دیا۔ شرایبی لوگوں کو سلام کہنا شروع کر دیا اور اسی طرح کے دوسرے کام۔ اس نے جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے کہ کہیں اس سے سخت اور مضر کام میں نہ پڑ جائیں۔ کذا فینیض اب الاحسان میں اسی طرح ہے۔

البقرہ ۴۱:۲۔ لا تشرروا بآياتی ثمنا قليلًا

سفید گدھا علم نجوم میں زیادہ ماہر

بیان کیا جاتا ہے کہ نصیر الدین طوی ایک ولی کی زیارت کے لئے گیا۔ اس ولی سے کہا گیا کہ یہ دنیا کا عالم نصیر الدین طوی ہے۔ ولی نے پوچھا اس کا کمال کیا ہے؟ بتایا گیا کہ علم نجوم میں اس کا کوئی ہمسرنہیں ہے۔ ولی نے کہا کہ سفید گدھا اس سے زیادہ عالم ہے۔ طوی اس کی مجلس سے اٹھ کر چل دیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ ایک چکلی والے کے دروازے پر پہنچا۔ چکلی والے نے اسے کہا کہ اندر داخل ہو جاؤ اس لئے کہ آج رات بڑی سخت بارش برنسے والی ہے۔ اگر دروازہ بند نہ کیا گیا تو سیلا بہالے جائے گا۔ اس نے چکلی والے سے اس بیان کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرا ایک سفید گدھا ہے جب وہ آسمان کی طرف اپنی دم تین بار ہلاتا ہے تو بارش نہیں ہوتی اور جب وہ زمین کی طرف دم ہلاتا ہے تو بارش برستی ہے۔ جب طوی نے یہ بات سنی تو اپنے عجز کا اعتراف کر لیا، ولی کو سچا جانا اور اس کا غصہ جاتا رہا۔

البقرہ ۱۰:۲۰۔ نبذ فريق من الذين اوتوا الكتاب

عظمت و شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

راغب اصفهانی نے محاضرات میں ذکر کیا کہ امام شاذی، جنہوں نے حزب البھر لکھی، فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ قصیٰ میں لیٹا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد سے

باہر ہرم کے وسط میں تخت بچھایا گیا ہے اور بہت ساری مخلوق فوج درفوج جمع ہو رہی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ اجتماع کیسا ہے؟ جواب ملا انبیاء و رسول حسین حلاج سے جو بے ادبی سرزد ہوئی اس کی وجہ سے سفارش کے لئے حاضر ہو رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ تخت پر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ میٹھے ہوئے ہیں اور سارے انبیاء جن میں ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام اور نوح علیہم السلام بھی ہیں، زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وہاں تھہر گیا انہیں دیکھنے اور ان کا کلام سننے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہم السلام نے ہمارے نبی ﷺ سے کہا: آپ نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں مجھے ان میں سے کوئی ایک دکھائیں۔ آپ ﷺ نے امام غزالی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہم السلام نے غزالی سے ایک سوال پوچھا تو انہوں نے دس جواب دیئے۔ موسیٰ علیہم السلام نے اعتراض کیا کہ سوال کو جواب کے مطابق ہونا چاہیے۔ امام غزالی نے کہا کہ یہ اعتراض تو آپ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ جب آپ سے سوال کیا گیا۔ وَمَا تُلَكَ بِمِمِينَكَ يَمُوْسِي۔ اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: یہ میرا عصا ہے اور متعدد صفات گنوائیں۔

فرماتے ہیں میں سیدنا محمد ﷺ کی جلالت قدر کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اس بارے میں کہ آپ تخت پر اکیلے تشریف فرمائیں اور خلیل و کلیم روح اللہ علیہم السلام زمین پر بیٹھے ہیں کہ کسی شخص نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکر لگائی میں جا گا تو وہ مسجد کا منتظم تھا۔ پھر وہ غائب ہو گیا اور آج تک مجھے دوبارہ نہیں ملا۔

ہے اس میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ مسجد کا وہ منتظم مسجدِ قصیٰ کی قدیمیں روشن کر رہا تھا، اس نے مجھے کہا کہ تعجب نہ کجئے یہ سب آپ ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی ہیں۔ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب نمازِ کھڑی ہوئی تو مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے اس منتظم کو تلاش کیا تو وہ نہ ملا اور آج تک اس کا کچھ پتہ نہیں۔ اسی لئے صاحبِ قصیدہ نے کہا:

وَانْسُبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عَظَمٍ

ترجمہ: آپ کی ذات کی طرف جو شرف چاہو منسوب کرو اور آپ کی شان میں جو بڑائی چاہو بیان کرو۔

البقرہ ۲: ۱۲۳

محلے کی مسجد میں نمازِ افضل۔

غذیۃ الفتاویٰ میں ہے کہ جو آدمی جامع مسجد میں کثرت جماعت کی وجہ سے، نماز میں حاضر ہوتا ہے (اسے جان لینا چاہیئے کہ) اس کے محلے کی مسجد افضل ہے نمازی کم ہوں یا زیادہ، کیونکہ اس کی مسجد کا اس پر حق ہے۔ جس کا مقابلہ نہ تو کثرت جماعت کر سکتی ہے اور نہ کسی اور کا تقویٰ نہ علم۔ اسے کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ پہلی صفت میں امام کی سیدھ میں کھڑا ہو کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ جو آدمی امام کے پیچھے اس کی سیدھ میں کھڑا ہو، اسے ایک سو نماز کا ثواب دیا جاتا ہے۔ جو آدمی دائیں جانب ہوا سے پھر نمازوں کا اور جو باعیں جانب ہو، اسے پچاس نمازوں کا اور جو باقی صفوں میں ہوں انہیں پچیس نمازوں کا۔

كَذَا فِي الْقُرْبَى۔

البقرہ ۲: ۱۲۴ فاذا امْتَنَمْ فاذْكُرُوا اللَّهَ

بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است من گنجم نیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز من گنجم این یقین دان اے عزیز
در دل مومن بکنجم ائی عجب گر مراجوی در ان دلہا طلب
خود بزرگی عرش باشد بس پدید لیک صورت کیست چوں معنی رسید

ترجمہ: پیغمبر ﷺ نے فرمایا: کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے: میں اوپر نیچے کہیں نہیں سما سکتا۔

زمین، آسمان بلکہ عرش میں بھی نہیں، میں نہیں سما سکتا اے عزیز یقین سے مان۔
ہاں مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔ مجھے تلاش کرنا ہوتا ان دلوں میں تلاش کر۔

عرش کی بزرگی بہت واضح ہے لیکن صورت کیا چیز ہے جب حقیقت آپنچے۔

البقرہ ۲۵۵: ۲ - وسع کر سیہ السموات والارض

جلد دوم

بغیر سود قرض نہ ملتا ہو تو سود دینا جائز ہے۔

جب کوئی آدمی قرض کا محتاج ہو اور کسی سے قرض مانگے اور وہ بغیر سود کے قرض دینے پر راضی نہ ہو تو گناہ سود لینے والے پر نہیں۔ کیونکہ اس میں ضرورت ہے۔ اور یہ اس وقت ہے جبکہ قرض دینے والا غنی ہو جیسا کہ تم جان چکے۔ نیک آدمی اس طرح کے معاملات سے دور رہتا ہے۔ پس بے شک سوداہل ایمان کے ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اگرچہ فی الحال سود زیادتی محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ نقصان ہے۔ کیونکہ فقراء جب دیکھتے ہیں کہ سود لینے والا سود کی وجہ سے ان کے اموال لوٹ رہا ہے تو وہ اسے لعنت کرتے ہیں اور اس کے لئے بدعا کرتے ہیں۔ اور یہ بات اس کی جان و مال میں خیر و برکت کے زوال کا باعث بن جاتی ہے۔ بلکہ اس سے اس کی عزت اور قدر و منزلت کا بھی نقصان ہوتا ہے، اسے لوگوں کی مذمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ اس کی امانت زائل ہو جاتی ہے۔ دل خخت ہو جاتا ہے اور اس میں فرق آ جاتا ہے۔

آل عمران: ۳۲ - و اطیعو اللہ و الرسول لعلکم ترحمون

وَاقْعَهُ ابْرَاهِيمَ ادْهِمَ رَحْمَةُ اللَّهِ۔

شنبید تم کہ ابراہیم ادہم
شی بر تخت دولت خفت خرم

ز سقفِ خود شنبید آواز پایی
ز جابر جست چوں آشفة رایی

که دارد بر پہر قصر ما کام
بہندی گفت او کین کیست بر بام

شتراجم لردہ مرد مفلسم پیر
جو آمد۔ اسے شاہ جہانگیر

زخندہ گشت شاہ بر جائی خودست	کہ بر بام آدمی ہر گز شتر بخت
دگر بار پاسخ آمد کای جواں بخت	خداجوئی کسی کردست بر تخت
خداجوئی و خورد و خواب و آرام	شتر جوئی بود بر گوشنہ بام
چوں شنید ایں پیام از هاتف غیب	فراغت کرد از دنیا باریب
	رسید از راہ تجیریدی بمنزل
	پس ازاد بارشد مقبول و قبل

ترجمہ: میں نے سنا ہے کہ ایک رات ابر ہیم ادھم اپنے تخت شاہی پر میٹھی نیند سور ہے تھے۔
اپنے چھت سے کسی کے پاؤں کی آواز سنی۔ اور اپنی جگہ سے ایک پریشان حال
آدمی کی طرح اٹھے۔

تجھت سے کہا کہ چھت پر کون ہے، جو ہمارے محل کی چھت پر کام رکھتا ہے۔
جواب ملا کہ شاہ جہانگیر! میں ایک غریب آدمی ہوں اور اپنے اونٹ گم کر بیٹھا
ہوں۔

ہنسی۔ بادشاہ اپنی جگہ لوٹ پوٹ ہو گیا۔ بھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی چھت پر
اونٹ تلاش کرے۔

دوسری بار جواب ملا کہ اے جواں بخت کسی نے بھی خدا کو بھی تخت پر ڈھونڈا ہے۔
اللہ کو تلاش کرنا اور خوب کھانا، سونا اور آرام کرنا ہوتا اونٹوں کی تلاش پھر چھت پر ہی
ہو گی۔

جب آپ نے یہ پیام ہاتف غیب سے سنا تو دنیا سے کنارہ کش ہو گئے۔
تجیرید (دنیوی علاقے سے کٹ جانا) کی راہ پر چل کر منزل پر پہنچے، اور بد نصیبی کے
حال سے نکل کر مقبولیت کی منزل پر رسائی حاصل کی۔

آل عمران ۱۳۵:۳۔ وَلَمْ يَصُرُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا

ذکر بالجہر۔

جان لو کریا آیت (الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَ قُعُودًا وَ عَلَىٰ جُنُوبِهِمْ) اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ اسی لئے مشائخ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اپنے دلوں کو بیدار کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ لیکن انہیں اس میں ایسی کوئی حرکت نہیں کرنی چاہئے اور کوئی ایسا حال ظاہر نہیں کرنا چاہئے جو حقیقتہ ان کا نہیں ہے۔

حاصل یہ ہے کہ توحید، جب کہ اس کے آداب کا لحاظ رکھا جائے تو اس کے لئے کوئی مخصوص وضع نہیں ہے۔ کھڑے ہو کر، بیٹھ کر لیٹ، کر ہر طرح (ذکر) جائز ہے۔ البتہ احادیث میں ایسے ارشادات ہیں جو ذکر خفی کے مستحب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

شارح کشاف نے ذکر کیا کہ یہ ہر کسی کے مقام کے مطابق ہوتا ہے۔ شیخ ابتداء میں بلند آواز سے ذکر کی تلقین کرتا ہے تاکہ دل میں جو خیالات رائج ہو چکے ہیں انہیں اکھیز ڈالے۔ (كَذَا فِي شَرْحِ الْمُشَارِقِ)

مظہر میں جو کہا گیا وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ صاحب مظہر نے کہا: بلند آواز کے ساتھ ذکر جائز بلکہ مستحب ہے۔ جبکہ ریا کاری کی وجہ سے نہ ہو، تاکہ لوگ دین کے اظہار سے غنیمت حاصل کریں اور مکانوں، گھروں اور دکانوں میں ذکر کی برکت پہنچے۔ اور ذاکر کے ذکر کی موافقت ان تمام چیزوں سے ہو جائے جو اس کے ذکر کو نہیں اور قیامت کے روز اس کے لئے ہر خشک و ترجس نے اس کی آواز سنی گا، یہی دے۔

بعض مشائخ نے اخفا، کو اختیار فرمایا ہے۔ یعنی یہ ریا کاری سے بہت در

ہے۔ اس کا اصل تعلق نیت کے ساتھ ہے۔ تو جس کی نیت پھی ہواں کا قرآن پاک کی تلاوت اور ذکر کے ساتھ آواز کو بلند کرنا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے۔ اور جس آدمی کو ریا کاری کا اندیشہ ہواں کے لئے ذکر خفیٰ زیادہ بہتر ہے تاکہ ریا کاری میں شہزادے۔

آل عمران ۱۹۱: ۳۔ ربنا ما خلقت هذا باطلًا

نورانیت مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ

[تعارف] : بنی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کی روح مبارکہ کو اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نے سب سے پہلے اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا، اس لئے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نور ہیں۔

جب اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نے اس روح مبارکہ کو اس دنیا میں بھیجا چاہا تو اسے جنوں میں نہیں، فرشتوں میں نہیں بلکہ انسانوں میں بھیجا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ حضرت عبد اللہ کے گھر سیدہ آمنہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی گود میں تشریف لائے اس اعتبار سے آپ بشر ہیں۔ آپ کا نور ہونا بھی برحق ہے اور بشر ہونا بھی برحق۔ ریاضن [۱]

جان لوکہ اللہ پاک نے بنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کو نور ہنا کے بھیجا جو اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے انسان کو جو حصہ مل سکتا ہے اس کی وضاحت فرماتا ہے۔ اور اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کا نام نور رکھا۔ فرمایا: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ کیونکہ زمین و آسمان دونوں عدم کے پردے میں چھپے ہوئے تھے۔ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں پیدا فرمائے کرنے کا نام نور اس لئے رکھا کہ سب سی پہلی چیز جو حق تعالیٰ نے اپنے نور قدرت سے عدم کے پردے سے نکالی وہ نور محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ تھا جیسا کہ فرمایا: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورٌ۔ پھر جہاں کو اس کی تمام چیزوں کے ساتھ آپ کے نور سے اس طرح پیدا فرمایا کہ بعض چیزوں بعض چیزوں سے پیدا ہوئیں۔

جب ساری موجودات آپ کے وجود کے نور سے ظاہر ہوئی تو آپ کا نام نور کھا۔ جو چیز نے سرے سے پیدا ہونے کے اعتبار سے نیادہ قریب ہو، وہ نور کھلانے کی زیادہ حقدار ہے۔ مثال کے طور پر عالم ارواح، عالم اجسام کی نسبت اقرب الى الاختراع (نئے سرے سے پیدا ہونے کے اعتبار سے زیادہ قریب) ہے اس لئے اسے عالم انوار کہتے ہیں۔ اور علویات کو سفلیات کی نسبت نورانی کہا جاتا ہے۔ تو چونکہ اقرب الى الاختراع نبی ﷺ کا نور تھا اس لئے وہ نور کھلانے کا زیادہ حقدار ہے اسی لئے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: آما من اللہ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي۔ اور اللہ پاک نے فرمایا: (فَذَ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ) اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں آدم ﷺ کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے ایک نور کی شکل میں تھا۔ یہ نور اللہ کی تسبیح کرتا اور فرشتے اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے۔ پھر جب آدم ﷺ کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پشت میں رکھ دیا۔

الحاديہ ۱۵:۵ - قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ رَوْ

جلد سوم

علم غیب۔

بے شک آپ ﷺ جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے اس کے بارے میں اللہ کے بتلانے سے خبریں دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قُطْرَةٌ فِي حَلْقِنِ قَطْرَةٌ عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ۔ لیلۃ المرانج میرے حلق میں قطرہ پٹکایا گیا اور میں نے جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔ تو جو آدمی یہ کہتا ہے کہ نبی اللہ غیب نہیں جانتے اس نے خطا کی۔

الانعام: ۵۰۔ قل لا اقول لكم عندي خزانن الله

رقص بنی اسرائیل کی ایجاد۔

بھنگڑا ذالنا اور حال کھینا سب سے پہلے سامری کے ساتھیوں نے ایجاد کیا۔ جب انہوں نے بھنگڑا بنایا جو ایک جسم تھا جس سے آواز آتی تھی۔ تو وہ اس کے گرد کھڑے ہو گئے اور رقص کرنا شروع کر دیا اور حال کھینے لگے۔ یہ کافروں اور بھنگڑے کے پچار یوں کادین ہے۔ جب نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ بیٹھتے تو وقار کی خاطر ان کی حالت یوں ہوتی جیسے ان کے سرود پر پرندے ہوں (جو ادنیٰی حرکت سے اڑ جائیں گے)

پس بادشاہ اور اس کے نوابوں کو چاہیئے کہ انہیں مسجدوں میں آنے سے روکیں۔ اور کسی ایسے شخص کے لئے جو اللہ ﷺ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے ان کے پاس حاضر نہیں ہوتا چاہئے اور ان کے اس باطل مذہب پر ان کی مد نہیں کرنی چاہیئے۔ امام مالک، نافعی، ابوحنیفہ، احمد اور ووسیعؑ مذہب کا یہی مذہب ہے۔ کَذَا فِي حَيَاةِ

الاعراف: ۷

حَيْوانِ۔

کفن پر کلمہ پاک لکھنے کی وجہ۔

علماء کا کہنا ہے کہ اگر رسول ﷺ کا بाल، عصایا کوڑا کسی گنہگار کی قبر پر رکھا جائے تو اسے ان تبرکات کی برکت سے عذاب سے نجات مل جائے گی۔ اور اگر یہ چیزیں کسی مکان میں یا شہر میں ہوں تو اس کے رہنے والوں کو ان کی برکات سے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اگرچہ انہیں اس بات کا شعور نہ ہو۔ ماء زمزم، اس میں بھگویا ہوا کفن، کعبہ کے پردے کے مکڑے اور انہیں کفن کے لئے استعمال کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

امام غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ فرماتے ہیں: اگر تو عام زندگی میں اس کی کوئی مثال تلاش کرنا چاہے تو جان لے کہ جو آدمی کسی سلطان کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی عظمت اس کے دل میں بسی ہوئی ہے تو جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتا ہے۔ اور وہاں بادشاہ کے ترکش کا کوئی تیر یا اس کا کوڑا اپڑا دیکھتا ہے تو وہ اس شہر اور اس شہر کے رہنے والوں کی عزت کرتا ہے۔

ملائکہ بنی هاشمؐ کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب وہ کسی گھر یا کسی شہر یا کسی قبر میں تبرکات دیکھتے ہیں تو اس کے رہنے والے کی عزت کرتے ہیں اور اس کے عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔ اسی لئے یہ بات مردوں کو نفع دیتی ہے کہ ان کی قبروں پر قرآن پاک رکھ دیئے جائیں، قرآن کی تلاوت کی جائے یا کاغذ پر قرآن لکھ کر مردے کے ہاتھ میں تھما دیا جائے۔

كَذَا فِي الْأَسْرَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ . الاعراف ١٥٨:٧

سخاوت آل رسول ﷺ

روایت ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللَّهُ عنہا نے اپنی قیص حضرت علیؓ کو دیتا کہ اسے بیچ کر حضرت حسنؑ کی خواہش کی چیز خرید لائیں۔ آپ نے اسے چھ درہم میں بیچا۔ ایک سائل نے سوال کیا: آپ نے وہ اسے دے دیئے۔ پھر آپ کے سامنے ایک

شخص آیا جس کے پاس اونٹی تھی۔ آپ نے سانچھ دینار میں اور حمار خرید لی۔ پھر ایک اور شخص آپ کے سامنے آیا اور سانچھ دینار اور چھ درہم کی خرید لی۔ آپ نے اونٹی بیچنے والے کو تلاش کیا تاکہ اسے رقم دے سکیں لیکن وہ نہیں ملا۔ آپ نے یہ واقعہ بنی العلیہؐ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: سائل (فرشتہ) رضوان تھا۔ بیچنے والا میکا تیل اور خریدنے والا جبرائیل علیہم السلام سخنی کی فضیلت۔

حدیث میں ہے کہ چار اشخاص قیامت کے روز بلا حساب جنت کے دروازے پر آئیں گے۔ حاجی جس نے صحیح طریقے پر حج کیا ہوگا، شہید جو میدان جنگ میں قتل ہوا، تھی جس کی سخاوت میں دکھلادا نہ ہوگا اور عالم دین جس نے اپنے علم پر عمل کیا ہوگا۔ یہ لوگ جنت میں پہلے داخل ہونے کے معاملے پر جھگڑیں گے۔

اللّٰهُ يَعْلَمُ جبرائیل امین کو بھیجے گاتا کہ ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں۔ وہ شہید سے پوچھیں گے کہ تو نے دنیا میں کیا عمل کیا جس کی وجہ سے سب سے پہلے جنت میں جانا چاہتا ہے۔ وہ کہے گا میں اللہ کی رضا کے لئے جنگ کرتے ہوئے مارا گیا۔ وہ اس پوچھیں گے کہ تو نے کس سے سنا کہ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے؟ وہ کہے گا علماء سے۔ آپ اس سے کہیں گے ادب کو مخوذ خاطر رکھ اور اپنے معلم سے آگئے نہ بڑھ۔

پھر حاجی اور تھی سے اسی طرح سوال کریں گے۔ اور ان سے بھی کہیں گے کہ ادب کو مخوذ خاطر رکھو اور اپنے استاد سے آگئے نہ بڑھو۔

اس پر عالم عرض کرے گا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے تھی کی سخاوت کی وجہ سے علم پڑھا ہے اور تو احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ اللہ ﷺ فرمائے گا عالم مج کہتا ہے اے رضوان! دروازہ کھول اور تھی کو سب سے پہلے جنت میں داخل کر۔

اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ عالم سے مراد وہ ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ وہ انصاف کرتا ہے۔ انصاف نفس کی اصلاح کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور ایسا عمل کے بغیر ممکن نہیں۔ پس علماء ظاہر میں سے نفسانی خواہشات کے بندے دھوکے میں نہ رہیں۔ صرف علم کا (عمل کے بغیر) نجات دہنہ ہونے کا عقیدہ فاسد نہ ہب ہے۔ بے شک ایک فاجر عالم کو جاہل سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔ اصل عالم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور دل کی صفائی سے عرفان تک پہنچتا ہے۔

الانفال : ۸

اولیاء اللہ کے مزارات پر دیئے جلانے کی منت جائز ہے۔

شیخ عبدالغنی النابلسی کے رسالہ ”کشفُ النُّورِ عَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ“ کا خلاصہ یہ ہے کہ بدعت حسنہ جو شرع کے مقاصد کے موافق ہوتی ہے، سنت کہلاتی ہے۔ علماء اور اولیاء اور صلحاء کے مزارات پر قبے بنانا ان کی قبروں پر غلاف چڑھانا، گپڑی یا کپڑے رکھنا ایک جائز امر ہے۔ جبکہ اس سے مقصود عام لوگوں کی نظر میں ان کی تعظیم ہوتا کہ وہ اس صاحب قبر کی تحریر نہ کریں۔

اسی طرح اولیاء و صلحاء کی قبروں پر قدیلیں اور شمعیں روشن کرنا بھی اولیاء کی تعظیم کے باب میں سے ہے۔ پس اس میں مقصد اچھا مقصد ہے۔ تیل یا شمع کی منت ماننا کہ اولیاء کی تعظیم اور ان کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کے لئے ان کی قبروں کے پاس جلائی جائیں گی بھی جائز ہے اس سے منع نہیں کرنا چاہیئے۔

التوبہ ۱۸

لَا مَهْدِيٌ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ كَامْعَنِي۔

[تعارف] : حدیث میں ہے کہ (معاملہ سخت تر ہوتا جائے گا۔ دنیا ادبار کا شکار ہوتی جائے گی۔ لوگوں کی حص میں اضافہ ہوتا جائے گا اور قیامت ان لوگوں پر قائم ہوگی جو بدترین لوگ ہوں گے۔ اور مہدی عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں ہے) اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ دونوں ایک ہی شخصیت کے نام ہیں۔ زیرنظر عبارت میں صاحب تفسیر نے اس وہم کا ازالہ فرمایا ہے۔

[ریاض]

”مہدی، عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں ہے“ کا معنی یہ ہے کہ مہدی کے ساتھی عیسیٰ ابن مریم ہی ہوں گے۔ وہ ان کی مدد و نفرت کے لئے نازل ہوں گے۔ مہدی جو نبی ﷺ کی عترت میں سے ہوں گے، امام عادل ہوں گے۔ نبی نہیں ہوں گے جن کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ عیسیٰ ﷺ خاتم الولایۃ المطلقة ہیں اور مہدی خاتم الخلافۃ المطلقة۔ دونوں اس دین کی، جو سب سے بہتر دین اور اللہ ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، خدمت کریں گے۔

التوبہ ۳۳

جنازہ کی ابتداء۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت آدم ﷺ فوت ہوئے تو خوبیو اور کفن جنت سے لایا گیا۔ فرشتہ نازل ہوئے انہوں نے غسل دیا۔ طاق کپڑوں میں کفن دیا۔ خوبیو لگائی۔ ایک فرشتہ آگے بڑھا اور آپ پر نماز پڑھی۔ باقی فرشتوں نے اس کے چیچھے نماز پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بیٹے شیث ﷺ نے جبرائیل ﷺ سے کہا کہ

آپ نماز پڑھائیں جبرائیل عليه السلام نے کہا آپ آگے بڑھیں اور اپنے باپ پر نماز پڑھائیں۔
آپ نے نماز پڑھائیں اور نمیں (۳۰) تکبیریں کہیں۔

پھر انہوں نے آپ کو قبر میں اُتارا اور قبر لحد والی بنائی۔ اس پر ایک اینٹ نصب کر دی۔ آپ کے بیٹے شیث عليه السلام جو آپ کے وصی بھی تھے، ساتھ تھے۔ جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اپنے بیٹے بھائیوں کے ساتھ بھی اسی طرح کریں۔ یہ آپ لوگوں کے لئے سنت ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل، کفن، نماز جنازہ، دفن اور لحد بنانا پرانی شریعتوں میں سے ہیں۔

بعض کا قول یہ ہے کہ نماز جنازہ اس امت کے خصائص میں سے ہے اور اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے شرائع قدیمه میں سے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ بات قریش کے ہاں معروف ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ ضرور اسے کرتے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جاہلیت میں وہ لوگ اپنے مردوں کو غسل دیتے تھے اور کفن پہناتے تھے اور ان پر جنازہ پڑھتے تھے اس کا طریقہ یہ تھا کہ میت کو چار پانی پر رکھنے کے بعد میت کا ولی اس کے پاس کھڑا ہو کر اس کی سب خوبیوں کا ذکر کرتا اور اس کی تعریف کرتا۔ پھر کہتا تجھ پر اللہ کی رحمت ہو اور اسے دفن کر دیا جاتا۔

روایت کیا گیا ہے کہ نبی عليه السلام جب مدینہ میں تشریف لائے تو البراء بن معروف کی وفات ہو چکی تھی۔ آپ عليه السلام اپنے اصحاب کے ساتھ گئے اور ان کی قبر پر

نماز جنازہ پڑھی۔ نماز میں چار تکبیرات کہیں۔

نماز جنازہ علماء کے قول کے مطابق بحرت کے پہلے سال فرض کی گئی۔ جو

نماز جنازہ کی فرضیت کا انکار کرے اس نے کفر کیا۔ (کَذَا فِي الْقُنْيَةِ)

التوبہ ۱۰۳:۹

اویت مصطفیٰ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبرایل سے پوچھا: اے جبرایل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبریل ﷺ نے عرض کیا: میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حباب میں ایک تارہ، ستر ہزار سال کے بعد ایک بار طلوع ہوتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار بار دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں۔

جب اللہ نے آدم ﷺ کو پیدا کیا تو اپنے حبیب کا نوران کی پشت میں رکھ دیا۔ یہ نور آپ کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ پھر یہ آپ کے بیٹے شیث ﷺ، جو آپ کے وصی اور آپ کے تیسرے بیٹے تھے، کی طرف منتقل ہوا۔ حضرت حوا کے ہاں ایک حمل میں بیٹا اور بیٹی اسکے پیدا ہوتے تھے۔ مگر شیث ﷺ اس نور کی کرامت کی وجہ سے تنہا پیدا ہوئے۔ پھر یہ آپ کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب کے ہاں پہنچا۔ پھر آپ کے بیٹے عبد اللہ کی جانب، پھر آمنہ کی گود میں۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔

آپ ﷺ ہر موجود کے لئے علت غاییہ ہیں۔ پس آپ کا وجود شریف اور لطیف عصر تمام موجودات کو نیے سے افضل ہے۔ آپ کی مظہر روح تمام قدسی روحوں سے افضل، آپ کا قبیلہ تمام قبیلوں سے افضل، آپ کی زبان تمام زبانوں سے افضل، آپ کی کتاب تمام

آسمانی کتابوں سے افضل آپ کی آل اور آپ کے اصحاب تمام آل واصحاب سے افضل، آپ کی ولادت کا زمانہ تمام زمانوں سے افضل، آپ کا روضہ انور مطلقاً تمام جگہوں سے افضل، وہ پانی جو آپ کی انگلیوں سے جاری ہوا وہ تمام پانچوں سے افضل، پھر اس کے بعد افضل پانی ماء زمزم ہے۔ کیونکہ اس سے معراج کی رات آپ ﷺ کا سینہ مبارک دھویا گیا۔ اگر کوئی اور پانی اس سے افضل ہوتا تو اس سے سینہ مبارک کو دھویا جاتا۔

التوبہ ۱۲۸:۹

جلد چہارم

ایام نجس و سعد۔

[تعارف] بعض لوگ منگل کو کوئی کام شروع نہیں کرتے، بدھ کو نیا کام شروع کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اکثر دینی مدارس میں چھٹیوں کے بعد اسابق شروع کرنے کا سلسلہ بھی بدھ کو ہوتا ہے۔ زیرِ نظر عبارت اس کی وجہ پر روشی ذاتی ہے۔

[ریاض]

صحیح حدیث میں ہے کہ پیشک اللہ نے خاک یعنی زمین کو ہفتہ کے دن، اس میں پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو پیر کے دن، مکروہ اشیاء کو منگل کے دن، نور کو بدھ کے دن، جانوروں کو جمرات کے دن اور آدم ﷺ جو آخری مخلوق تھے، کو جمعہ کی ساعات میں سے آخری ساعت میں عصر اور مغرب کے درمیان پیدا فرمایا۔

اگر کہا جائے کہ قرآن پاک اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمام اشیاء کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور مذکورہ صحیح حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں سات دنوں میں بنایا، تو جواب یہ ہے کہ آسمانوں، زمین اور ان میں تمام اشیاء کو چھ دن میں ہی پیدا فرمایا اور آدم ﷺ چونکہ مٹی سے پیدا ہوئے اور زمین ان چھ دنوں میں ہی بنی، آدم ﷺ کی حیثیت زمین کی ایک فرع کی ہے (اس لئے وہ بھی انہی چھ دنوں میں شامل ہوئے) حدیث میں ان کی علیحدہ تخلیق کا ذکر ان کی عظمت شان کی وجہ سے ہے۔ (کَمَا فِيْ فُحْقِ الْقَرِيبِ)

قرآن پاک کی تعظیم اور اس کا اجر۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سلاطین عثمانیہ کے جد اعلیٰ، عثمان الغازی نے جو مرتبہ بلند پایا وہ قرآن مجید کی عزت و تکریم کی وجہ سے پایا۔ چنانچہ واقعات محمودیہ میں ہے کہ وہ بہت سخنی تھا

اور آنے والوں کے لئے بڑا خرچ کرتا تھا۔ یہ بات اس کے شہروں والوں پر بڑی گراں گزرتی اور وہ اسے بہت ستابتے۔ اس کی شکایت الحاج بکتاش یا کسی اور حاکم وقت کو سنانے کے لیے گھر سے روانہ ہوا۔ ایک آدمی کے گھر رات کو نہبہ اس کے گھر میں قرآن مجید لٹکا ہو تھا۔ اس نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے بتایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اس نے کہا کہ یہ اللہ کے کلام کے آداب کے خلاف ہے کہ ہم اس کے پاس بیٹھے رہیں۔ چنانچہ وہ اس کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر ہو گیا اور صبح تک اسی حال میں رہا۔

جب صبح ہوئی تو وہ اپنی راہ چل دیا۔ راستہ میں اسے ایک حسین و جمیل شخص ملا اور فرمایا کہ میں تیرا مطلب ہوں پھر ان سے بتایا کہ اللہ نے تمہیں اس کے کلام کی عزت کی وجہ سے عظمت عطا فرمائی ہے اور تمہاری اولاد کو بادشاہی سے نواز دیا ہے۔ پھر اس نے اسے کہا کہ ایک درخت (سے لکڑی) کاٹو اور اس کے سرے پر ایک رومال باندھ لو۔ یہی تمہارا شاہی جھنڈا ہے۔ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور پہلی جنگ لا جک میں ہوئی جس میں اسے اللہ نے فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اس پر سلطان علاء الدین نے بھی اپنی سلطنت "ریاست" قائم کرنے کی اجازت دے دی اور وہ سلطان بن گیا۔ اس کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا "اورخان" اس کا جانشین ہوا۔ اس نے بروسہ شہر کو اللہ کے فضل و کرم سے فتح کیا اور اس وقت سے تا حال سلطنتِ عثمانیہ اللہ کی کتاب اس کے قدیم کلام کی تعظیم کی برکت سے دن بدن ترقی پر ہے۔

بہن کے ساتھ نکاح حضرت نوح ﷺ کے زمانے میں حرام ہوا۔
 البتان میں ہے کہ نوح ﷺ کا نام شاکر تھا اور خوف الہی سے بکثرت گریہ و بکاری
 وجہ سے آپ کو نوح کہتے تھے۔ (ناح کا معنی میت پر رونا) احکام کے شخ اور شرائع کا سلسلہ
 سب سے پہلے آپ سے جاری ہو۔ آپ سے پہلے بہن کے ساتھ نکاح جائز تھا۔ آپ کے
 زمانہ میں اسے حرام قرار دیا گیا۔ جب اللہ ﷺ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تو اس وقت آپ
 کی عمر چار سو سالی برس تھی۔

يونس ۱۰: ۷۱

یوم عاشورا اور محرم کے دنوں میں واقعاتِ کربلا کی مجالسِ روافض کے
 ساتھ مشاہدہ ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ واعظ پر بھی اور دوسروں
 پر بھی حرام ہے کہ شہادت حسینؑ میں صحابہ کرامؓ کے آپس کے جھگڑے اور زیادی با توں
 کا تذکرہ کریں کیونکہ اس طرح سے ان سے بغض اور ان کی شان میں طعن کا دروازہ کھلتا ہے۔
 جبکہ وہ دین کے بہت بڑے ستون ہیں۔ اور ان کے درمیان جو جھگڑے ہوئے انہیں اچھے
 محامل پر محمول کیا جائے۔ شاید یہ ان کی اجتہادی خطأ تھی۔ (یہ جھگڑے) ریاست اور دنیا کی
 طلب کے لئے نہ تھے۔ جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

ہود: ۴۸

سیدنا حسینؑ کا قاتل آگ کے تابوت میں۔

عقد الدزمین ہے بر بادی ہے قاتل حسین کے لئے۔ کیا حال ہو گا اس کا آپ کے
 والدین (حضرت علی و فاطمہ) اور جد امجد (رسول ﷺ) کے ساتھ۔

لَا بُدَّ أَنْ تَرِدَ الْقِيَامَةَ فَاطِمَةُ
وَقَمِيْضُهَا يَدِمُ الْحُسْنِ مُلْطَخٌ
وَيَلْ لِمَنْ شُفَعَأَهُ خَصْمَاؤَهُ وَالصُّورُ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ يُنْفَخُ

ترجمہ: یقیناً بی فاطمہ رضی اللہ عنہا قیامت کے روز اس حال میں تشریف لائیں گی کہ
ان کی قیص حضرت حسینؑ کے خون سے اٹی ہوگی۔

بربادی ہے اس (قاتل) کے سفارشیوں اور ساتھیوں کے لئے اس دن جب
قیامت کے روز صور پھونکا جائے گا۔

اور حدیث میں ہے حضرت سیدنا علیؑ کا قاتل جہنم میں ایک صندوق میں بند
ہو گا اور اسے تمام دنیا کا نصف عذاب ہو گا۔

48:11 هود

ایمان ز لینا۔

منقول ہے کہ جب قطغیر (زیلخا کا خاوند) فوت ہوا تو زلینخا نے شاہی بنگلوں کو چھوڑ
کر ایک جنگل میں جھونپڑا ڈال دیا اور دنیوی امور کو بالکل خیر باد کہہ کر یوسف ﷺ کی یاد میں
وقت بر کرنے لگی۔ اسی طرح اس نے مصر کے جنگل میں دراز عرصہ بر کیا اس کی وہ پوچھی جو
اس نے قطغیر کے دورِ اقدار میں جواہرات وغیرہ جمع کئے تھے وہ سب یوسف ﷺ کے نام
پر قربان کر دی جب کوئی بھی یوسف ﷺ کا ذکر اس کے سامنے چھیڑتا تو اسے یوسف ﷺ
کے عشق میں جواہر و موتی سے مالا مال کر دیتی۔ یہاں تک کہ اس کے ہاں کوئی شے باقی نہ رہی
سب کچھ یوسف ﷺ کے نام پر قربان کر دیا۔

جب دوسرے لوگ قحط میں بتلا ہوئے زلینخا بھی اس کا شکار ہوئی۔ اس نے اپنے
زیور اور جو کچھ اس کے پاس تھا نج دیا اس کی نعمت جاتی رہی۔ حضرت یوسف ﷺ کے شوق

میں روئی اور بوڑھوں کی طرح نہ حال ہو گئی۔

جوانی تیرہ گشت از چرخ پیرش

برنگ شیر شد موى چو قيرش

برآمد صح و شب هنگامه بر چيد

بمشکستان او کافور بارید

ترجمہ: جوانی فلک پیر کی گردش سے تاریک ہو گئی اور اس کے سیاہ بال دودھ کی طرح سفید رات نے اپنا پھرہ اٹھالیا اور صبح ہو گئی اور اس کے سیاہ بالوں پر کافور کی بارش کر دی (یعنی انہیں سفید بنادیا)

جب مشکلات نے اسے نہ حال کر دیا اور اس خرابات میں تہائی کی سختیوں سے بچ آگئی تو اس نے اپنے لئے یوسف ﷺ کی آمد و رفت والی سڑک پر جھونپڑا ڈال لیا۔ حضرت یوسف ﷺ بعض اوقات گھوڑے پر سوار ہوتے۔ آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کے ہنہنانے کی آواز دو میل تک سنائی دیتی تھی۔ جب وہ ہنہنانا تھا تو لوگ جان جاتے کہ اب یوسف ﷺ سوار ہو کر کہیں باہر تشریف لے جانے والے ہیں۔ زیجا حضرت یوسف ﷺ کے راستے پر کھڑی ہو جاتی۔ جب آپ وہاں سے گزرتے تو زور سے پکارتی لیکن اس کی آواز شور کی وجہ سے سنائی نہیں دیتی تھی۔

ز بس بر گوشہا میز دز ہرجا

صہیل مر کبان باد پیا

ز بس بر آسمان میشد ز ہرسوی

نفیر چاؤشان طرقوا گوی

کس از غونا بحال او نیقتاد

بحالی شد کہ اور اکس میناد

چو کر دی گوش آن جیران و مہجور

ز چاؤشان صدائی دور شودور

ز دی افغان کہ من عمر یست دورم

بصد محنت دران دوری صبورم

ز جانان تا بکی مہجور باشم

ہماں بہتر کہ از خود دور باشم

بگفتی این و بیہوش او فتادی ز خود کر ده فراموش او فتادی

ترجمہ: ہر طرف سے کانوں میں تیز رفتار گھوڑوں کے ہنہنا نے کی آواز پڑتی تھی۔

ہر طرف سے آسان تک ان کے نوکروں کی آواز جاتی جب وہ کہتے کہ راستہ دو۔

شور و غل سے اس کے حال کو کوئی نہ جان سکتا وہ اس حال کو پہنچی کہ کوئی اسے نہ دیکھتا۔

جب اس مُبجور و حیران کے کان میں نوکروں کی آواز پہنچتی کہ دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

تو زور سے دھاڑیں مارتی کہ میں عمر بھر سے مُبجور ہوں، اس دوری میں بڑی محنت

سے صبر کر رہی ہوں۔

اور محبوب سے کب تک مُبجور ہوں گی بہتر یہ ہے کہ اپنے سے ہی دور ہو جاؤں یعنی
مرجاوں۔

یہ کہہ کر بے ہوش ہو کر گر پڑتی اور اپنے جملہ امور کو بھول کر پڑتی رہتی۔

پھر ایک دن اپنے بت، جس کی پرستش کرتی تھی اور اسے ہر وقت اپنے پاس رہتی تھی، کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے کہا بر بادی ہے تیرے لئے اور اس کے لئے بھی جو تیری پرستش کرتا ہے تجھے میرے بڑھاپے اور اندھے پن اور فقر و ضعف پر حم نہیں آتا۔ اب میں تجھ سے بیزار ہوں۔

بگفت این را بزد بر سنگ خارہ خلیل آسا شکستش پارہ پارہ

تضرع کر دورو بر خاک مالید بدرگاہ خدا نے پاک نالید

اگر رو در بت آوردم خدا یا بآن بر خود جفا کر دم خدا یا

بلطف خود جفا ی من بیا مرز خطا کر دم خطای من بیا مرز

ستاندی گوہر بینائی از من	ز پس راہ خطا پیای از من
بمن دہ باز آنچہ از من ستاندی	چو آں کرد خطا از من فشاندی
بچینم لالہ از باغ یوسف	بود دل فارغ از داع غتاب سف

ترجمہ: یہ کہا اور اسے پتھر پر دے مارا۔ وہ جواس کے لئے خلیل کی مانند تھا پارہ پارہ ہو گیا۔
وہ خوب روئی، چہرہ زمین پر ملا اور اللہ کی بارگاہ میں فریاد کی۔

اے اللہ! اگر میں نے بت پرستی کی ہے تو اپنے آپ پر ہی ظلم کیا ہے۔

اپنی مہربانی سے میرے ظلم سے درگزر فرم۔ میں نے خطا کی میری خطا کو معاف

فرما

میرے اس غلط راستے پر چلنے کی وجہ سے تو نے میری بینائی چھین لی
جب تو نے میری خطا کو معاف فرمادیا ہے تو جو کچھ تو نے مجھ سے لے لیا ہے مجھے
واپس لوٹا دے

دل تأسف کے داع سے فارغ ہو جائے اور میں یوسف کے باغ سے کچھ پھول
چن لون

زیخا یوسف ﷺ کے رب پر ایمان لے آئی اور صبح و شام اللہ ﷺ کے ذکر میں
مشغول رہنے لگی۔ ایک دن حضرت یوسف ﷺ شاہی گھوڑے پر سوار ہوئے۔ جب گھوڑا
ہنہنایا، لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب وہ اس پر سوار ہو کر تشریف لارہے ہیں تو وہ آپ کے حسن کا
جلوہ اور آپ کی شان و شوکت دیکھنے کے لئے آپ کے راستے پر کھڑے ہو گئے۔ زیخا نے
گھوڑے کی آواز سئی تو وہ بھی اپنے جھونپڑے سے باہر آئی۔ جو نبی یوسف ﷺ کا گزر ہوا
زیخا نے کہا: سُبْحَانَ رَبِّ الْمُلْكِ عَبِيدًا بِالْمَعْصِيَةِ وَجَعْلَ الْعَبِيدَ مُلُوكًا

بِالْطَّاعَةِ. پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو گناہوں کی شامت سے غلام اور غلام کو عبادت و اطاعت کی برکت سے بادشاہ بنادیا۔

اللَّهُمَّ نے ہوا کو حکم فرمایا اور اس نے زیخا کے یہ کلمات یوسف ﷺ کے کانوں میں ذال دیئے۔ آپ کا دل بھر آیا اور چشم ان مبارکہ سے آنسو بہہ نکلے۔ آپ نے مذکرا سے دیکھا اور ایک غلام سے فرمایا کہ اس بڑھیا کی حاجت پوری کی جائے۔ غلام نے زیخا سے کہا آپ کیا چاہتی ہیں؟ زیخا نے فرمایا: میرا کام صرف یوسف ﷺ سے ہے۔ وہ بڑھیا کو آپ کے گھر لے آیا۔ جب آپ قصرِ شاہی میں لوٹے اور شاہی پوشانک اتار کر بالوں کی بنی گدڑی پہن کر عبادت خانہ میں ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوئے تو آپ کو وہ بڑھیا یاد آئی۔ آپ نے غلام کو بلا کر فرمایا کہ بڑھیا کا کیا ہوا؟۔ غلام نے کہا کہ بڑھیا کا خیال ہے اس کی حاجت صرف آپ ہی پوری کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسے لے آؤ۔

اس نے اسے حاضر کیا تو بڑھیا نے سلام کہا۔ یوسف ﷺ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ سلام کا جواب دے کر فرمایا: اے بڑھیا! میں نے تجھ سے ایک بات سنی وہ ذرا دہراوے۔ اس نے عرض کیا: میں نے کہا تھا: سُبْحَانَ رَبِّ الْمُلُوكِ عَبِيدًا بِالْمَعْصِيَةِ وَجَعَلَ الْعَبِيدَ مُلُوكًا بِالْطَّاعَةِ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے غلاموں کو طاعت کی وجہ سے بادشاہ اور بادشاہوں کو نافرمانی کی وجہ سے غلام بنادیا۔ حضرت یوسف ﷺ نے فرمایا: تو نے خوب کہا۔ اب بتا تیرا کام کیا ہے۔ زیخا نے عرض کیا: آپ نے مجھے اتنی جلدی بھلا دیا۔ آپ نے فرمایا تو کون ہے میں نے تمہیں نہیں پہچانا۔

بگفت آنکم کہ چوں روی تو دیدم ترا از جملہ عالم برگزیدم
فشناندم گنج و گوہ در بہایت دل و جان وقف کردم در رہوایت

جوانی در غمہ برباد دادم
بدین پیری کہ می بینی فقادم
گرفتی شاہد ملک اندر آغوش
مرا یکبار تو کردی فراموش

ترجمہ: زیخانے کہا میں وہی انسان ہوں کہ جب میں نے آپ کا دیدار کیا تو آپ کے سوا
جملہ عالم کو بھلا کر صرف آپ کو چن لیا۔

آپ کے لیے میں نے اپنا تمام خزانہ لٹا دیا۔ آپ کی محبت میں میں نے دل و جان
وقف کر دیئے۔

آپ کے غم میں میں نے جوانی کو برباد کیا۔ بالآخر یہ بڑھا پا نصیب ہوا جسے آپ
دیکھ رہے ہیں۔

آپ نے بادشاہی کو اپنی آغوش میں لیا اور مجھے یکسر بھلا دیا۔

میں زیخا ہوں۔ حضرت یوسف ﷺ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق
نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے اور اسے فنا نہیں۔ اور اے زیخا! تو تا
حال دنیا میں ہے؟ تو تو فتنوں کی جڑ اور مصائب و بلات کی بنیاد ہے۔ زیخانے عرض کی: آپ
ہی نے تو میرے لیے دنیا مصیبت کا گھر بنائی۔

زیخا کا خستہ حال دیکھ کر یوسف ﷺ روپڑے اور فرمایا اے زیخا! تیرے حُسن و
جمال اور مال کو کیا ہو گیا ہے؟ زیخانے کہا مجھ سے اسی ذات نے یہ سب کچھ چھین لیا جس نے
آپ کو قید خانہ سے نکال کر اس بہت بڑی بادشاہی کا مالک بنایا۔ آپ نے فرمایا: اپنی ضرورت
 بتا۔ عرض کیا آپ پوری کریں گے؟ فرمایا: إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى ، مجھے اپنے دادا کے بڑھا پے
کی قسم، ضرور پوری کروں گا۔ زیخانے عرض کی میری تین آرزو میں ہیں۔

پہلی اور دوسری یہ کہ اللہ ﷺ سے دعا کیجئے میری آنکھیں، میری جوانی اور حسن

واپس آجائے۔ میں آپ کے لئے اتنا روئی کہ میری بصارت جاتی رہی اور آپ کے فراق سے میرا جسم گھل گیا۔ حضرت یوسف ﷺ نے دعا فرمائی تو زینخا کی آنکھیں بحال ہو گئیں، از سر نو جوانی نصیب ہو گئی اور وہی حسن و جمال الوٹ آیا۔

سفیدی شد ز مشکین مہرہ اش دور درآمد در مواد زگش نور
جوانی پیریش را گشت ہالہ پس از چل سالگی شد ہر دہ سالہ

ترجمہ: اس کے سیاہ مہرے سے سفیدی دور ہو گئی (بال سفیدی دور ہو کر سیاہ بال اگ آئے) اور اس کی زگسی آنکھوں کی سیاہی میں پھر سے نور آگیا۔

جوانی، اس کے بڑھاپے کا ہالہ بن گئی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد وہ انحراف سال کی جوان ہو گئی۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس وقت زینخا کی عمر نو سال کی تھی۔

زینخا نے عرض کی: میری تیسری آرزو یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ نکاح کر لیں۔

اس پر یوسف ﷺ خاموش ہو کر تھوڑی دیر سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں جبریل ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کہ اے یوسف! اللہ ﷺ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ زینخا کی یہ آرزو بھی پوری کیجئے۔

کہ ما عجز زینخا چودیدیم بتوعرض نیازش راشنیدیم

دش از تنق نومیدی خستیم بتوبالی عرش عقد بستیم

ترجمہ: جب ہم نے زینخا کا عجز دیکھا اور تمہاری خدمت میں اسکی نیاز مندانہ عرض سنی۔ ہم اس کا دل نلامیدی بھی توار کے ساتھ زخمی نہیں کرنا چاہتے۔ عرش بریں پر ہم نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔

آپ اس سے نکاح کر لیں اس لئے کہ دنیا و آخرت میں وہ آپ کی زوج ہے۔

چوفرمان یافت یوسف از خداوند کہ بند بے زلخا عقد و پیوند

ترجمہ: جب یوسف ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا حکم پایا کہ زلخا کے ساتھ نکاح کر لیں۔

آپ نے سلطانِ مصر اور تمام ارکان دولت کو دعوت دی اور رضیافت سے نوازا۔

باقانون خلیل و دین یعقوب برائے بنی جیل و صورت خوب

زلخا را بعقد خود در آورد بعقد خوشیش یکتا گوہر آورد

ترجمہ: خلیل ﷺ کے قانون اور یعقوب ﷺ کے دین پر اچھے طور طریقے سے بخیر و خوبی زلخا کو اپنے ساتھ نکاح میں لے لیا اور وہ یکتا گوہر اپنے ہار میں پرولیا۔

ملائکہ کرام شادی کی مبارک باد دینے نازل ہوئے۔ اور انہوں نے کہا جو کچھ اللہ

نے آپ کو عطا فرمایا وہ آپ کو مبارک ہو۔ یہ رب تعالیٰ کا وہ وعدہ ہے جو اس نے آپ کے ساتھ اس وقت کیا جب آپ کنوئیں میں تھے۔ حضرت یوسف ﷺ نے کہا۔ الحمد لله

الذی آنَّعَمَ عَلَیَ وَأَخْسَنَ إِلَیَ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ سب تعزیزیں اللہ ﷺ کے لئے ہیں جس نے مجھے انعامات سے نوازا، اور احسان و کرم بخشنا۔ وہی ارحم الراحمین ہے۔

پھر آپ نے دعا مانگی:

إِلَهِي وَ سَيِّدِي أَسْأَلُكَ أَنْ تُمِّمَ هَذِهِ النِّعْمَةَ وَ تُرِينِي وَجْهَ يَعْقُوبَ وَ
تُقْرِئَ عَيْنَهُ بِالنَّظَرِ إِلَيَّ وَ تُسَهِّلَ لِأَخْوَتِي طَرِيقًا إِلَى الْاجْتِمَاعِ بَنِي فَائِكَ سَمِيعَ
الدُّعَاءِ وَ أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرُ.

ترجمہ: آئے الاعلمین: میری التجاہی ہے کہ مجھ پر اس نعمت کی تکمیل فرماؤ اور مجھے یعقوب ﷺ کا دیدار نصیب فرماؤ اور مجھے دکھا کر ان کی آنکھیں سخن دی فرم۔ میرے بھائیوں کے لئے

مجھے ملنے کا راستہ آسان فرم۔ بے شک تو دعا کو سننے والا، ہر شے پر قادر ہے۔

زیلخا کو حضرت یوسف ﷺ نے خلوت خانہ میں بھیجا تو زنان مصر زیلخا کے لئے بہترین پوشائیں اور زیورات لا میں اور بی بی کو سنگارا۔ جب رات ہوئی اور حضرت یوسف ﷺ زیلخا کے پاس تشریف لائے تو یوسف ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اس چیز سے بہتر نہیں ہے جس کا تواردہ رکھتی تھی۔ اس نے کہا: اے میرے پیارے! مجھے ملامت نہ کجھے۔ دراصل میں ایک خوبصورت نعمتوں میں پلی عورت تھی، میرا شوہر نامرد تھا، عورت کے پاس جانے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ ادھر آپ تھے کہ اللہ نے آپ کو بے مثل حسن و جمال عطا فرمایا۔ اس وجہ سے مجھ پر میری نفسانی خواہش غالب آگئی۔

بکش دامان عفوی از بد من
شکیبا می نبود از توحد من

ز جرمی کز کمال عشق خیزد
کجا معشوق با عاشق سیزد

ترجمہ: تیرے بغیر میری بہت کو صبر نہ تھا اب میری برائی کے لئے معافی کا دامن کشادہ فرمائیے۔

جس جرم سے عشق کا کمال اٹھے اس کی وجہ سے کب معشوق عاشق سے لڑتے ہیں۔

یوسف ﷺ جب زیلخا کے ہاں پہلی شب کو تشریف لائے تو زیلخا کو کنواری پایا۔

زیلخا کی بکارت یوسف ﷺ کے لئے باقی رکھی گئی تھی۔

کلید حقہ از یاقوت تر ساخت
کشادش قفل دروی گوہرانداخت

ترجمہ: جو ہر کھنے والے ڈبکی چابی یا قوت کے ساتھ آبدار کی، جس سے تالاکھو لا اور اس میں موٹی بدکھا۔

حضرت یوسف ﷺ کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے، افرائیم، میشا۔ وہ حسن و

خوبصورتی میں سورج اور چاند کی طرح تھے۔ اللہ پاک نے ان کے حسن کا تذکرہ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کے سامنے فخر کے طور پر فرمایا۔

حضرت یوسف ﷺ کو زیلخا سے شدید محبت ہو گئی اور زیلخا کو جو محبت اور عشق پہلے ان کے ساتھ تھا وہ اب ان کی طرف منتقل ہو گیا یہاں تک کہ آپ کو اس کے بغیر قرار نہ آتا۔

چو صدقش بود بیرون از نہایت در آخر کرد بر یوسف سرایت

ترجمہ: چونکہ اس کا صدق حد سے باہر تھا اس لئے اس نے یوسف ﷺ پر اپنا اثر دکھایا۔

اللہ ﷺ نے زیلخا کے عشق مجازی کو عشق حقیقی کے ساتھ بدل دیا اور اس کا رجحان اپنی طاعت و عبادت کی طرف کر دیا۔ ایک دن یوسف ﷺ نے اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو وہ بھاگی۔ یوسف ﷺ اس کے پیچھے بھاگے اور اس کی قیص پیچھے سے پھاڑ دی۔ اس پر اس نے کہا کہ اگر اس سے پہلے میں نے آپ کی قیص پھاڑی تھی تو اب آپ نے میری قیص پھاڑ ڈالی، یہ اس کا بدلہ ہے۔

دریں کاراز تقاوٰت بی ہر ایم بہ پیرا ہن دری رأسا برائیم

چوں یوسف روی او در بندگی دید وزان نیت لش را زندگی دید

بنام او ززر کاشانہ ساخت نہ کاشانہ عبادت خانہ ساخت

ترجمہ: اس کام میں اب ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں رہا (تقاوٰت سے بے خوف ہو گئے ہیں) قیص پھاڑنے میں ہم دونوں برابر ہیں۔

جب یوسف ﷺ نے اس کو بندگی میں مشغول دیکھا اور اس نیت کے ساتھ اس کے دل کو زندہ دیکھا۔

تو اس کے نام کا ایک سنہری مکان بنایا۔ وہ کاشانہ نہ تھا عبادت خانہ تھا۔

اس مکان میں جواس کے لئے بنایا، ایک جواہر سے مرصع پنگ رکھا، زلینخا کا ہاتھ پکڑ
کراس پر بٹھایا اور کہا:

درو بنشین پی شکر خدائی	کزو داری بہرموی عطای
تو انگر ساخت بعد از ضعف پیری	جوانی داد بعد از ضعف پیری
چشم نور رفتہ نور دادت	وزال بر رود در رحمت کشادت
پس از عمری کہ زہر غم پشاوردت	بتریاک و سال من رساندت
زلینخا ہم بتوفیق الہی	نشستہ بر سر بر پادشاهی
در اس خلوت سرای بود خرسند	بوسل یوسف فضل خداوند

ترجمہ: اس میں بیٹھ۔ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے، کیونکہ تو اس کی طرف سے ہر بال کے ساتھ ایک عطار کھتی ہے۔

اس نے فقیری کے بعد تجھے تو نگر بنایا، ضعفی کے بعد تجھے جوانی بخشی۔

آنکھ کا گیا ہوا نور و اپس لوٹایا اس کے بعد تجھے پر رحمت کا دروازہ کھولا۔

بڑی مدت کے بعد تجھے ان غموں کے بد لے جن کا مزہ تجھے چکھایا، میرے وصال کا تریاق عطا فرمایا۔

زلینخا بھی بتوفیق الہی تخت شاہی پر پہنچی۔

اس خلوت سرای میں یوسف ﷺ کے وصال اور اللہ کے فضل پر خوش تھی۔

یوسف: ۵۵۔ قال اجعلنى على حزائن الأرض

فوت شدگان کی رو حیں گھروں کو آتی ہیں۔

حدیث میں ہے اے میرے صحابہ اپنے مُردوں کو جو قبروں میں ہیں، نہ بھولو خاص طور پر رمضان میں۔ کیونکہ ان کی رو حیں اپنے گھروں کو آتی ہیں اور ان میں سے ہر مردار عورت ایک ہزار مرتبہ پکارتا ہے کہ درہم، روثی، روثی کے تکڑے، دعا، ایک آیت کی تلاوت یا کپڑے کے ساتھ ہم پر مہربانی کرو، اللہ تھمہیں جنت کا لباس پہنانے۔ کذا فی ربيع الابرار

الرعد: ۲۲۔ و انفقوا سرا و علانیة

عمر النسفی کا نکیرین کو منظوم جواب۔

روایت کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے عمر النسفی کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور منکر نکیر کے سوال کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے جواب دیا: اللہ نے میری روح لوٹا دی۔ فرشتوں نے مجھ سے سوال کئے۔ میں نے انہیں کہا: جواب لفظ میں دوں یا نظر میں؟ انہوں نے کہا: لفظ میں۔ تو میں نے کہا:

رَبِّيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ سِوَاهُ
وَ نَبِيُّ مُحَمَّدٌ مُضْطَفَاهُ
دِينِيُّ الْإِسْلَامُ وَ فِعْلِيُّ ذَمِيمٍ
أَسْأَلُ اللَّهَ عَفْوَهُ وَ عَطَاهُ

ترجمہ: میر ارب اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرا نبی محمد ہے جو اس کا برگزیدہ ہے۔ میر ادین اسلام ہے، میرے عمل قابل مذمت ہیں۔ میں اللہ سے اس کی معافی اور عطا کا سوال کرتا ہوں۔

وہ آدمی خواب سے جا گا تو دونوں شعراء یاد تھے۔

ابراهیم ۱:۱۴۔ کتاب انزلناہ اليك

کتے بچھو اور پسو سے حفاظت کا نسخہ۔

بعض عارف لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتے سے یہ وعدہ لیا کہ اگر "وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطُ ذِرَاعِيهِ بِالْوَصِيدِ" کی تلاوت کی جائے تو وہ پڑھنے والے کو ایذا نہ پہنچائے گا۔ بچھو سے یہ عہد لیا کہ اگر "سَلَامٌ عَلَى نُورٍ فِي الْعَالَمِينَ" پڑھی جائے تو ایذا نہ پہنچائے۔ مjhro وغیرہ سے یہ عہد لیا گیا کہ اگر "وَمَا لَنَا أَنْ لَا نَسْأَلَ عَلَى اللَّهِ" کی تلاوت کی جائے تو ایذا نہ پہنچائے۔ تو جو آدمی مjhro، پسونو غیرہ کے شر سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہوا سے چاہئے کہ پانی لے اس پر یہ آیت سات بار پڑھئے اور پھر سات بار کہے کہ اے پسونو! اگر تم ایمان رکھتے ہو تو ہم سے اپنے شر کو روک لو اور اس پانی کو اپنی جگہ کے گرد چھڑک دے۔

غَيْمَتٌ شَارِنْدَ مِرْدَانَ دُعا
کَهْ بُوشَنْ بُودْ پِيشَ تِيرَ بلا

ترجمہ: مردان خدادعا کو غیمت شار کرتے ہیں کیونکہ یہ مصیبتوں کے تیروں کے سامنے ڈھال کا کام دیتی ہیں۔

ابراهیم ۱۴: ۱۲۔ ولنصبرن على ما آذيتمنا

نمازو تر کی ابتداء

جب آپ ﷺ نے بیت المقدس میں انبیاء کرام کی امامت فرمائی تو حضرت موسیٰ ﷺ نے آپ سے کہا کہ سدرۃ المنشی کے پاس ان کے لئے ایک رکعت پڑھیں۔
اللہ کا فرمان ہے:

فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ ﴿السَّجْدَةٌ ۚ ۳۲﴾

ترجمہ: اور تو ان سے ملاقات کے بارے میں شک نہ پڑ۔

یہاں شبِ معراج حضرت موسیٰ ﷺ سے ملاقات مراد ہے۔ جب آپ نے ایک رکعت پڑھی تو اس کے ساتھ ایک اور رکعت اپنے لئے ملائی۔ جب دو پڑھ چکے تو اللہ نے وحی فرمائی کہ ایک رکعت اور پڑھیں۔ اس لئے یہ نمازِ مغرب کی طرح وتر ہو گئی۔

ابراهیم --- ص ۱۳

ذکر بالجھر ہرز مانہ میں صوفیاء کا معمول رہا۔

[تعارف]: مشنوی مولا ناروم میں ہے

چہ بود آں بانگ غول اے نیک خو	مال خواہم جاہ خواہم آبرو
از درون خویش ایں آوازها	منع کن تا کشف گردد رازها

ترجمہ: اے نیک خصلت اس چھلاؤے کی آواز کیا ہے؟ مال چاہتا ہوں، مرتبہ چاہتا ہوں
آبرو چاہتا ہوں۔

اپنے اندر سے ان آوازوں کو ختم کر دے تاکہ تجھ پر یہ راز کھلیں۔

اس کے بعد صاحب تفسیر نے اگلا شعر لکھا اور اس کی وضاحت کی	[ریاض]
--	--------

ذکر حق کن بانگ غول رابوز	چشم چوں زگس ازیں کرگس بدوز
حق کا ذکر کر کر اور چھلاؤے کی آواز کو پھونک دے۔ زگس جیسے آنکھ اس گدھ سے بند کر لے۔	

اس میں خبیث اور فسادی شیاطین کی طرف اشارہ ہے بلکہ تشبیہ کے طور پر ہر حق کے رستے کو تلاش کرنے والے کو گراہ کرنے والے کی طرف اشارہ ہے۔

ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ شیطان کے وساوس کو دفع کرتا ہے۔ کیونکہ جب اللہ کا ذکر کیا

جائے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور شاید مراد یہ ہے (وَاللَّهُ أَعْلَمُ) کہ جنوں کا بنی آدم کی طرح دماغ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ بہت سخت آواز کو سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ جب ذاکر ذکر کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتا ہے تو وہ اپنے آپ سے شیطان کو دور کر دیتا ہے۔ ذکر کے نور سے اسے جلا دیتا ہے اور اپنی سخت آواز اور اپنے نفس کی موثر چنگاری سے اس کی عقل کو فاسد کر دیتا ہے۔

الحجر ۱۸ فاتیحہ شہاب مبین

جلد پنجم

بایزید کا خادم ہوں۔

شیخ بہاؤ الدین سے روایت ہے کہ اشیخ بایزید البطامی فُدِیس سرہ کا ایک خادم مغرب کا رہنے والا تھا۔ اس کے پاس منکرنگیر کے سوال کی بات چل نکلی۔ اس نے کہا قسم بخدا اگر انہوں نے مجھ سے سوال کیا تو میں خوب جواب دوں گا۔ لوگوں نے اسے کہا اس کا پتہ کیے چلے گا؟ اس نے کہا میری قبر پر بیٹھ جانا اور سن لینا، جب مغربی کا انتقال ہوا تو وہ اس کی قبر پر بیٹھ گئے اور سوال و جواب سنے۔ انہوں نے اسے کہتے ہوئے سنا: مجھ سے سوال کرتے ہو حالانکہ میں وہ ہوں جو بایزید کی پوتیں اپنے کندھوں پر اٹھاتا رہا۔ فرشتوں نے اسے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

النحل ۱۶: ۱۲۳۔ ان اتبع ملة ابراہیم

حضرت علی کی نماز کے لئے سورج کا پلننا۔

جہاں تک تعلق ہے سورج کے غروب ہونے کے بعد پلنے کا تو ایسا نبی ﷺ کے لئے غزوہ خیبر کے موقع پر ہوا۔ اسماء بنت عمیمیں رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ پر حجی کا نزول ہو رہا تھا اور اس وقت آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا۔ آپ ﷺ نے سر مبارک نہیں ہٹایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضرت علی نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تو نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے کہا: اے اللہ! یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس کے لئے سورج کو اوٹا ہے۔ اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سورج غروب ہو جانے کے بعد دو بارہ طلوع کر آیا

یہ نبوت کی علامات میں سے بہت بڑی علامت ہے۔ اسے خوب یاد رکھنا چاہیے۔

الاسراء ۱:۱۷۔ سبحان الذی اسریٰ بعدہ

ملائکہ کی امامت فرمائی

تفیریتیسیر میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے آسمان کے فرشتوں کی ورنماز میں امامت فرمائی۔ اس طرح آپ بیت المقدس میں انبیاء کرام کے امام بنے اور سدرۃ المنتہی کے پاس ملائکہ کے۔ اس سے آپ کی فضیلت زمین و آسمان والوں پر ظاہر ہو گئی۔

الاسراء ۱:۱۷۔ سبحان الذی اسریٰ بعدہ

قبر کے پاس قرآن پڑھنا۔

فتح القریب الجیب میں ہے: جب جمادات کی تسبیح سے برکت حاصل ہوتی ہے تو قرآن جواشرف الا ذکار ہے وہ حصول برکت کا زیادہ حقدار ہے۔ خصوصاً جبکہ کسی نیک آدمی نے تلاوت کی ہو، اسی لئے علماء نے قبر کے پاس قرآن کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے۔

الاسراء ۱۷:۴۴۔ ان من شئی الا یسبح بحمدہ

اہل قبور سے استعانت۔

جس طرح رسول ﷺ کی وجہ سے لوگوں کو عذاب سے امان ملی، جب تک آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف فرمائے۔ اسی طرح آپ کے جو کامل وارث ہیں (وہ بھی امان ہیں) ان کا اعتقاد اور ان کے طریقے کی اتباع اسی طرح ہے جیسے ایمان بالرسول اور آپ کی شریعت کی

اتباع۔ کیونکہ وہ آپ کا نائب اور خلیفہ ہوتا ہے۔ پس نیک لوگوں کے ساتھ مل کے رہنا ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے اللہ عز وجل عذاب انحصاریت ہے۔

کاشفی نے ”الرسالة العلیہ“ میں اور ابن الکمال نے ”الاربعین“ میں حدیث نقل کی ہے۔ ”جب تم اپنے امور میں پریشان ہو تو اہل قبور سے مدد طلب کرو“، یہاں اہل قبور سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اضطراری موت سے قبل اختیاری موت کو گلے سے لگایا۔
حافظ نے کہا:

مداد خاطر نداں طلب ای دل ورنی
کار صعبت مبادا کہ خطای بکثیر

ترجمہ: اے دل! اہل اللہ سے مدد طلب کرو نہ کام بہت مشکل ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی خطا کر بیٹھیں۔

الاسراء ۱۷: ۵۹۔ وما نرسل الايات الا تحويفا

انسان فرشتے سے افضل۔

بخاری العلوم میں ہے اس آیت ﴿ وَ فَضَّلْنَا هُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴾ ترجمہ: اور ہم نے انہیں اپنی مخلوق میں سے اکثر فضیلت عطا فرمائی) میں اس بات پر دلالت ہے کہ بنی آدم کو بہت ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔ اور ان پر بہت کم کو فضیلت دی گئی۔ جنہیں فضیلت دی گئی وہ ان کے باپ آدم اور ان کی ماں حوا عَلَيْهِمَا السَّلَام ہیں، ان میں اصالت کی بنا پر ان سب لوگوں پر فضیلت ہے جو ان کی فرع (اولاد) ہیں۔ ملا کہ مقرر ہیں مراد نہیں ہیں جیسا کہ تنبی، ابو بکر الباقر اور بعض معزز لہ کا خیال ہے۔ اگر ان کی

بات مان لی جائے تو آیات میں تعارض ثابت ہو گا۔

اللَّهُ نے تمام فرشتوں کو آدم ﷺ کی تعظیم و تکریم کی خاطر سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ کو سجدہ کرے، اس کا عکس نہیں۔ نیز فرمایا ﴿وَعَلَمَ آدَمَ الْأَنْسَمَاءَ كُلَّهَا﴾ اس سے ہر اہل زبان یہی سمجھتا ہے کہ اللہ پاک کا ارادہ آدم ﷺ کی فرشتوں پر فضیلت، ان کے علم کی زیادتی اور تعظیم و تکریم کا استحقاق بیان کرنا مقصود ہے۔ اور فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَلَمِينَ﴾

ترجمہ: بے شک اللہ نے آدم و نوح و آل ابراہیم و آل عمران کو تمام جہان سے منتخب فرمایا۔ فرشتے بھی جملہ عالم میں شامل ہیں۔ پس یہ محال ہے کہ آیت اس چیز کے خلاف جو ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں اس چیز پر دلالت کرے جو ان لوگوں کا خیال ہے کہ فرشتے انسان سے بہتر ہیں۔

ان لوگوں کے قول کے باطل ہونے پر دلالت کرنے والی باتوں میں نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث بھی ہے جس میں آپ نے فرمایا: بے شک اللہ نے مسلمین کو ملائکہ مقرین پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو میری ملاقات ایک نوری فرشتے سے ہوئی جو ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے سلام کہا اور اس نے جواب دیا۔ اللہ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ میرے محبوب نبی نے تجھے سلام کہا اور تو اس کی تعظیم کے لئے نہیں اٹھا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم تو قیامت تک کے لئے کھڑا ہے گا، بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔

قیامت کے روز ماؤں کے ناموں سے پکارے جانے کی وجہ۔

[تعارف]: قرآن پاک میں ہے «يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ، بِإِمَامٍ مِّنْهُمْ»

ترجمہ: اس دن ہم ہر ایک کو بلا میں گے ان کے امام کے ساتھ) بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں امام، ام کی جمع ہے جیسے خفاف خف کی جمع۔ اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ اس دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔

اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے یہاں امام سے مراد پیشوں، رہبر، رہنماء اور لیڈر ہے۔

معنی یہ ہے کہ اس دن لوگوں کو ان کے لیڈروں کے ناموں کے ساتھ بلا یا جائے گا۔

دونوں اقوال میں تقطیق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جب لیڈروں کے ناموں کے ساتھ ان کے پیروکاروں کو بلا یا جائے تو اس وقت ان کے نام لئے جائیں اور ناموں کے ساتھ ان کی ماؤں کے نام پکارے جائیں۔

زیرِ نظر عبارت میں اس بات پر بحث ہے کہ باپ کی نسبت سے نام لینے کی بجائے ماں کا نام کیوں لیا جائے گا ریاضا

ماں کے ناموں کے ساتھ پکارے جانے میں حکمت، عیسیٰ ﷺ کی جلالت اور حسین کریمین کی بزرگی ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ دونوں شہزادوں کی ماں کی طرف نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کا اظہار ہے جبکہ باپ کی طرف نسبت میں ایسا نہیں ہے۔

ایک اور وجہ ان لوگوں کی پرده پوشی ہے جو اپنے بارپوں کی جائز اولاد نہیں ہیں۔ اس کی تائید سیدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے قیامت کے روز لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں کے ساتھ، اپنے بندوں کی پرده پوشی کے لئے بلا یا جائے گا۔

حدیث تلقین بھی اس کی تائید کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی فوت ہو جائے، تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کسی ایک کو اس کی قبر کے سر ہانے کھڑا ہو کر کہنا چاہیئے اے فلاں فلاں عورت کے بیٹے! (ماں کا نام لیا جانا چاہیئے) وہ جواب دیتا ہے اللہ تجھے ہدایت عطا فرمائے، تیرے حال پر حرم فرمائے۔ فرمایا: لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔ پھر اس آدمی کو کہنا چاہیئے کہ یاد کر اس شہادت کو جس پر تو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ رَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولًا“ اور یاد کر کہ تو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے، قرآن کے امام ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر راضی تھا۔ اس پر منکر نہیں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں چلو اس آدمی کے پاس نہ ٹھہر و جسے اس کی جھٹ تلقین کر دی گئی ہے۔ یہ (تلقین) ان کے سوالات کی راہ میں حاکل ہو جاتی ہے۔

ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر اس کی ماں کے نام کا پتہ نہ ہو تو؟ فرمایا: پھر حوا کا نام لے لیا جائے۔ امام سخاوی نے اسے ”المقادِدُ الْحَسَنَةُ“ میں ذکر کیا اور اس کی اسانید کو صحیح قرار دیا۔ اسی طرح امام قرطبی نے اپنے ”التذکرہ“ میں نقل کیا۔

اس سے دو چیزیں سمجھ میں آتی ہیں۔ تلقین کے وقت کھڑے ہونا اور یہ کہ آدمی کو اس کے نام کے ساتھ اور اس کی ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا باپ کے نام کے ساتھ نہیں۔

الاسراء ۱۷: ۷۰۔ یوم ندعوا کل انس با مامہم

جبیب سے فرمایا: جوتے نہ اتاریئے۔

جبیب سے فرمایا گیا جو توں سمیت عرش کی بساط پر آگے بڑھیئے تاکہ عرش آپ کے قدموں کے جو توں کے غبار سے شرف حاصل کرے۔ اور اے دونوں جہانوں کے سردار!

.....
عرش کے نور کا فیض آپ تک پہنچے۔

طہ:۲۰۔ فاخل علیک

اولیاء اللہ سے مدد۔

اللہ پاک نے فرمایا: ”هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَ بِالْمُؤْمِنِينَ“ اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ کی مدد فرمائی اپنی تائید کے ساتھ اور اہل ایمان کے ذریعے۔ اس میں اللہ کی مدد سے مراد آسمانی مدد اور مومنین کی مدد سے مراد زمینی مدد ہے۔ ان دونوں کے ذریعے مطلق امداد حاصل ہوتی ہے۔ کاشفی نے ”الرسالة العلیہ“ میں اور ابن الکمال نے ”الاربعین“ میں حدیث نقل کی ہے۔ ”جب تم اپنے امور میں پریشان ہو تو اہل قبور سے مدد طلب کرو، اہل قبور سے مراد روحانی لوگ ہیں وہ کثیف اجسام میں ہوں (یعنی ان ظاہری اجسام میں) یا لطیف اجسام میں (یعنی روح کوئی مثالی جسم اختیار کر لے۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔

طہ:۳۶۔ قال قد او تیت سولک یا موسی

بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت عمر ابن الخطاب رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب آدم ﷺ نے اپنی خطاب رض سے اعتراف کیا تو عرض کیا: میں بحق محمد سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اللہ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے اسے پیدا نہیں کیا؟ عرض کیا: اس لئے جب تو نے مجھے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، اور مجھے میں اپنی روح پھونکی، میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، میں نے عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** تو میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ساری مخلوق سے زیادہ پیارے کا نام ہی ملا�ا ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تو ے ج کہا، وہ

میری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے اور اگر محمد نہ ہوتا میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا
روأة البیهقی فی ذلائلہ.

سورة طہ ۱۲۱ فعصی آدم ربہ

نبی اکرم ﷺ کے جنازہ کی کیفیت۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کا وقت رخصت قریب آیا تو ہم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مجرے میں جمع ہوئے۔ آپ نے ہماری طرف دیکھا، آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہا: مرحبا، اللہ تمہیں زندہ رکھے، تمہارے حال پر حم فرمائے۔ میں تمہیں اللہ کی ناراضی سے بچنے اور اس کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں۔ تم سے رخصت، سدرۃ المنہتی، جنتۃ المآڈی اور اللہ کی طرف کوچ کا وقت آن پہنچا۔

میرے اہل بیت میں سے مرد مجھے غسل دیں گے اگر چاہیں تو میرے انہی کپڑوں میں اور چاہیں تو حلہ یمانی میں مجھے کفن دیں گے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو، کفن پہنالو، مجھے میری چار پائی پر اسی گھر میں لحد کے کنارے رکھ دو تو سب تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے میرے جبیب جبرائیل مجھ پر نماز پڑھیں گے، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ۔ پھر تم گروپوں کی صورت میں داخل ہونا اور جنازہ ادا کرنا۔ جب صحابہ نے آپ ﷺ کے فراق کا ساتھ تو دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمارے رب کا نور، ہماری مخالفت کی شمع، ہمارے امور کے سلطان ہیں۔ جب آپ تشریف لے جائیں گے تو ہم اپنے امور میں کس کی طرف رجوع کریں گے؟ فرمایا: میں تمہارے ہاں روشن دلیل یعنی ایک وسعت والے، واضح رستہ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات دن کی طرح واضح ہے۔ اور میں تمہارے پاس دو واعظ چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک خاموش دوسرا بولنے والا۔ بولنے والا واعظ قرآن ہے اور خاموش واعظ موت۔ جب تمہارے لئے

کوئی کام مشکل ہو جائے تو قرآن اور سنت کی طرف رجوع کرنا اور جب دل سخت ہو جائیں تو انہیں موت کے احوال کو یاد کر کے نرم کر لینا۔

الأنبياء ٢١: ١٠ - لَقَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ كِتَابًا

زید بن ثابت رض کو ایک غیبی آواز نے بچا لیا۔

روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رض ایک آدمی کے ہمراہ مکہ سے طائف کی طرف نکلے۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ وہ منافق ہے۔ وہ ایک ویران جگہ میں داخل ہوئے اور سو گئے۔ منافق نے زید کے ہاتھ باندھ لئے اور انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ زید نے پکارا: اے حُمَنْ میری مدد فرم۔ منافق نے ایک کہنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا تیری بر بادی اسے قتل نہ کر۔ منافق باہر نکلا مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔ دوبارہ پھر ایسا ہی ہوا۔ تیری بار ایک سوار نے اسے قتل کر دیا اور زید کی رسیاں کھول دیں اور فرمایا: میں جبراً میل ہوں۔ میں ساتویں آسمان پر تھا جب تو نے اللہ کو پکارا، اور اللہ نے مجھے حکم فرمایا کہ میرے بندے کی مدد کو پہنچ۔

الأنبياء ٧٧ وَ نَصَرَنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا

آپ صلی اللہ علیہ وسَلَّمَ اصل کائنات ہیں۔

”عِرَائِسُ الْبَقْلَى“ میں ہے: اے سجاد! اللہ نے ہمیں خبر دی کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسَلَّمَ وہ چیز ہے جسے اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ پھر عرش سے لے کر رثی تک ہر چیز اس کے نور کے جزو سے پیدا کی۔ آپ کا وجود و شہود کی طرف مبعوث ہونا تمام موجودات کے لئے رحمت ہے کیونکہ ہر چیز آپ ہی سے ہے۔ پس آپ کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسَلَّمَ کا وجود مخلوق کے وجود کا سبب اور ساری مخلوق پر اللہ کی رحمت کا سبب ہے۔ پس آپ رحمت کافیہ ہیں۔ اور جان لے کہ ساری مخلوق ایک صورت ہے جو قدرت کی فضائیں روح کے بغیر محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے انتظار میں پڑی ہوئی تھی، جب آپ جہان میں تشریف لے آئے تو سارا جہان آپ کے وجود سے زندہ ہو گیا کیونکہ آپ ساری مخلوق کی روح ہیں۔

الأنبیاء، ۱۰:۷ - وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

نور محمدی۔

جان لوکہ جب حق تعالیٰ کا ارادہ مخلوق کو پیدا کرنے کا ہوا تو اس نے حضرت احمدیہ سے حقیقت احمدیہ کو ظاہر فرمایا اور اسے امکان کے میم سے ممیز فرمایا اور رحمۃ للعالمین بنایا اور نوع انسان کو ان سے شرف بخشنا۔ پھر اس سے ارواح کے چشمے پھوٹے۔ پھر عالم اجساد و اشباح (جملہ عالم) میں نمود ہوئی۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ سے ہوں اور مومنین میرے نور کے فیض سے ہیں۔ پس آپ ہی کائنات کے مبادی کی اصلی غرض و غایت ہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا: لَوْلَا كَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ - اے پیارے نبی اگر تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

علت غایبیہ ہر عالم اوست	سرور اولاد بھی آدم اوست
واسطہ فیض وجودی بھی	رابطہ بود و نبود بھی

الأنبیاء، ۱۰:۷ - وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

جلد ششم

منصور بن عمار کی چار دعائیں۔

یہ رب میں ایک آدمی تھا اس نے اپنے دوستوں کی ایک جماعت کو اکٹھا کیا۔ اپنے ایک غلام کو چار درہم دیئے اور مہمانوں کے لئے کچھ پھل وغیرہ خریدنے کا کہا۔ وہ منصور بن عمار رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کی مسجد کے دروازے کے پاس سے گزرا۔ اس وقت آپ کسی فقیر کے لئے سوال کر رہے تھے اور فرمادے تھے کہ جو آدمی چار درہم دے گا میں اس کے لئے چار دعائیں کروں گا۔ غلام نے درہم آپ کے حوالے کر دیئے۔ منصور رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے پوچھا: تمہارے لئے کیا دعا کروں؟ اس نے کہا میرا ایک مالک ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے آزادی مل جائے۔ آپ نے دعا کی۔ پوچھا اور؟ کہا: اللہ مجھے میرے دراہم کا بہتر صدقہ عطا فرمائے۔ آپ نے دعا کی۔ پوچھا اور؟ کہا: اللہ میرے مالک کو توبہ کی توفیق دے۔ آپ نے دعا کی اور پوچھا کوئی اور دعا؟ اس نے کہا کہ اللہ میری، میرے مالک کی، اس کے پاس جو لوگ ہیں ان کی اور آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ سخن دعا فرمائی۔

غلام اپنے مالک کے پاس واپس لوٹا تو اس نے پوچھا اتنی دیر کیوں لگائی؟ اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ پوچھا انہوں نے کیا دعا کی؟ کہا: میں نے اپنے لئے آزادی مانگی۔ اس نے کہا: جا تو آزاد ہے۔ پھر پوچھا دوسرا کوئی چیز؟ کہا: اللہ مجھے ان دراہم کا بہتر صدقہ عطا فرمائے۔ اس نے کہا: تجھے چار ہزار درہم دیتا ہوں۔ پوچھا تیری چیز کیا تھی؟ اس نے کہا کہ اللہ آپ کو توبہ کی توفیق دے۔ اس نے کہا: میں نے توبہ کی۔ پھر پوچھا اور چو تھی شے؟ اس نے کہا کہ اللہ میری، آپ کی، مذکور (منصور) کی اور ان لوگوں کی مغفرت فرمائے جو آپ کے

پاس ہیں۔ اس نے کہا یہ ایک ایسی چیز ہے جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب وہ رات کو سویا تو اس نے دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا تھا، جو تیرے اختیار میں تھا تو نے کیا۔ تیرا کیا خیال ہے جو میرے اختیار میں ہے وہ میں نہیں کروں گا؟ میں نے تیری، غلام کی، منصور کی اور حاضرین کی مغفرت فرمادی۔

الحج ۲۴: ۲۲۔ و هدوا الى صراط الحميد

جھوٹی گواہی کی سزا۔

حضرت عمر رض جھوٹی گواہی دینے والے کو چالیس کوڑے مارتے تھے اور اس کا منہ سیاہی کے ساتھ کالا کر کے بازاروں میں پھراتے تھے۔

الحج ۳۰: ۲۲۔ و احتبوا قول الزور

نبی کریمہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کھانے کے محتاج نہ تھے۔

حضرت شیخ الزہیر بافتادہ آفندی فُدِس سرہ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ و آله و سلم اپنے رب کے ہاں رات بسر کرتے وہ آپ کو اپنی متنوع تجلیات سے کھلاتا پلاتا۔ ظاہری طور پر آپ کا کھانا اپنی کمزورامت کے لئے تھا ورنہ آپ کھانے پینے کے محتاج نہ تھے۔ یہ جو روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم اپنے پیٹ پر پھر باندھتے تھے یہ بھوک کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ کمال لطافت کی بناء پر تھا تاکہ آپ ملکوت کی طرف پرواہ نہ کر جائیں۔ بلکہ اسی جہان میں لوگوں کی ہدایت کے لئے جلوہ گر رہیں۔

المؤمنون ۱: ۲۳۔ فجعلناهم غباء

سیدنا زین العابدین کی مناجات۔

اصمعی کہتے ہیں: میں ایک چاندنی رات میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک بڑی غمزدہ آواز سنی۔ میں اس کے پیچھے گیا۔ کیا دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمنا کہہ رہا ہے:

آنکھیں سو گئیں۔ تارے جھرمٹ کر آئے۔ اور تو حی و قوم بادشاہ ہے۔ دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے اور ان پر پھرے دار کھڑے کر دیئے۔ تیرا دروزہ سائلوں کے لئے کھلا ہے۔ میں تیرے دروازے پر سائل بن کے کھڑا ہوں۔ ایک گنہگار، فقیر مسکین اسیر آیا ہوں تیری رحمت کا منتظر بن کر اے سب سے بڑے رحم کرنے والے۔

پھر اس نے یہ شعر پڑھے:

يَا مَنْ يُحِبُّ الْمُضطَرَّ فِي الظُّلْمِ
يَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالبَلوِى مَعَ الْقِسْمِ
قَدْ نَامَ وَفَدَى حَوْلَ الْبَيْتِ وَانْتَهُوا
وَ اَنْتَ يَا حُى يَا قِيُومُ لَمْ تَنَمِ
أَذْعُوكَ رَبِّي وَ مَوْلَايَ وَ مَسْتَدِي
فَارْحَمْ بُكَائِي بِحَقِّ الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ
أَنْتَ الْغَفُورُ فَجُذُلِي مِنْكَ مَغْفِرَةً
أَوْ أَغْفُ عَنِّي يَا ذَا الْجُودِ وَ النَّعْمِ
إِنْ كَانَ عَفْوُكَ لَا يَرْجُوهُ ذُو جَرَمٍ
فَمَنْ يَجُودُ عَلَى الْعَاصِمِ بِالْكَرَمِ

ترجمہ: اے وہ جو ظلم میں گھرے ہوئے مجبور لوگوں کی دعاوں کو سنتا ہے۔ اے تکلیف و مصیبت کو خیر کے ایک حصے کے ساتھ دور کرنے والے۔

میرے تمام ساتھی گھر کے ارد گرد سوئے اور جا گے لیکن تو اے حی و قیوم کبھی نہیں سوتا
میں تجھے پکار رہا ہوں اے میرے رب میرے مولا اور میرے شہارے۔ میرے
رو نے پر حرم فرمایا اس گھر اور حرم کے حق کے وسیدے۔
تو مغفرت کرنے والا ہے پس اپنی جناب سے مجھے مغفرت عطا فرمایا۔ مجھے معاف
فرمادے اے جود نعم والے۔

اگر مجرم تیری بخشش کا امیدوار نہ ہو تو اپنے کرم کے ساتھ گنہگاروں پر فضل کون
کرے گا۔

پھر اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور وہ ندا کر رہا تھا: اے میرے اللہ، اے
میرے سردار، میرے مولا اگر میں تیری اطاعت کروں تو یہ تیرا احسان ہے۔ اگر میں گناہ
کروں تو یہ میری چہالت کے سبب ہے۔ ایسی صورت میں تیرے لئے میرے خلاف جلت
ہے۔ اے اللہ! مجھ پر اپنے احسان کا اظہار کرتے ہوئے اور میرے پاس اپنی جلت کے
اثبات کے لئے میرے حال پر حرم فرمایا۔ میرے گناہوں کو بخشش دے اور مجھے میرے جدا مجد جو
میری آنکھوں کی خندک، تیرے جبیب، تیرے برگزیدہ، اور تیرے نبی محمد ﷺ ہیں، کی
زیارت سے محروم نہ فرمایا۔

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

الَا أَيُّهَا الْمَأْمُولُ فِي كُلِّ شِدَّةٍ
إِلَيْكَ شَكُوتُ الضُّرِّ فَارْحَمْ شَكَائِتِي

اَلَا يَا رِجَائِي اَنْتَ كَاشِفُ كُرْبَتِي
 فَهَبْ لِي ذُنُوبِي كُلَّهَا وَاقْضِ حَاجَتِي
 فَرَادِي قَلِيلٌ مَا اَرَاهُ مُبْلِغِي
 عَلَى الرَّازِ اَبْكِي اَمْ لِبَعْدِ مَسَافَتِي
 اَتَيْتُ بِأَعْمَالٍ قِبَاحٍ رَدِينَةً
 وَمَا فِي الْوَرَى حَلْقٌ جَنِي كَجِنَانِي

ترجمہ ۱۱۔ وہ ذات جس سے ہر ختنی میں امید کی جاتی ہے۔ تیری بارگاہ میں شکوہ پیش کرتا ہوں اپنی تکلیف کا میری شکایت پر حرم فرم۔

اے میری امید! تو ہی میری تکلیف کو رفع کرنے والا ہے۔ میرے سب گناہوں کو معاف فرم اور میری حاجت کو پورا فرم۔

میرا زادراہ قلیل ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس کے ساتھ منزل تک پہنچ سکوں اب میں زادراہ کو رہوں یا سفر کی طویل مسافت کو۔

تیرے پاس گندے اور ردی عمل لے کے آیا ہوں۔ ساری مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے مجھے جسے گناہ کئے ہوں۔

وہ یہ ایمات بار بار دھرا رہا تھا حتیٰ کہ یہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ میں قریب ہوا۔ کیا دیکھا کہ وہ زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے ہیں۔ میں نے ان کا سراپا جھولی میں رکھ لیا اور اس حالت پر ترس کھاتے ہوئے سخت رویا۔ میرا ایک آنسو آپ کے چہرے پر پڑا۔ آپ کو افاق ہوا اور آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: یہ کون ہے جس نے مجھے اپنے موہا کے ڈر سے روک دیا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اصمی ہوں۔ حضور! یہ روٹا کیا ہے

اور یہ جزع کیسی؟ جبکہ آپ اہل بیت، نبوت و معدن رسالت ہیں۔ کیا اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: اللہ ﷺ ارادہ فرماتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے رجس کو دور کر دے اور تمہیں اس طرح پاک کر دے جس طرح پاک کرنے کا حق ہے۔

آپ سید ہے بُوکر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے صمعی! بہت دور کی بات ہے۔ بے شک اللہ ﷺ نے جنت ان لوگوں کے لئے تیار فرمائی جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اگرچہ وہ جہشی غلام ہی کیوں نہ ہوں، اور دوزخ ان لوگوں کے لئے پیدا فرمائی ہے جو اس کے نافرمان ہوں اگرچہ وہ قریشی بادشاہ ہی کیوں نہ ہوں۔ تو نے اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنائے کہ ”جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب ہو گا اور نہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں پوچھیں گے۔

المؤمنون ۲۳: ۱۰۱۔ فلا انساب بينهم

مَثَلُ نُورٍ.

[تعارف]: سورۃ النور ۲۳ آیت نمبر ۳۵ میں ہے:

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَمَثُلُ نُورٍ كَمَثْكُورٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ طَمِصْبَاحٌ فِي زُجَاجَةٍ طَالِزُجَاجَةٍ كَانَهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَرَّكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ، يَكَادُ زَيْتَهَا يُضْنِي ء وَلَوْلَمْ تَمْسَسْنِهُ نَارٌ طَنُورٌ عَلَى نُورٍ ط.....

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کے اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا۔ روشن ہوتا ہے برکت والے پیر زیتون سے جونہ پورب (شرق) کا ہے نہ پکھنم (مغرب) کا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچا سے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے۔

اس آیت میں نور، مشکوٰۃ، مصباح، زجاجہ، زیتون سے کیا مراد ہے؟ نور علی نور کا معنی کیا ہے؟ اس سلسلہ میں مفسرین کی بہت سی آراء ہیں۔ ان میں سے ایک رائے مندرجہ ذیل ہے۔

ریاض ا

روح الارواح میں ہے کہ وہ نور حضرت محمد ﷺ کا نور ہے۔ مشکوٰۃ، حضرت آدم ﷺ زجاجہ، نور ﷺ زیتون، ابراہیم ﷺ آپ نہ یہودی تھے جو غربی جانب کو قبلہ مانتے ہیں اور نہ نصرانی جو مشرق کو قبلہ مانتے ہیں اور مصباح حضرت رسالت ماب ﷺ ہیں۔

یا مشکوٰۃ ابراہیم، زجاجہ آپ کا صافی و مطہر دل، مصباح آپ کا علم کامل، اور درخت آپ کا خلق جو تمام خوبیوں کو سمیئنے ہوئے ہے، جس میں کسی طرف جھکاؤ ہوتا افراط نہیں اور کسی جانب تقصیر میں تفریط نہیں بلکہ اعتدال ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ خَيْرُ الْأَمْوَارِ أَوْ سُطُّهَا، سب سے بہتر کام وہ ہے جس میں اعتدال ہو۔ سیدھارستہ اسی کو کہتے ہیں۔

اور عین المعانی میں ہے کہ جبیب (محمد ﷺ) کا نورِ محبت، خلیل (ابراہیم علی ﷺ) کے نورِ خلت سے مل کر نور علی نور ہے۔

پدر نور پرسنوریست مشہور از بخا فہم کن نور علی نور

ترجمہ: باپ بیٹا دونوں مشہور نور ہیں۔ یہاں سے ہی نور علی نور کا معنی سمجھ لیجئے۔

النور ۳۵ مثل نورہ

فلک آخرت۔ رابعہ العدویہ کا واقعہ۔

کہتے ہیں جب رابعہ العدویہ کے خاوند فوت ہوئے تو حسن بصری رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ اور ان کے ساتھیوں نے ان کے پاس حاضری کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ ایک پردهہ درمیان میں گردادیا اور اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حسن اور ان کے ساتھیوں نے

ان سے کہا کہ آپ کے شوہرفوت ہو گئے اور شوہر کے بغیر تو چارہ نہیں ہے۔ آپ نے کہا تھیک ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تم میں کون سب سے زیادہ علم والا ہے تاکہ میں اس سے نکاح کراو۔ انہوں نے کہا حسن بصری۔ فرمایا: اگر آپ مجھے چارسوالوں کے جواب دے دیں تو میں آپ کے ساتھ نکاح کراوں گی۔ آپ نے کہا پوچھو، اگر اللہ نے توفیق دی تو جواب دے دوں گا۔ کہا: آپ کیا کہتے ہیں کہ اگر میں مر جاؤں اور دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو میری موت ایمان پر ہو گی یا نہیں؟ آپ نے کہا یہ غیب ہے اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر پوچھا: آپ کیا کہتے ہیں کہ جب میں قبر میں رکھی جاؤں اور منکر نکیر مجھ سے سوال کریں تو میں جواب دے سکوں گی یا نہ؟ فرمایا: یہ بھی غیب ہے۔

پھر پوچھا: جب قیامت کے روز لوگوں کا حشر ہو گا اور نامہ ہائے اعمال اڑیں گے تو میرا نامہ عمل میرے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا باعیں میں؟ فرمایا: یہ بھی غیب ہے۔

پھر پوچھا: جب مخلوق میں یہ اعلان ہو گا کہ ایک فریق جنت میں اور ایک فریق دوزخ میں، تو میں کون سے فریق میں سے ہوں گی؟ کہا یہ بھی غیب ہے۔

رابعہ نے فرمایا: جسے ان چار باتوں کی فکر ہو وہ کس طرح شادی رچا سکتا ہے؟

پھر آپ نے پوچھا: اے حسن! اللہ نے کتنی عقل پیدا فرمائی ہے؟ کہا دس اجزاء، نو مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے۔ پھر پوچھا: اے حسن! اللہ نے شہوت کتنی پیدا فرمائی ہے؟ فرمایا: دس اجزاء۔ نو عورتوں کے لئے اور ایک مردوں کے لئے۔

انہوں نے کہا: اے حسن! میں ایک جزء عقل کے ساتھ نو اجزاء شہوت پر قابو کی طاقت رکھتی ہوں اور تم ایک جزء شہوت پر نو اجزاء عقل کے ساتھ قابو کی طاقت نہیں رکھتے۔ حسن رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ رَوْضَةُ اور ان کے پاس سے چلے گئے۔

[تبصر]: اس حکایت کی بنابر حسن بصری خمسة الله عليه کے بارے میں کسی بد
ظنی کا شکار نہیں ہوتا چاہیے۔ آپ بلاشبہ ایک بہت بڑے عالم اور صالح انسان تھے۔ صوفیاء
کے ہاں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ان لوگوں کی عادت یقینی کہ اپنے آپ کو بڑا ناقص تصور
کرتے اور معمولی معمولی خطاؤں کو بہت بڑا خیال کرتے تھے۔ آپ کا رد کرچل دینا اس بات
کی دلیل نہیں ہے کہ انہیں اپنی شہوت پر قابو نہ تھا۔ کسی کی نصیحت کو مختندے دل کے ساتھ سنبھلنے
اور اسے قبول کرنے کی ایک دلیل ہے۔ ریاض ا
بنی اسرائیل کا زاہد۔ دو سال عبادت کی مگر شیطان کے فریب کا شکار ہو
گیا۔

کہتے ہیں رسول ﷺ نے واقعہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا دو سو
سال عبادت کی اس آرزو میں تھا کہ کسی وقت شیطان کو دیکھئے اور اسے بتائے کہ الحمد لله
ان دو سالوں میں تیرا مجھ پر بس نہ چل سکا اور تو مجھے راہ حق سے ہٹانا نہ سکا۔ آخر ایک دن
ابنیس اس کے محراب سے اس کے سامنے ظاہر ہوا۔ اس نے اسے پہچان لیا اور کہا کہ اے
ابنیس اس طرح کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا دو سو سال سے کوشش کر رہا ہوں کہ تجھے گمراہ کر
سکوں اور اپنے مقصد کے لئے تجھے استعمال کروں۔ لیکن میری مراد پوری نہ ہوئی۔ اب جبکہ تو
نے مجھے دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے تو مجھے دیکھنا تیرے کس کام آئے گا، ابھی تیری عمر کے
دو سال اور باقی ہیں۔ اتنی بات کہی اور غائب ہو گیا۔

زاہد و سو سے میں پڑ گیا۔ کہنے لگا: میری عمر کے دو سال ابھی باقی ہیں۔ میں نے
اپنے آپ کو قید کر رکھا ہے، ہر قسم کی لذتوں اور شہتوں سے روکا ہوا ہے۔ مزید دو سال اسی

طرح گزاروں گا، یہ تو بڑا دشوار کام ہو گا۔ میری تدبیر یہ ہونی چاہیے کہ ایک سو سال دنیا میں عیش کی زندگی بسر کروں، لذت و شہوات سے حظ اٹھاؤں۔ پھر ان کاموں سے توبہ کرلوں اور اگلے سو سال عبادت میں بسر کروں، اللہ غفور رحیم ہے۔

اس دن وہ اپنے صومعہ سے باہر آیا اور شراب خانہ کی طرف بڑھا اور شراب اور باطل لذات میں منہمک ہو گیا اور یاروں کی صحبت اختیار کر لی۔ جب وہ اس کام میں لگ گیا تو اس کی عمر اخیر کو پہنچی ملک الموت آیا اور اسی فرق و فجور کی حالت میں اس کی روح قبض کر لی۔ وہ دو سو سال کی عبادات و طاعات بر باد ہوئیں حکم ازلی پہنچا اور بد بختی دامن گیر ہو گئی۔

ہم اللہ کی بارگاہ میں بد بختی کے چھا جانے اور برے خاتمہ سے پناہ کا سوال کرتے

ہیں۔

حافظ نے کہا:

عمل تکمیل کرنے کے دران روز از ل تو چ دانی قلم ضع بنا مت چ نوشت

ترجمہ: اپنے عمل پر تکمیل نہ کر اس لئے کہ تو نہیں جانتا کہ روز از ل تقدیر یہ اس لکھنے والے قلم نے تیرے نام کیا لکھا۔

سیدنا محمد ﷺ کا سایہ کیوں نہیں تھا۔

نیشا پوری فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے نہیں لکھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر آپ لکھتے اور جھوٹی انگلی کا حلقة بناتے تو آپ کے قلم اور انگلی کا سایہ اللہ ﷺ کے اسم مبارک اور اس کے ذکر پر پڑتا۔ جبکہ بات ایسی تھی تو اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اے میرے حبیب! تو نے یہ نہیں چاہا کہ تیرا قلم میرے نام کے اوپر ہو اور تو نے نہیں چاہا کہ قلم کا سایہ میرے نام پر پڑے تو میں لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ تیری تعظیم و تشریف کی خاطروہ تیری آواز سے اپنی آواز اوپنچی نہ

کریں۔ اور اسی وجہ سے میں تیرسا یہ زمین پر نہیں پڑنے دوں گا تاکہ لوگوں کے قدم اس پر نہ پڑیں۔

بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اس لئے کہ آپ محض نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

العنکبوت ۴۸ ولا تحظى به يمينك

جلد هفتم

بغداد کی ایک عاشقہ کا واقعہ۔

شیخ عطار، الہی نامہ میں فرماتے ہیں:

بغایت آتشی سوزنہ افتاد	مگر یکروز در بازار بغداد
وزان آتش قیامت شد بدیدار	فغاں افتاد از مردم بیکبار
عصا در دستی آمد ز جانی	بزہ بر پیرہ زانی بتلائی
کے افتاد آتش اندر خانہ تو	یکی گفتا مگر دیوانہ تو
کہ حق ہرگز نسوزد خانہ من	رنش گفتا توینی دیوانہ من
نبود آں زال راز آتش زیانی	پا خرچوں بسوخت عالم جہانی
گوکز چہ بدانستی تو ایں راز	بد و گفتندہ ان ای زال دمساز
کہ یا خانہ بسوزد یادل من	چنیں گفت آنگھی زال فروتن
خواہد سوخت آخر خانہ را	چو سوخت از غم دل دیوانہ را

ترجمہ: ایک دن بغداد کے بازار میں سب کچھ جلا دینے والی آگ بھڑک اٹھی۔

لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ اس آگ کی وجہ سے قیامت پا ہو گئی ہے۔

لاٹھی پکڑے ہوئے سفید بالوں والی ایک بوڑھی عورت اطمینان سے اپنے گھر سے نکلی۔

کسی نے کہا کہ تو دیوانی ہے کہ تیرے گھر کے اندر آگ بھڑک اٹھی (اور تو اطمینان سے باہر آ رہی ہے)

اس عورت نے کہا کہ توہی دیوانہ ہے اس لئے کہ اللہ میرے گھر کو کبھی بھی نہیں
جلائے گا۔

آخر جب آگ نے سب کچھ جلا ذالتو اس بڑھیا کے گھر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا
لوگوں نے اسے کہا کہ اے پیاری بڑھیا بتا کہ یہ راز تجھے کہاں سے ملا؟
اس وقت اس عاجزی کرنے والی بڑھیا نے کہا کہ یا اسے میرا گھر جلانا تھا یادل۔
جب اس نے میرے دیوانے بول کو جلا رکھا ہے تو کام ہے کو وہ میرا گھر جلاتا۔

الروم ۵۷ لا ينفع الذين معذرون لهم

ایام عید میں غنا والی احادیث متروکہ ہیں۔

وہ احادیث جو عید کے دنوں میں گانے کی رخصت پر دلالت کرتی ہیں متروک ہیں
اب ان پر عمل نہیں ہے اس لئے محتسب کے لئے ضروری ہے کہ وہ عید کے دن گانے بجائے
کے آلات جلا ذالے۔

لقمان ۶ من يشتري لهؤ الحديث

نبی ﷺ کا بھولنا امت کی تعلیم کیلئے تھا۔

نبی ﷺ کے بعض امور میں بھول جانے کی جو روایات ہیں وہ عام لوگوں کے اس
بھول جانے کی طرح نہیں جو طبیعت کی رعونت و غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آپ اس سے
بہت بلند ہیں۔ بلکہ آپ کا بھولنا امت کے لئے رستے کی وضاحت ہے تاکہ وہ ایسی صورت
میں آپ ﷺ کی اقتداء کر سکیں۔ جیسے رکعتوں کی تعداد میں آپ بھولے۔ آپ ﷺ نے ظہر
کی دور کعیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے دو
رکعتیں پڑھیں۔ آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں اور پڑھیں۔

بعض اوقات آپ ﷺ کا بھول جانا (اللہ کی یاد میں) استغراق و انجد اب کی بنا پر ہوتا تھا۔ اسی لئے آپ فرماتے: کَلَمِينْيٰ يَا حُمَيرَ آء.

الاحزاب ۵۱ و یہ رضیں یہا آئتیں ہے۔

بوقت اذان انگوٹھے چومنے کا ثبوت۔

جن موقع پر صلوٽ و تسلیمات پڑھنا چاہیئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کا اسم گرامی اذان میں ساجائے تو درود شریف پڑھے۔

قہتانی نے شرح کبیر میں کنز العباد سے نقل کر کے لکھا کہ مستحب یہ ہے کہ شہادتیں (اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ) میں سے پہلی شہادت کو سن کر کہے: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اور دوسری شہادت سن کر کہے: قُرْأَةُ عَيْنِيْ بَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اس کے بعد دونوں انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھے اور کہے: اللَّهُمَّ مَتَعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ تو قیامت میں حضور ﷺ اسے بہشت میں ساتھ لے جائیں گے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ انگوٹھے کی پشت آنکھ پر مل کر یہ دعا پڑھی جائے۔ اللَّهُمَّ مَتَعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔

صلوات نجت میں ہے کہ انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنا چاہیئے نہ یہ کہ کھینچا جائے۔ محیط میں ہے کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور مسجد کے ستون کے پاس بیٹھ گئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ حضرت بلاں رضی اللہ عنہ اسی تھے اور اذان پڑھنا شروع کی۔ جب کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دونوں انگوٹھوں کے ناخن دونوں آنکھوں پر رکھ کر کہا: قُرْأَةُ عَيْنِيْ بَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ جب حضرت بلاں رضی اللہ عنہ اذان سے

فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! جو کوئی اس طرح کرے گا جس طرح تو نے کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نئے اور پرانے تمام گناہ بخش دے گا وہ عمدائے ہوں یا خطاء۔

حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکنی رفع اللہ در حاتمہ نے "قوت القلوب" میں اہن عینہ رحمۃ اللہ سے روایت لکھی ہے۔ پاک پیغمبر ﷺ دسویں محرم کے دن مسجد میں تشریف لائے وہ جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ حضرت ابو بکر ﷺ نے اپنی انگلیوں کے سامنے حصہ سے آنکھوں کا مسح کیا اور کہا: قُرَّةُ عَيْنِي بَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. جب حضرت بلال ﷺ اذان سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! جو کوئی میری ملاقات کے شوق میں کہے جس طرح آپ نے کہا اور کرے جو کچھ آپ نے کیا تو اللہ بھی اس کے نئے، پرانے، عمدائے، خطاء اور ظاہری و باطنی تمام گناہ بخش دے گا اور میں بھی اس کی شفاعت کروں گا (مضرات میں اسی طرح منقول ہے)

قصص الانبیاء اور دوسری کتابوں میں ہے کہ جب حضرت آدم الظہر جنت میں تھے تو آپ محمد ﷺ کی ملاقات کے مشاق ہوئے۔ اللہ بھی نے وحی فرمائی کہ وہ تمہاری صلب میں یہ اور آخری زمانہ میں ظاہر ہونگے۔ آپ نے جنت ہی میں ملاقات کا سوال کیا۔ اللہ پاک نے وحی فرمائی اور اس نور محمدی کو آپ کی دامیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی میں کر دیا۔ اس نور نے تبیج یہاں کی اس لئے اس انگلی کو مُسَبَّحَہ کہتے ہیں۔ (کذا فی رُؤْسِ الْفَائقِ)

یا اللہ پاک نے اپنے حبیب کا جمال ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں کی صفائی میں شیشے کی طرح کر دیا۔ آدم الظہر نے اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم لئے اور یہ آپ کی اولاد کے لئے اصل بن گئی۔ جب جبرایل الظہر نے نبی ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: جس نے اذان میں میرا نام سنایا اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم لیا اور اپنی آنکھوں پر لگایا وہ بھی اندھا

نہیں ہوگا۔

امام سخاوی نے ”الْمَقَاصِدُ الْحَسَنَةُ“ میں فرمایا کہ یہ حدیث مرفوع حدیث نہیں ہے۔ مرفوع حدیث وہ ہوتی ہے جو کوئی صحابی رسول ﷺ سے کوئی بات بیان کرے۔ شرح یمانی میں ہے انگوٹھوں کا چومنا اور انہیں آنکھوں پر لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ جو بیان کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے کہ علماء نے عمل کے بارے میں کسی بھی حدیث سے دلیل پکڑنے کو جائز قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا غیر مرفوع ہونا اس کے مضمون پر عمل کے ترک کو تلزم نہیں ہے۔ قہستانی نے اس کے مستحب ہونے کا جو قول کیا ہے اس میں وہ درست ہے۔ ہمارے لئے امام المکی نے اپنی کتاب میں جو لکھا وہ کافی ہے۔ وہ ایسی شخصیت ہیں جن کے وفور علم، کثرت حفظ، اور قوت حال کی گواہی شیخ سہروردی نے عوارف المعارف میں دی ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے قوت القلوب میں لکھا اس سب کو قبول کیا ہے۔ اللہ ہی کے لئے ہے خوبی ارباب حال کی حق کے بیان میں اور جدال کے چھوڑ دینے میں۔

الاحزاب ٥٦ صلوا علیه و سلموا۔ الآیہ

نیز حلقہ هشتم حم السجدہ ۳۳ ممن دعا الی الله

درود شریف پڑھنے کے آداب۔

درود شریف پڑھنے کے آداب میں ہے کہ درود پاک باوضو ہو کر پڑھا جائے۔ سلطان محمود کی حکایت (سورت الاحزاب آیت نمبر ۲۰) مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ کی تفسیر میں گزر چکی۔

☆ درود شریف پڑھتے وقت آواز بلند کرے۔

بعض روایات میں ہے کہ درود شریف پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرو کیونکہ اس وقت آواز بلند کرنا دلوں کے شیشوں سے بدجنتی کا غبار اور نفاق کا زنگ دور کرنے میں صیقل کا کام کرتا ہے۔

نام تو صیقلت کہ دلہائے تیرہ را روش کند چوں آئینہ ہائے سکندری
ترجمہ: تیرا نام وہ صیقل ہے جو تاریک دلوں کو آئینہ سکندری کی طرح روش بنادیتا ہے۔

☆ مراقبہ کی کیفیت میں ہو،

مراقبہ غفلت کو دور کرنے اور دل کو حاضر کرنے کا نام ہے۔

☆ نیت درست ہونی چاہیئے۔

نیت کی درستی یہ ہے کہ درود شریف اللہ کے حکم کی ادائیگی اس کی رضا کے حصول اور رسول ﷺ کی شفاعت کے حصول کے لئے ہو۔

☆ یہ کہ ظاہر و باطن میں یکسانیت ہو۔

اس لئے کہ زبانی ذکر دل کی فکر کا ترجمان ہوتا ہے اس لئے دونوں میں ہم آہنگی کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ صرف زبانی ذکر حضور قلب کے بغیر مفید نہیں ہے۔

الاحزاب ۵۶ و سلموا تسليما

یار رسول اللہ کہہ کر درود پڑھنا۔

درو دشیریف پڑھنے کے مختلف صیغوں میں سے یہ صیغہ بھی ہیں۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله

الصلوة والسلام عليك يا خليل الله

الصلوة والسلام عليك يا صَفِيَ اللَّهِ
 الصلوة والسلام عليك يا نَجِيَ اللَّهِ
 الصلوة والسلام عليك يا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ
 الصلوة والسلام عليك يا مَنِ اخْتَارَهُ اللَّهُ
 الصلوة والسلام عليك يا مَنْ زَيَّنَهُ اللَّهُ.
 الصلوة والسلام عليك يا مَنْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ.
 الصلوة والسلام عليك يا مَنْ شَرَفَهُ اللَّهُ.
 الصلوة والسلام عليك يا مَنْ عَظَمَهُ اللَّهُ.
 الصلوة والسلام عليك يا مَنْ كَرَمَهُ اللَّهُ.
 الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا إِمامَ الْمُتَّقِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْأَوَّلِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْآخِرِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا قَائِدَ الْمُرْسَلِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا شَفِيعَ الْأُمَّةِ.
 الصلوة والسلام عليك يا عَظِيمَ الْهِمَّةِ.

الصلوة والسلام عليك يا حامل لواء الحمد.
 الصلوة والسلام عليك يا صاحب المقام المحمود
 الصلوة والسلام عليك يا ساقى الحوض الموزود
 الصلوة والسلام عليك يا أكثر الناس تباعا يوم القيامه
 الصلوة والسلام عليك يا سيد ولد آدم.
 الصلوة والسلام عليك يا اكرم الاولين والآخرين.
 الصلوة والسلام عليك يا بشير.
 الصلوة والسلام عليك يا نذير.
 الصلوة والسلام عليك يا داعي لله بادئه والسراج المنير
 الصلوة والسلام عليك يا نبئ التوبه.
 الصلوة والسلام عليك يا نبئ الرحمة.
 الصلوة والسلام عليك يا مُقْفَى.
 الصلوة والسلام عليك يا عاقب.
 الصلوة والسلام عليك يا حاشر.
 الصلوة والسلام عليك يا مختار.
 الصلوة والسلام عليك يا ماجى.
 الصلوة والسلام عليك يا احمد.
 الصلوة والسلام عليك يا محمد
 صلوات الله وملائكته ورسله وحملة عرشه وجميع خلقه

عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ وَاصْحَابِكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
ترجمہ: درود وسلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے اللَّهُ كَعْبِيْبٌ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے اللَّهُ كَخَلِيلٌ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے اللَّهُ كَصَفِيٌّ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے اللَّهُ كَنَجِيٌّ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے اللَّهُ كَسَبْ مُخْلوقٍ سَبْ بَهْتَرٌ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے جَسْنَ اللَّهِ نَعْجَنَ لِيَا۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے جَسْنَ اللَّهِ نَزَّيْنَتْ دِي۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے جَسْنَ مُخْلوقٍ كَطْرَفَ بَهْجَيَا۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے جَسْنَ شَرْفَ عَطَافَرَمَايَا۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے جَسْنَ عَظَمَتْ بَخْشِي۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے جَسْنَ مَكْرَمَ بَنَايَا۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے سَبْ رَسُولُوْنَ كَسَرْدَارٍ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے مُتَقْبِيْنَ كَأَمَامٍ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے خَاتَمَ النَّبِيْيِنَ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے گَنْهَگَارُوْنَ كَثَفَاعَتْ فَرَمَانَ وَالَّـ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَرَسُولٍ۔

دَرُود وَسَلَامٌ هُوَ آپٌ پَرْ أَے اُولَـيْنَ كَسَرْدَارٍ۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے آخرین کے سردار۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے سب رسولوں کے قائد۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے امت کے شفیع۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے عظیم ہمت والے۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے لواء الحمد کے اٹھانے والے۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے مقام محمود پر فائز۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے اس حوض کے ساتی جس پر لوگ قیامت کے روز پانی کے
لئے حاضر ہونگے۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے وہ ذات جس کے امتعیں کی تعداد سب سے زیادہ ہو
گی۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے اولاً آدم کے سردار۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت والے۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے بشارت دینے والے۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے ڈرستانے والے۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے اللہ کی اذن سے اس کی طرف بلانے والے اور روشن
چراغ۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے نبی التوبہ۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے نبی الرحمہ۔

درو دو سلام ہو آپ پر اے معزز و محترم۔

درو دو سلام ہوا آپ پر اے سب سے بعد میں آنے والے۔

درو دو سلام ہوا آپ پر اے جس کے بعد حشر ہو گا۔

درو دو سلام ہوا آپ پر اے مختار۔

درو دو سلام ہوا آپ پر اے گناہوں کو معاف کروانے والے۔

درو دو سلام ہوا آپ پر اے احمد (بہت تعریف کرنے والا)

درو دو سلام ہوا آپ پر اے محمد (جس کی تعریف کی جائے)

اللہ کی طرف سے، اس کے فرشتوں کی طرف سے، اس کے رسولوں کی طرف سے، عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کی طرف سے، اور ساری مخلوق کی طرف سے آپ پر، آپ کی آل پر اور اصحاب پر درود ہو، رحمت ہو اور برکت ہو۔

اس درود کو درود فتح کہتے ہیں۔ چالیس کلمے ہیں۔ بڑا مبارک درود پاک ہے۔ اور علماء کے ہاں مشہور معروف۔ جس مراد کے لئے بھی پڑھا جائے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ جو کوئی چالیس صبح فرض نماز کی ادائیگی کے بعد یہ درود شریف پڑھے اس کے رکے ہوئے کام حل ہو جاتے ہیں، دشمن پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اگر قید میں ہو تو اہل فتح اسے رہائی عطا فرمادیتا ہے۔ اس کی اور بھی بہت ساری خاصیتیں ہیں۔ حضرت عارف صمدانی امیر سید علی ہمدانی قدس سرہ نے ان میں سے بعض کو ”اوْرَادِ فَتْحِيَة“ میں شامل فرمایا ہے۔ اس درود کے پڑھنے کی شرط یہ ہے کہ پاک پیغمبر ﷺ کو حاضر سمجھے اور اپنے آپ کو ان کے سامنے کھڑا محسوس کر کے ان سے خطاب کرے۔

الاحزاب ۵۶ صلوا علیہ وسلموا

سات سلام اور ان کی فضیلت۔

درو د پڑھنے کے مختلف طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ کہے:

السلام عليك يا امام الحرمين.

السلام عليك امام الخافقين.

السلام عليك يا رسول الثقلین.

السلام عليك يا سيد من فى الكونين وشفيع من فى الدارين

السلام عليك يا صاحب القبلتين.

السلام عليك يا نور المشرقين و ضياء المغاربين.

السلام عليك يا جد السبطين الحسن والحسين

عليك وعلى عشرتك وأسرتك وأولادك وأحفادك و

ازواجك وفواجك وخلفائك ونقبائك ونجائك واصحابك و

آخزابك واتباعك وأشياءك

سلام الله والملائكة والناس اجمعين الى يوم الدين والحمد لله

رب العالمين.

درو د سلام ہو آپ پرائے امام الحرمين۔ (حرم کہ اور حرم ہئینہ کے امام)

درو د سلام ہو آپ پرائے امام الخافقين۔ (شرق و مغرب کے امام)

درو د سلام ہو آپ پرائے ثقلین (جن و انس) کے رسول

درو د سلام ہو آپ پرائے ان سب مخلوقات کے سردار جو دو جہاں میں ہیں اور

دونوں جہانوں میں شفاعت فرمانے والے ہیں۔

درو د سلام ہو آپ پرائے دو قبلوں والے۔

درود وسلام ہو آپ پر اے مشرقین کے نور و مغربین کی ضیاء۔

درود وسلام ہو آپ پر اے سبطین، (حسن و حسین) کے جدا مجد۔

آپ پر آپ کی عترت، خاندان، اولاد، نواسے، ازواج، افواج، خلفاء، اقباء، نجاء، اصحاب، احزاب، پیروکاروں ساتھیوں پر اللہ کا سلام اس کے فرشتوں کا اور سب لوگوں کا قیامت تک، ہو اور سب تعریف اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے۔

انہیں "تسلیمات سبعہ" (سات سلام) کہتے ہیں۔ یہ سات سلام ہیں۔ جس کسی کا کوئی کام اٹک جائے، مہمات سرنہ ہو رہی ہوں، سات دن تک کسی نماز کے بعد گیارہ بار درود شریف پڑھ کر یہ تسلیمات سبعہ سات بار پڑھے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

الاحزاب ۶۵ صلوات علیہ وسلم

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ كا معنی

[تعارف] : جب بندہ فوت ہوتا ہے تو اس کے جسم سے روح نکال کی جاتی ہے۔ جسم قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، جہاں یہ گل سڑ جاتا ہے۔ انسان کی ریڑھ کی ہڈی میں نچلے سرے پر کچھ اجزاء ایسے ہیں جو گلتے سڑتے نہیں۔ انہیں آپ یوں سمجھ لیں جیسے درخت کا بنج۔ بنج کے اندر درخت کی پوری صفات موجود ہوتی ہیں۔ جب اسے منٹی میں بویا جاتا ہے اور مناسب قسم کی آب و ہوا میسر ہوتی ہے تو اس سے ویسا ہی درخت پھر اگ آتا ہے۔ قیامت کے روز اللہ پاک بارش نازل فرمائے گا جس سے قبروں سے انسانی جسم دوبارہ اٹھ آئیں گے۔

روحیں جسموں سے نکلنے کے بعد مختلف مقامات پر رہتی ہیں۔ یہ فنا نہیں ہوتیں۔

روح جسم کے اندر نہ بھی ہو تو سن سکتی ہے، دیکھ سکتی ہے، تصرف کر سکتی ہے، ایک جگہ سے

دوسری جگہ جا سکتی ہے۔ یہ جسم کی محتاج نہیں ہوتی۔ جسم اس کا محتاج ہوتا ہے۔

قبر میں پڑے ہوئے جسم کے ہلا تھر روح کا ایک قسم کا رابطہ تو رہتا ہے کیونکہ عذاب و ثواب قبر، روح و جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ لیکن یہ رابطہ اس طرح کا نہیں ہوتا جس طرح دنیا میں ہوتا ہے۔ عملاً جسم کے اعضاء و حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی قبر پر آ کر سلام کہتا ہے تو جسم اسے نہیں سنتا، روح سنتی ہے۔ اور جواب بھی وہی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جواب کو ہم ظاہری کانوں سے نہیں سن پاتے۔ جن لوگوں کو اللہ نے روحانی کان دیئے ہوتے ہیں وہ اس جواب کو سن لیتے ہیں۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ تو ان کو نہیں سن سکتا جو قبروں میں پڑے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ حق ہے کیونکہ جسم نہیں سنتے جو قبروں کے اندر ہیں۔ سنتے والی چیز تو روح ہے جو قبر کے اندر مرد فون نہیں ہے۔

اگر مَنْ فِي الْقُبُوْرِ سے مراد واقعی مردہ جسم ہیں تو بھی برق۔ لیکن بعض مفسرین نے اس سے مراد مردہ جسم نہیں لئے بلکہ اس سے مراد مردہ دلوں والے کفار لئے ہیں۔ درج ذیل عبارت اسی بات کی تائید کرتی ہے۔ ریاض ا

قبور قبر کی جمع ہے اور قبر میت کے ٹھہر نے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ قَبْرُ تُهُ کا معنی ہے، میں نے اسے قبر میں رکھا۔ اس میں کفر پر ڈالنے رہنے والوں کی مثال اموات کے ساتھ بیان کی جا رہی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کو ان کے ایمان سے مکمل طور پر نامید کیا جا رہا ہے۔

اللہ پاک نے ان لوگوں کی تشییہ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی، مردوں کے ساتھ دی ہے۔ کیونکہ وہ جواب ذینے کی صلاحیت نہیں رکھتے پس جس طرح قبروں والے نہیں سنتے اور جواب نہیں دیتے اسی طرح کفار بھی ہیں۔ نہ سنتے ہیں نہ حق قبول کرتے ہیں۔

الملائكة ۲۲ ماء بسم الله من في القبور

ارواح اجسام کی مدد کرتی ہیں۔

ان رافضیوں کو کافر قرار دینا واجب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ علی ﷺ اور ان کے اصحاب دنیا میں پھر لوٹیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے اور زمین جس طرح ظلم سے بھری ہوئی ہے اسی طرح عدل سے بھر دیں گے۔ یہ قول نص کے خلاف ہے۔

ہاں سیدنا علیؑ کی روحانیت آخری زمانہ میں مہدی کے وزراء میں سے ہو گی جیسا کہ اہل حقائق کا مسلک ہے۔ اس سے کوئی خلاف واقع بات لازم نہیں آتی۔ کیونکہ رو حیں، ارواح اور اجسام کی ہر حال میں اور ہر وقت مدد کرتی ہیں۔ اسے خوب سمجھو۔

بِسْ ۚ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

يَوْمَ التَّرْوِيهِ، يَوْمَ عَرْفَةِ، اَوْ يَوْمَ الْخَرْمَىٰ كِ وجْهِ تَسْمِيهِ۔

کہا گیا ہے کہ آپ (حضرت ابراہیم ﷺ) نے لیلۃ الترمذیہ کو دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: اللہ پاک نے تجھے اس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب صحیح ہوئی تو اس بارے میں صحیح سے شام تک سوچ بچار کرتے رہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے؟ اسی لئے اس دن کا نام یوْمُ التَّرْوِيهِ پڑ گیا۔ (ترمذیہ کا معنی ہے سوچ بچار کرنا)

جب رات ہوئی تو دوبارہ اسی طرح کا خواب دیکھا۔ پہچان لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اسی لئے اسے یوم عرفہ کہتے ہیں۔ (عرف کا معنی پہچان لینا)

پھر تیسرا رات وہی خواب دیکھا اور ذبح کرنے کے لئے چھری بیٹے کی گردن پر رکھ دی۔ اس لئے اس دن کو یوْمُ الْخَرْمَىٰ کہا گیا۔

جلد هشتم

سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی روح خود اللہ نے قبض فرمائی۔

”زَهْرَةُ الرِّيَاض“ میں ہے کہ اللہ کی طرف وفات کی نسبت کامعنی یہ ہے کہ وہ روح کو بدن سے نکل جانے کا حکم دیتا ہے۔ اگر سارے فرشتے جمع ہو جائیں تو بھی اسے نکال لینے پر قادر نہ ہوں۔ اللہ ابے نکلنے کا حکم دیتا ہے جس طرح اسے داخل ہونے کا حکم دیتا ہے۔ فرشتے عمل کرتے ہیں۔ جب روح سانس کی نالی تک پہنچتی ہے تو ملک الموت اسے ایمان پر یا کفر پر قبض کر لیتا ہے۔

کچھ خاص بندے ایسے ہوتے ہیں جن کی روح خود اللہ پاک قبض فرماتا ہے۔ جیسا کہ سیدہ فاطمۃ الازہراء رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے۔ جب ان کے پس ملک الموت آیا تو وہ اس کے روح قبض کرنے پر راضی نہ ہوئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔

مگر نبی ﷺ کی روح ملک الموت نے قبض کی۔ کیونکہ آپ امت کے پیشووا ہیں۔ (لوگوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ ملک الموت کے روح قبض کرنے سے کسی کی شان میں کوئی کمی نہیں ہوتی) اور جس طرح ذوالنون مصری قدس سرہ نے عرض کیا: اے میرے اللہ! مجھے ملک الموت کے حوالے نہ کرنا بلکہ خود میری روح قبض فرمانا، مجھے رضوان کے حوالے نہ کرنا مجھے خود اکرام سے نوازا نا، مجھے ماںک (داروغہ دوزخ) کے حوالے نہ کرنا خود عذاب دے لینا۔ ہم اللہ سے ہر حال میں فضل کا سوال کرتے ہیں۔

لَا نَبِئُ بَعْدِيْنَ نَهْ كَهْوَا مَفْهُومٌ -

ابن سلام وغیرہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا: یہ نہ کہو کہ مصلحتہ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، بلکہ کہو کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عادل، حاکم اور انصاف کرنے والے امام کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے اور جنگوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

الْتَّكْمِيلَه (کتاب) میں کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہ لَا نَبِئُ بَعْدَ مُحَمَّدٍ نہ کہو، اس لئے ذکر کیا گیا (حقیقت حال اللہ ہی خوب جانتا ہے) کہ کوئی وہم کرنے والا یہ وہم نہ کرے کہ آخری زمانہ میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دوبارہ نازل نہیں ہوں گے۔

فی الحقيقة رسول اللہ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہونگے مگر وہ آپ سے پہلے اپنے نزول تک زندہ موجود ہیں۔ جب نازل ہوں گے تو آپ علیہ السلام کی شریعت کے تابع ہونگے۔ اسی پروہ تعالیٰ کریں گے۔ پس نہ کوئی نبی آپ علیہ السلام کے بعد پیدا ہو گا نہ آپ کی شریعت کے بعد کوئی نبی شریعت ہو گی۔ اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نبی کریم علیہ السلام کے اسماء میں ایک نام عاقب ہے۔ "کِبَابُ الشَّمَائِيلَ" اور دوسری کتابوں میں روایت کیا گیا ہے کہ "وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ"۔
ترجمہ: عاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

ان الفاظ کا ذکر امام مالک نے نہیں کیا لیکن آپ کی کتاب موطا کے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔ اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ یہ الفاظ نبی کریم علیہ السلام کے ہوں اور

دوسرایہ کسی راوی کی طرف سے ہوں۔ اگر یہ نبی ﷺ کی طرف سے ہیں تو بطور دلیل کافی ہیں اور اگر کسی راوی کی طرف سے ہیں تو یہ بات صحیح ثابت ہو چکی کہ اس لفظ کا استعمال منوع نہیں ہے۔ اس لئے اس حدیث اور حدیث عائشہ میں کوئی معارضہ نہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے۔ لَا تَقُولُوا لَا نَبِيٌّ بَعْدَهُ (یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں) سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں کوئی نیا نبی نہیں پایا جائے گا۔

عیسیٰ ﷺ دنیا کی طرف نزول فرمائیں گے اور قابل کریں گے ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر مقابل کریں گے۔ اور آپ ﷺ کے حدیث میں فرمان ”وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بِغَدَةٍ نَبِيٌّ“ کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور خاتم النبیین کا معنی وہ جس پر نبوت و رسالت ختم ہو گئی۔ چونکہ عیسیٰ ﷺ کی نبوت آپ کی نبوت سے پہلے ہے، اس لئے آپ ﷺ کی نبوت سے نبوت کا اور آپ ﷺ کی شریعت سے شرائع کا دروازہ بند ہو گیا۔ (الْتَّكَمِيلَہ کی عبارت ختم ہوئی)

المؤمن من قصصنا ۷۸

سب سے پہلے اذان کس نے کی؟

آسمانوں میں سب سے پہلے اذان جبرائیل ﷺ نے یا میکائیل ﷺ نے بیت معمور کے نزدیک کی۔ اسلام میں سب سے پہلے اذان کہنے والے بلاں جبشی ہیں۔ سب سے پہلے اذان نماز فجر کے لئے شروع ہوئی۔

زید بن ثابت کی والدہ النوار کہتی ہیں کہ ان کا گھر مسجد کے آس پاس گھروں میں ب سے اوپنچا تھا۔ شروع میں، بلاں اس پر چڑھ کر اذان کہتے تھے یہاں تک کہ رسول ﷺ نے اپنی مسجد بنالی۔ تو آپ مسجد کی چھت پر اذان کہنے لگے، چھت کے اوپر ان کے لئے

پچھے اونچی جگہ بنادی گئی تھی۔

سب سے جس شخص نے اقامت کی وہ عبد اللہ بن زید ہے ہیں۔ بلاں ہے نے فتح کی اذان میں حَنَى عَلَى الصَّلَاةِ اور حَنَى عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد الصَّلُوةُ خَيْرٌ مِنِ النَّوْمِ دوبار کا اضافہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے برقرار کھا۔ (اس کا معنی ہے) جا گنا اس راحت سے زیادہ بہتر ہے جو سونے سے حاصل ہوتی ہے۔ سنن والا اس سوچت کہے صَدَقَتْ وَبِالْخَيْرِ نَطَقَتْ تو نے بچ کہا اور اچھی بات کی۔ اور اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلُوةُ نماز کھڑی ہو گئی کے وقت کہے: أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَمَهَا۔ اللَّهُ أَكْبَرُ قَاتِمْ وَدَاعِمْ رکھے۔

اقامت اسی آدمی کو کہنی چاہئے جو اذان کہے۔ ہاں اس کی اجازت سے کوئی اور بھی کہہ سکتا ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بار سفر میں اپنی سواری پر بیٹھے اذان کہی۔

جمعہ کے روز پہلی اذان کا اضافہ کرنے والے حضرت عثمان ہے ہیں۔ آپ نے یہ اذان اس لئے شروع کی تاکہ بازار والے لوگ آگاہ ہو جائیں اور مسجد میں آجائیں۔ نبی اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر ہے، اور حضرت عمر ہے، کے زمانہ میں ایک ہی اذان جب امام منبر پر بیٹھتا تو ہوا کرتی تھی۔ اذان سے پہلے ذکر، جو تسبیح ہے، جمعہ کے روز اس مقصد کے لئے شروع کی گئی کہ لوگ جلدی مسجد میں آسکیں، یہ ذکر الناصر محمد قلوون کے زمانہ میں سات سو سال بعد شروع ہوا۔

اذان مکمل ہونے پر نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا سلسلہ سلطان المنصور الحاجی ابن الاشرف شعبان بن حسن بن محمد قلوون کے دور میں آٹھویں صدی کے اختتام پر شروع ہوا۔

دونوں اذانیں اکٹھی دینے کے سلسلہ کا آغاز بنو امیہ کے دور میں ہوا۔ جس آدمی نے سب سے پہلے اذان میں ایک باتھا ایک کان پر رکھا وہ ابن الاسم، حجاج بن یوسف کا موذن تھا اس سے پہلے موذن دونوں باتھوں کی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھتے تھے۔

سب سے پہلے مصر کے منارہ پر اذان کے لئے چڑھنے والی شخصیت شرحبیل کی ہے۔ ان کے علاقہ میں مسلمہ نے حضرت معاویہؓ کے حکم سے اذان کے لئے منبر بنائے تھے، جو اس سے پہلے نہ تھے۔

سب سے پہلے موذنین پر جسے امیر مقرر کیا گیا وہ سالم بن عامر تھے۔ عمر و ابن العاص نے انہیں مقرر کیا تھا۔ جب سالم کا انتقال ہوا تو اس کے بھائی شرحبیل کو اس منصب پر مامور کیا گیا۔

سب سے پہلے جس نے موذنین کو تختواہیں دیں وہ حضرت عثمانؓ ہے۔

حَمَ السَّجْدَةَ ۳۳ مِنْ دُعَا إِلَيَّ اللَّهِ

[تبصرہ]: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دور صحابہ کے بعد شروع ہونے والا ہر نیا کام بری بدعت ہے۔ مگر یہ معیار درست نہیں ہے۔ درست بات یہ ہے کہ جس کام کی دین اسلام میں کوئی اصل یا بنیاد نہ ہو وہ بری بدعت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَحَدَثَ فِي الْأَرْضِ مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ دُرُّهُ (مشکوٰۃ) جس کسی نے ہمارے اس امر لیعنی دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ لہذا اذان کے حوالے سے یہ بحث پڑھنے کے بعد اس وہم میں بتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ جو بات بعد میں شروع ہوئی وہ ناجائز ہے۔ ریاضاً

ہر سو موارد اور ہر جمعرات کو اعمال حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں
روایت ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کے بعد جو کچھ امت کے ساتھ اچھا یا برآ پہنچنے والا
تحاوہ دکھایا گیا۔ اس کے بعد اپنے وصال تک آپ ﷺ کو کبھی ہستے مسکراتے نہیں دیکھا گیا۔
ایک حدیث میں ہے میرا اس دنیا میں رہنا تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا اس دنیا
سے چلنے جانا بھی بہتر۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کی زندگی ہمارے لئے بہتر ہے، یہ تو ظاہر
ہے۔ مگر آپ کا وصال ہمارے لئے کس طرح بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اعمال
ہر سو موارد اور ہر جمعرات کو میرے پاس پیش کئے جاتے ہیں۔ اچھے اعمال پر میں اللہ کی حمد بیان
کرتا ہوں اور تمہارے برے اعمال پر اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ اس لئے سو موارد اور
جمعرات کو روزہ مستحب قرار دیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ ہر سو موارد اور ہر جمعرات کو جنت کے دروازے
کھول دیئے جاتے ہیں اس لئے کہ سو موارد بھی کریم ﷺ کی ولادت کا دن ہے اور جمعرات
اللہ کی بارگاہ میں اعمال کے پیش ہونے کا۔

الزخرف ۴۲ او ترینک الذی وعدناہم

حضرت موسیٰؑ کی خواہش، امت محمدیہ کا ایک فرد ہونا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰؑ نے عرض کی: یا اللہ! کیا
امتوں میں کوئی امت اس امت سے تیرے نزدیک زیادہ عزت والی ہے جس پر تو نے بادولوں
کا سایہ کیا اور من و سلوی نازل فرمایا؟ اللہ ﷺ نے فرمایا: اے موسیٰ! بے شک امت محمدیہ کی
فضیلت تمام امتوں پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تمام مخلوق پر۔ حضرت موسیٰؑ
نے عرض کی۔ اے اللہ! مجھے امت محمدیہ میں سے بنادے۔ اللہ پاک نے فرمایا:

اے موئی تم اسے نبیں پاسکتے۔ لیکن کیا تم ان کا کلام سننا چاہو گے؟ عرض کیا ہاں اے میرے رب۔ اللہ نے فرمایا: اے امت محمد! تو انہوں نے کہا: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدِكَ۔ اللہ پاک نے اس جواب کو حج کے شعائر میں سے بنادیا۔

الز حرف ۴۴ و انه لذکر لك

حضرت عیسیٰ ﷺ امامت فرمائیں گے یا امام مہدی؟

شرح العقائد میں ہے: صحیح یہ ہے کہ عیسیٰ ﷺ امامت فرمائیں گے۔ اور مہدی ان کی اقتداء کریں گے۔ کیونکہ وہ افضل ہیں۔ اور ان کی امامت مہدی سے اولی ہے۔ کیونکہ عیسیٰ ﷺ نبی ہیں اور امام مہدی ولی۔ اور ولی نبی کے درجہ کو نبیں پاسکتا۔

فقیر (صاحب روح البیان) کہتا ہے۔ اس میں اعتراض ہے۔ کیونکہ عیسیٰ ﷺ نبوت کے ساتھ نازل نبیں ہوں گے۔ ان کا زمانہ نبوت گزر چکا۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ رسول ﷺ کے بعد کوئی نبی نبیں ہے۔ نہ کوئی صاحب شریعت جیسے وہ انبیاء جنہیں کتاب میں دے کر بھیجا گیا اور نہ کوئی متابع نبی جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔ آپ ہماری شریعت پر نازل ہوں گے اور اس طرح کہ وہ اس امت کے ایک فرد ہوں گے۔ غیرت الہیہ کا تقاضا یہ ہے کہ امام مہدی امام ہوں گے اور عیسیٰ ﷺ مقتدی۔ کیونکہ ان کی اقتداء دراصل نبی ﷺ کی اقتداء ہے۔

صحیح روایات میں ہے کہ عیسیٰ ﷺ نے دیگر انبیاء کے ساتھ ہمارے نبی ﷺ کی شب مراج مسجد قصی میں اقتداء کی تھی۔ پس واجب ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے خلیفہ کی

بھی اقتداء کریں کیونکہ وہ آپ کی ہر لحاظ سے جامع اور مکمل صورت کے مظہر ہیں۔

الزخرف ٦٠ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ

نوت: حضرت علامہ فیض احمد صاحب اویسی روح البیان کے ترجمہ میں فرماتے

ہیں کہ یہ دلیل اتنی وزنی نہیں ہے کہ اس کی بنابر عیسیٰ الطیب اللہ کو مقتدی ثابت کیا جاسکے۔

(فیوض الرحمن ترجمہ تفسیر روح البیان)

مومن جن جنت میں جائیں گے یا نہیں۔

امام نسفي نے ”تیسیر“ میں فرمایا: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے جنوں کے ثواب اور جنت میں جانے کے بارے میں توقف کیا ہے۔ اور فرمایا: کہ بندے کا اللہ پر کوئی حق نہیں ہے۔ جو ملتا ہے وہ اللہ کے وعدے کی بنابر ملتا ہے۔ اور جنوں کے بارے میں سوائے مغفرت اور عذاب الیم سے نجات کے اور کوئی وعدہ نہیں ہے۔

﴿.....يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجْرِيْكُمْ مِنْ عَذَابِ الْيَمِ﴾ (الاحقاف ٤٦: ٣١)

ترجمہ: (اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاو) کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخشن دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔

یہ بات تو قطعی ہے۔ مگر جنت کی نعمتیں دلیل پر موقوف ہیں۔

سعدی مفتی نے کہا: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ اس بارے میں کہ ان کے لئے کوئی ثواب نہیں، توقف کرتے ہیں، یقین سے نہیں کہتے۔ جیسا کہ قاضی بیضاوی نے گمان کیا ہے۔ یعنی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے جو کچھ مروی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اس بارے میں توقف کیا کہ جنوں کو جو ثواب ملے گا اس کی کیفیت کیا ہو گی، آپ نے یہ نہیں کہا کہ

انہیں سرے سے ثواب ملے گا نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جنوں میں مسلمان بھی ہیں، یہودی بھی، عیسائی بھی، مجوہ بھی اور بت پرست بھی۔ پس ان میں جو مسلمان ہیں انہیں لا محال ثواب ملے گا۔ اگرچہ ہم اس کی کیفیت کونہ جان سکیں۔ یہ اس طرح ہے جیسے فرشتوں کو جنت جزا کے طور پر نہیں ملے گی بلکہ صحیح قول کے مطابق انہیں ان کے مناسب حال نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا۔

رَبُّ الْلَّهِ الْعَظِيمِ کا دیدار، تو ایک روایت کے مطابق، جیسا کہ انسان العيون میں ہے، وہ ملائکہ اور جنات کو حاصل نہیں ہوگا۔ مگر ظاہر بات یہ ہے کہ ان کا اللہ الْعَظِيمِ کو دیکھنا اور طرح کا ہے اور انسانوں کا دیکھنا اور طرح کا۔ جس نے دیدار کی نفی کی اس نے اس معنی میں کی (کہ فرشتوں کا اللہ کو دیکھنا اور طرح کا ہوگا، انسانوں کے دیکھنے کی طرح کا نہیں)۔ وگرنہ فرشتے اہل حضور و شہود ہیں، یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ نہ دیکھیں۔ اسی طرح مومن جن بھی دیکھیں گے اگرچہ ان کی معرفت، کامل بشر مومنین، سے فروخت ہے، جیسا کہ بعض علماء نے تصریح کی ہے۔

بڑا زیہ میں ہے: تقاضیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ امام الاعظم رَحْمَةُ اللَّهِ نے جنوں کے ثواب میں توقف کیا۔ کیونکہ قرآن پاک میں ان کے بارے میں آیا ہے: يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ۔ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ مغفرت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ثواب بھی عطا کیا جائے معتزلہ نے کہا اللہ الْعَظِيمِ نے ان میں جو ظالم ہیں انہیں عذاب کی دھمکی دی ہے، اس لئے ان کے جو نیک ہیں وہ ثواب کے حقدار قرار پاتے ہیں۔

اللَّهُ نے فرمایا:

(وَأَمَا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا) (الجن ۱۵:۷۲)

ترجمہ: ربے ظالم تزوہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

ہم کہتے ہیں ثواب اللہ کی طرف سے ایک فضل ہے۔ حق نہیں، اگر یہ کہا جائے کہ

﴿فِيَأْيَ الَّاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبُنَ﴾ (الرحمن ۵۵: ۱۳)

ترجمہ: تم اللہ کی کون کون سی نعمت کو جھلاؤ گے؟

کہہ کر اپنی نعمتیں گن کر (جن میں جنت بھی ہے) دونوں، جنوں اور انسانوں کو خطاب فرمایا۔ اس لئے جو تم نے کہا اس کا رد ہو گیا۔

ہم کہتے ہیں اس سے مراد کھانے، پینے اور لذات کے بارے میں توقف ہے۔ ان کا جنت میں داخل ہونا جس طرح فرشتے جنت میں سلام، زیارت اور خدمت کے لئے داخل ہوں گے اس طرح کا داخل ہونا ہے۔

صحیح بات یہ ہے جیسا کہ ”بَخْرُ الْعُلُوم“ میں ہے، اور زیادہ ظاہر جیسا کہ ”إِرْشَاد“ میں ہے کہ جن بھی ثواب و عقاب میں بنی آدم کی طرح ہیں کیونکہ وہ انہیں کی طرح مکلف ہیں۔ اس پر اللہ ﷺ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے۔

﴿وَلِكُلِّ دَرَجَتٍ مِمَّا عَمِلُوا ط﴾ (الانعام ۶: ۱۳۳)

ترجمہ: ہر ایک کے لئے درجات ہیں اس سے جوانہوں نے عمل کئے۔

(مغفرت ذنب و جہنم سے پناہ پر) اتقمار اس لئے کہ انہیں ذرا نامقصود ہے اور

اس میں انکے گناہوں کا تذکرہ ہے۔

حزہ بن حبیب علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ مومن جنات کے لئے ثواب ہے یا

نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہے۔ آپ نے آیت

﴿..... لَمْ يَطْمِثُهُنَّ إِنْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنُ﴾ (الرحمن ۵۵: ۵۶)

ترجمہ: ان سے پہلے ان حوروں کو نہ کسی جن نے ہاتھ لگایا تھا انسان نے تلاوت فرمائی اور کہا کہ انسان عورتیں انسانوں کے لئے اور جن عورتیں جنوں کے لئے۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جن بھی انہیں چھوئیں گے۔ کیونکہ حوروں کو چھوٹا توجہت میں ہو گا۔

”آکامُ الْمَرْجَانِ فِي أَحْكَامِ الْجَانِ“ میں ہے کہ علماء نے مومن جنوں کے بارے میں اختلاف کیا۔ اس بارے میں ان کے کئی اقوال ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ جمہور کا قول ہے۔

پھر یہ کہنے والوں میں اختلاف ہے کہ جب وہ جنت میں جائیں گے تو کیا وہاں وہ کھائیں پیں گے؟ ضحاک کہتے ہیں کہ وہ کھائیں پیں گے۔

مجاہد سے پوچھا گیا کہ کیا مومن جن جنت میں جائیں گے؟ فرمایا: ہاں جائیں گے مگر وہاں کھائیں پیں گے نہیں۔ بلکہ انہیں تبع و تقدیر یہیں الہام کی جائے گی اور وہ اس میں ایسی لذت پائیں گے جو اہل جنت کو کھانے پینے میں ملے گی۔

hardt مجاہدی کہتے ہیں کہ جنت میں جانے والے جن، قیامت کے روز اس طرح ہوں گے کہ ہم انہیں دیکھ سکیں گے مگر وہ ہمیں نہیں دیکھ پائیں گے۔ معاملہ دنیا کے برعکس ہو گا۔

دوسراؤں یہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ جنت کے ایک جانب ہوں گے۔ انسان انہیں دیکھ سکیں گے مگر وہ انہیں نہیں دیکھ پائیں گے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ وہ اعراف پہ ہوں گے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مومن جنوں کے لئے ثواب ہے اور ان پر عقاب بھی ہے۔ وہ امت محمد ﷺ کے ساتھ اہل

جنت میں سے نہیں ہیں۔ وہ اعراف پر ہوں گے جو جنت کی دیوار ہے اس میں نہریں چلتی ہیں۔ درخت اور پھل اگتے ہیں۔ (ذَكْرَةَ صَاحِبِ الْفِرْدَوْسِ الْكَبِيرِ) اس حدیث کے بارے حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ نے جنوں کو تین قسمیں پیدا فرمایا ہے۔ ایک قسم سانپوں بچھوؤں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں، ایک قسم ہوا کی مانند اور ایک قسم ایسی جس پر ثواب و عقاب ہے۔ اور اللہ نے انسانوں کو بھی تین قسموں میں پیدا کیا۔ ایک قسم جانوروں کی طرح۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامُ ﴾ (الاعراف ۱۷۹:۷)

ترجمہ: وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھنہیں وہ چوپائیوں کی طرح ہیں

دوسری قسم ان کی جن کے جسم بنی آدم کی طرح اور ان کی روحیں شیاطین کی روحوں کی طرح ہیں۔ اور ایک قسم اللہ کے سائے تلے ہوگی اس دن جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (رواهہ ابوذر زادہ)

چوتھا قول یہ ہے کہ توقف کیا جائے۔

پہلے قول (مومن جن جنت میں جائیں گے اور نعمتوں سے استفادہ کریں گے) کئی دلائل ہیں۔

۴. عمومات: اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ أَرْلَفْتِ الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴾ (الشعراء ۹۰:۲۶)

ترجمہ: متقین کے لئے جنت قریب کر دی جائے گی۔

نبی ﷺ کا فرمان کہ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ: جس کسی نے پچھے دل کے ساتھ کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں جائے گا۔

تو جس طرح وہ (جن) عمومات و عید میں بالاجماع شامل ہیں اسی طرح وہ عمومات وعد میں بھی بطریق اولیٰ شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے ظاہر دلیل اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلَمْنَ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ . فَبِأَيِّ الْأَرْبَكُمَا تُكَذِّبِنَ﴾ الرَّحْمَن ۴۷:۵۵ - ۶۶

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاوے گے؟

آخر سورت تک۔ خطاب جنوں اور انسانوں دونوں کے لئے ہے۔ اللہ پاک نے ان پر جنت کی جزا احسان جتایا اس کی صفات ان کے لئے بیان فرمائیں اور اس کا شوق دلایا۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جس چیز کے ساتھ ان پر احسان جتایا گیا ایمان لانے کی صورت میں وہ انہیں ملنے والی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: جب میں نے ان پر سورہ الجن کی تلاوت کی تو ان کا جواب تمہاری نسبت زیادہ اچھا تھا۔ جب میں کوئی آیت تلاوت کرتا تو وہ کہتے اے ہمارے رب تیری نعمتوں میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی ہم تکذیب کرتے ہیں۔

دوسری دلیل جس سے ابن حزم نے دلیل پکڑی وہ یہ کہ اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصِّلَاخَتِ ۖ أُولَئِكَ هُمُ خَيْرُ الْبَرِّيَةِ ۖ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتُ عَدْنَ ۖ ۷-۸:۹۸﴾ (البینہ)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہی سب سے بہتر مخلوق ہیں۔
ان کی جزا اُن کے رب کے پاس بننے کے باعث ہیں۔۔۔۔۔

ابن حزم نے کہا کہ یہ صفت جن و انس دونوں کے لئے عام ہے۔ یہ جائز نہیں ہے
کہ کسی ایک نوع کو اس کے ساتھ خاص کیا جائے۔ اور یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک عام
خبر دے اور اس کی مراد اس سے بعض کی ہو اور وہ اسے ہمارے لئے بیان بھی نہ کرے۔ یہ اس
بیان کی ضد ہے جس کی صفات اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ اللہ
تعالیٰ نے اس بات پر نص فرمائی کہ وہ ان مؤمنین میں سے ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے۔
تیری دلیل (حوروں کو) چھونے والی بات جو اس سے پہلے مذکور ہو چکی۔

چونچی دلیل یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مخلوق چار قسم کی ہے۔ ایک وہ جو سب کے
سب جنت میں جائیں گے، دوسرا وہ جو سب کے سب دوزخ میں جائیں گے، اور دو
مخلوقیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کچھ جنت میں جائیں گے اور کچھ دوزخ میں۔
سارے جنت میں جانے والے، ملائکہ ہیں۔ جو سارے دوزخ میں جائیں گے وہ
شیاطین ہیں۔ وہ جو کچھ جنت میں اور کچھ دوزخ میں جائیں گے وہ جن اور انسان ہیں۔ ان
کے لئے ثواب بھی ہے اور عقاب بھی۔

پانچویں دلیل یہ کہ عقل اگر چہ اس کو واجب قرار نہیں دیتی مگر اس کی تائید ضرور کرتی
ہے۔ یہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جو کوئی کفر کرے اور نافرمانی کرے اسے آگ
کی وعید سنائی۔ تو ان میں سے جو فرمانبرداری کرے وہ جنت میں کیوں داخل نہ ہوگا، جبکہ اللہ
تعالیٰ عدل کرنے والا حاکم ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ میں سے اگر کوئی کہے کہ
میں ہاں اسے دوزخ کی وعید سنائی اس کے باوجود وہ جنت میں نہیں ہوں گے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اس سے مراد ابلیس ہے اس نے اپنی عبادت کی طرف بلا یا اس پر یہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی۔ آیت یہ ہے:

﴿وَمَنْ يَقُلُّ مِنْهُمْ إِنَّمَا مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيْهُ جَهَنَّمَ ط.....﴾ (الأنبياء: ٢٩: ٢١)

ترجمہ: اور جو کوئی ان میں سے کہے کہ میں اللہ کے سوا الله ہوں تو اسے ہم جہنم سزا کے طور پر دیں گے۔

پھر یہ بھی کہ اگر ہم مان لیں کہ اس میں عموم کا ارادہ ہے (یعنی فرشتے بھی مراد ہیں) تو یہ ایسی چیز ہے جو ملائکہ سے وقوع پذیر نہیں ہوتی۔ یہ شرط ہے اور ضروری نہیں شرط واقع بھی ہو۔ یہ ایسے ہے جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبِطَنَ عَمَلُكَ﴾ (الزمر: ٣٩)

ترجمہ: اگر تو نے شرک کیا تو ہم تیرے اعمال کو بر باد کر دیں گے۔

(یہ نبی ﷺ سے فرمایا گیا) جنت میں کافر بھی پائے جاتے ہیں وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

دوسرے قول (جن جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ جنت کے ایک کونے میں رہیں گے) والوں نے یہ دلیل پیش کی کہ اللہ نے فرمایا: (يَغْفِرُ لَكُمْ) تمہیں بخش دے گا۔ دخول جنت کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے بارے میں سکوت یا ان کے جنت میں داخلے سے عدم علم سے دخول جنت کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ پھر یہ بھی کہ اللہ نے خبر دی کہ وہ اپنی قوم کی طرف لوئے ڈرنا تے ہوئے۔ تو یہ مقام ڈرنا نے کا مقام ہے بشارت کا مقام نہیں

ہے۔ پھر یہ بھی کہ یہ عبارت نفی دخول جنت کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ پہلے رسول اپنی قوموں کو عذاب سے ڈراتے رہے اور جنت میں داخلے کا ذکر کرتے تھے کیونکہ عذاب سے ڈرانا اثر کے لحاظ سے جنت کے وعدے کی نسبت زیادہ تاثیر رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ ﷺ نے نور ﷺ کے بارے میں بتایا:

﴿إِنَّ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ الْيَمِ﴾ (ہود: ۱۱) (الانعام: ۶)

ترجمہ: میں تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں۔

حضرت ہود ﷺ نے فرمایا:

﴿فُلُّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمِ عَظِيمٍ﴾ (الانعام: ۶) (ہود: ۱۱)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ذر ہے

شیعیب ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ مُحِيطٍ﴾ (ہود: ۱۱) (الانعام: ۶)

ترجمہ: اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ذر ہے۔

اسی طرح دوسرے انبیاء بھی۔ یہ دخول جنت کو ستزم ہے کیونکہ جس کے گناہ بخش دیئے گئے اور عذاب سے نجات دی گئی اور وہ شرائع کا مکلف بھی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

تیسرا اور چوتھے قول کی دلیل پہلے گزر چکی اور علم اس اللہ ﷺ کے پاس ہے جو باادشاہ ہے بلند ہے اور اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔

الاحقاف ۳۱ احیوا داعی الله

نبی اکرم ﷺ کے باطن کو سجدہ۔

کسی مخلوق کو سجدہ جائز نہیں ہے ہاں نبی ﷺ کے باطن کو سجدہ جائز ہے کیونکہ وہ حق

ہے۔

سورۃ محمد ۱۹ مقلوبکم و مثواکم

جلد نهم

حااظروناظرنبی ﷺ

(تعارف: متكلمين کے نزدیک آپ ﷺ کا علم تدریجی تھا۔ جوں جوں قرآن پاک کا نزول ہوتا گیا آپ ﷺ کا علم مکمل ہوتا گیا۔ قرآن پاک کا نزول مکمل ہوا اور آپ ﷺ کا علم تکمیل کو پہنچا۔ اس وقت ما کان و ما یکون (جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) کی کوئی شے ایسی نہ تھی جو آپ ﷺ کے علم سے باہر ہو۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس عقیدہ کی ترجیحی فرمائی ہے۔

صوفیاء کرام کے نزدیک رسول ﷺ کو ما کان و ما یکون کا علم اس وقت عطا فرمایا گیا جب آپ کی روح مبارکہ کی تخلیق ہوئی۔ آپ کی روح پاک سب سے پہلی مخلوق ہے۔ باقی ہر شے بعد میں معرض وجود میں آئی۔ جو کچھ بتا رہا آپ ﷺ کی روح پاک اس کا مشاہدہ فرماتی رہی۔ زیر نظر عبارت میں اسی عقیدہ کی ترجیحی ہے۔ (دیاضر)

رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کا معنی یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں ان کی سنت کی اتباع کی جائے اور یہ جانا جائے کہ آپ زبدۃ الموجودات (تمام موجودات کا بہترین حصہ) اور خلاصہ ہیں وہی محبوب از لی ہیں ان کے ماسا سب ان کے تابع ہیں۔ اسی لئے اللہ نے آنہیں اپنی وحدانیت اور ربوبیت کا شاہد بنایا کر بھیجا اور ان تمام چیزوں پر شاہد جو پر دہ عدم سے وجود میں آئیں۔ وہ ارواح ہوں، نفسوں ہوں، اجرام ہوں، ارکان ہوں، اجسام ہوں، اجساد ہوں، معاون ہوں، نبات ہوں، حیوان ہوں، فرشتے ہوں یا جن ہوں، شیطان ہوں انسان ہوں یا کوئی اور تا کہ کوئی بھی ایسی چیز رہ نہ جائے جس کا اس کے افعال کے اسرار، اس کی

صنعت کے عجائب اور اس کی قدرت کے غرائب کو جاننا اس طرح کہ اس میں اور کوئی بھی شریک نہ ہو، ممکن ہو۔

اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: عَلِمْتُ مَا كَانَ وَ سَيَكُونُ۔

کیونکہ آپ ﷺ نے ہر ایک شے کا مشاہدہ کیا، اور ایک لمحہ بھی آپ ﷺ سے پوشیدہ نہ ہوا۔ آپ نے آدم ﷺ کی تخلیق کا مشاہدہ کیا اسی لئے فرمایا:

كُنْثُ نَبِيًّا وَ آدُمْ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّينِ ۔

معنی یہ ہے کہ میں مخلوق ہو چکا تھا اس بات کو جانتا تھا کہ میں نبی ہوں میرے لئے نبوت کا فیصلہ ہو چکا تھا اور آدم بھی جسم و روح کے درمیان تھے۔

ان میں ہر ایک کی تخلیق کا آپ ﷺ نے مشاہدہ کیا۔ جس طرح انہیں اکرام سے نواز گیا اور پھر نفرزش کے باعث جنت سے نکلا گیا۔ آپ کی توبہ کا قبول ہونا اور جو کچھ اس کے بعد ہوا، ابلیس کی تخلیق، اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوا، آدم کو سجدہ نہ کرنا، اسے لمبے عرصے تک عبادت میں مصروف رہنے اور اس کی علمی وسعت کے باوجود ایک حکم کی مخالفت کی بنا پر دھنکار دیا جانا۔ پس آپ ﷺ کو تمام انبیاء و رسول اور ان کی امتوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کا علم و فہم حاصل ہوا۔ پھر اللہ نے ان کی روح کو ان کے قالب میں ڈالا تاکہ آپ کے لئے نور میں اور اضافہ ہو۔ پس ہر شے کا وجود آپ کے وجود سے ہے اور تمام انبیاء اور اولیاء کے علوم آپ کے علوم سے حتیٰ کہ صحف آدم و ابراہیم و موسیٰ اور دیگر آسمانی کتابیں بھی۔

الفتح ۹ و تو فروہ

نبی اکرم ﷺ کا ظاہر مخلوق اور باطن حق ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ ﷺ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنے کمالات کا مظہر اور اپنی تجلیات کا

آئینہ بنایا ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اور جب آپ ﷺ اپنی ذات و صفات و افعال سے فنا ہو گئے تو اللہ ﷺ کی ذات و صفات و افعال میں اس کے نائب ہو گئے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے:

نائب دست او دست خدا۔ آپ کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ کا نائب ہے۔

اسی مقام میں حلاج نے کہا: آنالحق.

با یزید بسطامی نے کہا: سُبْحَانِيْ مَا أَعْظَمُ شَانِيْ.

اور ابو سعد الخراز نے کہا: لَيْسَ فِي الْجُبَّةِ غَيْرُ اللَّهِ.

واسطی نے کہا کہ اس آیت میں اللہ ﷺ نے خبر دی کہ اس کے نبی ﷺ میں بشریت عاریت اور اضافی شے ہے اس کی حقیقت نہیں ہے۔ یعنی اس کا ظاہر و مخلوق ہے لیکن باطن حق ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ کے باطن کو سجدہ جائز ہے ظاہر کو نہیں۔ کیونکہ آپ کا ظاہر عالم تقسیم سے ہے اور باطن عالم اطلاق سے۔ جب نماز مردوں پر جائز ہے تو زندوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ اسے خوب جان لو کہ مردوں پر نماز اس لئے جائز ہے کہ وہ حقیقت محمد یہ کے ایک حصے پر مشتمل ہیں جو جامعہ کلییہ ہے۔

الفتح ۱۰ یہ اللہ فوق ایدیہم

مشکوک مال کو جائز بنانے کا حلیہ۔

امام غزالی کی منہاج العابدین میں ہے کہ جب کسی انسان کا ظاہری حال یہ ہو کہ وہ اچھا انسان ہے اور اگر کوئی خرابی ہے بھی تو لوگوں کی نظر وہ سے پوشیدہ ہے تو تجوہ پر اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس کی نماز کو مقبول سمجھوا اور اس کا صدقہ قبول کرو۔ اور یہ کہہ کر کہ زمانہ فساد کا شکار ہو چکا، اس سے بحث کرنا تمہارے لئے ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اس مسلمان

سے بدظنی ہے جبکہ مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن ایسی شے ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ انتہی ایک حدیث میں آتا ہے: جس آدمی کو بغیر سوال کئے رزق ملے اور وہ اسے قبول نہ کرے تو وہ اسے اللہ پر لوٹا تا ہے۔ حسن فرماتے ہیں کہ امراء کے دینے ہوئے عطیات صرف وہی لوگ لوٹاتے ہیں جو ریا کا رہوتے ہیں یا حمق۔

بعض پرانے بزرگ اس طرح کرتے کہ اپنی حاجات کے لئے قرض لے لیتے۔ پھر عطیات قبول کر لیتے اور انہیں قرض کی ادائیگی میں دے دیتے۔ اس میں حیله یہ ہے کہ مطلق مال سے کوئی چیز لے لی جائے اور پھر جس مال میں سے چاہے اس کی ادائیگی کر دے۔ امام عظیم رَحْمَةُ اللَّهِ سے روایت ہے کہ وہ آدمی جو کسی سلطان کے طعام یا ظلمت سے ابتلاء میں ڈالا جائے اسے چاہئے کہ وہ تحری کرے اگر اس کے دل میں اس کا حلال ہونا آئے تو قبول کر لے ورنہ نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: اسْتَفْتِ قَلْبَكَ۔ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر۔

الحجرات ۱۲ احتتبوا كثيرا من الفتن

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی۔

کہتے ہیں کہ (قیامت کے روز) مخلوق کے زمین سے باہر آنے سے پہلے جبرائیل و میکائیل عَلَيْهِمَا السَّلَام مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لئے براق، وحلہ و تاج لے کر زمین پر آئیں گے۔ اس دن کے ہول کی وجہ سے یہ نہ جان سکیں گے کہ سید دو عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا روضہ کہاں ہے۔ زمین سے پوچھیں گے۔ زمین کہے گی اس ہول کی وجہ سے مجھ پر قیامت طاری ہے، نہیں جانتی کہ میرے اندر کیا ہے۔

اس جگہ سے جہاں سید دو عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خوابگاہ ہے ایک نور باہر آئے گا۔ جبریل

اس جگد لپک کر جائیں گے، سید عالم ﷺ قبر سے باہر تشریف لا جائیں گے۔

جیسا کہ حدیث میں بھی ہے۔ آنَا أَوْلُ مَنْ تَنْشَقَ عَنْهُ الْأَرْضُ۔

ترجمہ: میں ہوں جس کے لئے سب سے پہلے زمین شق ہو گی۔

سب سے پہلی بات جو آپ فرمائیں گے وہ یہ ہو گی کہ اے جبریل! میری امت کا حال کیا ہے؟ تیرے پاس کیا خبر ہے؟ وہ کہیں گے اے سید! سب سے پہلے آپ اٹھے وہ تو ابھی مشی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے سید! یہ حلقہ پہن لیجئے، تاج سر پر رکھ لیجئے، اور براق پر تشریف رکھیئے اور مقام شفاعت پر تشریف لے جائیے تاکہ امت بھی وہاں پہنچے۔ مصطفیٰ ﷺ اس جگہ تشریف لے جائیں گے اور اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گے۔ اللہ ﷺ کی حمد و تاشکریں گے۔ اللہ ﷺ کی طرف سے ارشاد ہو گا: اے سید! آج کا دن خدمت کا دن نہیں ہے بلکہ عطا و نعمت کا دن ہے۔ سجدے میں گرنے کا دن نہیں، کرم وجود کا دن ہے۔ سراخا یئے اور شفاعت کیجئے، جو آپ چاہیں گے وہی کروں گا۔ کیونکہ ہم نے کہہ رکھا ہے کہ تمہیں وہ سب عطا کیا جائے گا جو تم چاہو گے۔

﴿وَلَسُوفٌ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضِي﴾ (الضحى ٩٣: ٥)

ترجمہ: عنقریب تیرارب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

ق ٤٢ ذالک یوم الخروج

نبی ﷺ کا وجود پاک۔

﴿وَالنَّجْمٌ إِذَا هَوَى﴾ (النجم ٥٣: ١)

ترجمہ: اس پیارے چکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

کا جواب ہے۔

﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى﴾ (النَّحْمٌ ٥٣: ٢)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بیکنے نہ بے راہ چلے۔

اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ نبی ﷺ کا وجود جب اول نور وحدانی بسیط علوی اطیف شعثانی ہے اس کے ساتھ حق تعالیٰ نے تجلی فرمائی اور قدیم از لی قدرت کسی واسطے کے بغیر اس سے متعلق ہوئی جیسا کہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں خبر دی۔

أَنَّا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي - میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔

اس میں امکانی واسطوں جو اس گمراہی کا موجب بنتے ہیں جس کا نتیجہ غنی ہے کی خلمت نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنی اصلی بسیط شعثانی نوریت پر ہیں، جو ہدایت و تقویٰ کی مقتضی ہے، ہدایت کی طرف بلانے والی ہے۔ اپنی اصلی حالت میں باقی رہنے والی ہے۔ تمہاری طبعی مصاجبت نے اس میں اثر نہیں کیا ہے تھی تمہاری عصری صورت کی مخالفت کا کوئی اثر ہے۔ نہ تو وہ طبیعت کی وجہ سے گمراہ ہوئے نہ بشریت کی بنابر راہ سے ہے۔ پس بے شک آپ ﷺ کے ساتھ قائم اور طبع سے خارج تھے۔ جیسا کہ خود اپنے شریف قدی نفس کے بارے میں یہ کہہ کر خبر دی:

لَسْتُ كَأَحَدًا كُمْ أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّي يُطْعَمُنِي وَ يَسْقِينِي -

ترجمہ: میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں اللہ ﷺ کے ہاں رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

یہ بات اس بات پر دلیل ہے کہ آپ قائم بحق ہیں اور طبیعت اور اس کے احکام سے خارج ہیں۔

اولیاء اللہ کا بیک وقت مختلف مقامات پر ہوتا۔

یہ بات ممکنات میں سے ہے کہ اللہ کسی فرشتے کی روح میں اتنی طاقت پیدا فرمادے جس سے وہ اپنے معہود جسم کے علاوہ کسی اور جسم میں بھی تصرف کر لے جیسا کہ ابدال کی شان ہے۔ کیونکہ وہ ایک جگہ کی طرف رحلت کرتے ہیں اور اپنی جگہ بھی اصلی وجود کی جگہ ایک اور وجود کے ساتھ قیام کرتے ہیں۔

ابن السکبی نے طبقات میں ذکر کیا کہ اولیاء اللہ کی کرامات کی کئی فتمیں ہیں۔ اور ان میں ایک یہ بھی گنوائی کہ ان کے کئی جسم ہو سکتے ہیں۔ اور کہا: یہ وہ چیز ہے جسے صوفیاء عالم مثال کہتے ہیں۔ اسی قبیل سے قضیب البان کا قصہ اور دیگر واقعات ہیں۔ جیسے شیخ عبدالقدیر طھطوطی کا واقعہ ہے۔ جلال الدین سیوطی نے ذکر کیا کہ ان کے پاس ایک سوال پیش کیا گیا کہ ایک آدمی نے کہا: شیخ عبدالقدیر طھطوطی فلاں رات کو اس کے پاس تھے۔ اگر یہ بات غلط ہو تو اس کی بیوی کو طلاق۔ ایک اور آدمی نے بھی اسی رات شیخ کے اپنے پاس ہونے پر قسم کھائی کہ اگر اس کی بات غلط ہو تو اس کی بیوی کو طلاق۔ کیا ان میں سے کسی کی بیوی پر طلاق واقع ہو گی؟

میں نے اپنا قاصد شیخ عبدالقدیر طھطوطی کی خدمت میں بھیجا اور اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: اگر چالیس آدمی بھی یہ کہیں کہ میں ایک ہی وقت میں ان کے پاس تھا تو انہوں نے بچ کہا۔ اس پر میں نے فتویٰ دیا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی حادث نہیں ہوا۔ کیونکہ تخیل و تفکل کی بنا پر کئی صورتوں کا ہونا ممکن ہے جیسا کہ جنات کے لئے ہوتا ہے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں: مجھے ایک ایسے آدمی نے بتایا جو شیخ محمد الحضری کی صحبت میں رہا کہ شیخ نے پچاس شہروں میں ایک ہی دن جمعہ کا خطبہ دیا اور ان کی امامت بھی

فرمائی۔ شیخ ابو علی جو مصر میں مدفون ہیں ان کے بارے میں ان کے اصحاب نے مجھے بتایا کہ کئی شکلوں میں ظاہر ہونا آپ کارات دن کا مشغله تھا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات درندوں اور جانوروں کی صورت میں بھی۔ ایک دفعہ ان کے دشمن ان کے پاس انہیں قتل کرنے کے لئے آئے، انہیں پالیا، تکواروں کے ساتھ رات کو انہیں قتل کر دیا اور دور لے جا کر منی کے ایک ڈھیر پر انہیں گرا دیا۔ صبح ہوئی تو انہیں کھڑے نماز پڑھتے پایا۔

جو اہر شعر انی میں ہے کہ مختلف شکلیں بد لئے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ رحیم روح کو طاقت دے دیتا ہے وہ کُن کی خلعت سے جتنے چاہے اجسام کی تدبیر کر لیتی ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے اس دنیا میں یہ خرق عادت کے طور پر ہوتا ہے۔ آخرت میں اہل جنت کی نشأۃ انہیں یہ طاقت دے دے گی۔ پھر جس طرح ایک روح سارے جسم کے اعضاء کی تدبیر کرتی ہے اور وہ سنتے، دیکھتے، پکڑتے اور چلتے ہیں، اسی طرح ایک روح کئی اجسام کی تدبیر کر سکے گی۔

فتوات مکیہ میں ہے کہ کشف صحیح کے ساتھ جو معلوم ہوا ہے وہ یہ کہ اہل جنت کے اجسام ان کی ارواح میں پیٹ دیئے جائیں گے، پھر دنیا کی حالت کے برعکس، رو میں اجسام کے لئے ظرف بن جائیں گی۔ آخرت میں ظہور اور حکم جسم کے لئے ہو گا روح کے لئے نہیں۔ اسی لئے وہ جس صورت میں چاہیں گے ظاہر ہو سکیں گے۔ جیسا کہ آج فرشتوں اور عالم ارواح کے لئے ہے۔

النجم ۶ ذو مرہ فاستوی

رب تعالیٰ کو دیکھا۔

جان لو کہ اگر (شبِ معراج) جسے دیکھا وہ جبراً نیل تھے تو دیکھنا آنکھ سے دیکھنا

تحا، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات تھی، جیسا کہ بعض کا قول ہے تو علماء اس سلسلہ میں اختلاف رکھتے ہیں کہ اسراء کی رات آپ ﷺ نے رب تعالیٰ کو دل سے دیکھایا سر کی آنکھوں سے۔ بعض نے کہا: آپ ﷺ کی بصارت کو دل میں رکھا گیا اور آپ ﷺ نے دل کے ساتھ دیکھا، ایسی صورت میں معنی یہ ہو گا کہ

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤُادُ مَا رَأَى﴾ (الح� ۱۱:۵۳)

ترجمہ: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

یعنی دل نے یہ نہیں کہا کہ جو تم نے دیکھا وہ تو شیطانی وسوسہ ہے تیری یہ شان نہیں ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لے، بلکہ یقین تھا کہ جو آپ نے دل کے ساتھ دیکھا، وہ حق تھا، صحیح تھا۔ بعض نے کہا کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ﷺ کو اپنے ساتھ کلام اور مجھے اپنی رویت عطا فرمائی۔ اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: میں نے رب تعالیٰ کو احسن صورت یعنی صفت میں دیکھا۔

کو اشی میں مصنف نے کہا: یہ ایسی بات ہے جس میں (آنکھ سے دیکھنے پر) کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے آپ ﷺ نے اس سے دل کے ساتھ دیکھنا مرادیا ہواں طرح کہ دوسروں کے مقابلے میں معرفت زیادہ عطا فرمادی ہو۔

فقیر (اسماعیل حقی) کہتا ہے۔ رویت کو کلام کے مقابلہ میں لانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رویت باعین (آنکھ سے دیکھنا) مراد ہے۔ کیونکہ موسیٰ ﷺ نے رویت کا سوال کیا اور انہیں منع کر دیا گیا۔ پس اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ نبی ﷺ کو ان پر اس چیز کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی گئی ہو جو انہیں عطا نہیں کی گئی تھی اور وہ ہے آنکھ سے دیکھنا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ رویت قلبی جو انسانخ سے حاصل ہوتی ہے اس میں

سارے انبیاء مشرک ہیں بلکہ اولیاء بھی۔ یہ بات صحیح روایات سے ثابت ہے کہ موسیٰ ﷺ نے رب تعالیٰ کو اس وقت دل کی آنکھ سے دیکھا جب آپ طور پر بے ہوش ہو کر گئے تھے۔ اسے اس بات پر محبوں کرتا (کہ دل کی آنکھ سے دیکھنا تھا بلکہ) معرفت زیادہ ہو گئی بے فائدہ کی بات ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ جس نے کہا ﷺ نے رب کو دیکھا اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ اس کے جواب میں کشف الاسرار میں فرمایا گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں روایت کی نفی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول کہ آپ ﷺ نے دیکھا، اثبات ہے۔ فیصلہ ثابت کرنے والے کے حق میں ہوتا ہے، نفی کرنے والے کے حق میں نہیں۔ کیونکہ نفی کرنے والا اس لئے نفی کرتا ہے کہ اس نے سنائیں اور اثبات والا اس لئے ثابت کرتا ہے کہ اس نے سنایا ہوتا ہے اور جانا ہوتا ہے۔ انتہی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے رب کو دیکھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نُورَ اِنِّي أَرَاهُ۔ وہ نور ہے اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔ یہ اللہ پاک کی ذات کے نسب اور اضافات سے تحریکی بنا پر تھا۔ معنی یہ ہے کہ وہ نور مجرد ہے اسے دیکھنا (اس اعتبار سے) ممکن نہیں ہے۔ اس کی تحقیق اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

”عَيْنُ الْمَعَانِي“ میں ہے اس طرح کے مسائل (یعنی روایت بالعین اجماع (سب علماء کا ایک رائے پر متفق ہو جانا) کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتے۔ کشف الاسرار میں ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے آپ ﷺ نے دل کی آنکھ سے دیکھا ظاہری آنکھ سے نہیں، یہ بات سنت اور مذہب صحیح کے خلاف ہے، حقیقت یہ کہ نبی ﷺ نے رب تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ انتہی

”آلگواشی“ میں ہے اس دنیا میں عقلارویت باری تعالیٰ محال ہے۔ اور محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لئے رویت باعین تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ انتہی ابن اشیخ کہتے ہیں: جان لو کہ اس دنیا میں اللہ ﷺ کا دیدار عقلاء جائز ہے۔ کیونکہ اس کے دیدار کے جائز ہونے کے ولائل آخرت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ اہلسنت کا مذہب رؤیت بالارأۃ (اللہ کے دکھلانے سے دیکھنا) ہے، بندے کی اپنی طاقت سے نہیں۔ جب کسی شے کا علم آنکھ سے دیکھ کر حاصل ہوتا ہے تو اسے رؤیت بالارأۃ کہتے ہیں۔ اور اگر علم دل کے ذریعے سے حاصل ہو تو اسے معرفت کا نام دیا جاتا ہے۔ اللہ ﷺ اس بات پر قادر ہے کہ جس طرح اس نے دل میں ایسی چیز پیدا فرمائی جو کسی شے کا ادراک کر لیتی ہے۔ اسی طرح وہ انسان کی آنکھ میں کوئی ایسی چیز پیدا کر دے جو (دل کی طرح) کسی شے کو سمجھ لے۔

(سر کی آنکھوں سے رویت باری تعالیٰ کے) مسئلہ میں صحابہ کے درمیان بھی اختلاف پایا جاتا تھا۔ یہ اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ سب کا اس بات پر اتفاق تھا کہ عقلاء رویت باری تعالیٰ جائز ہے۔ انتہی

حسن بصری رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ سیدنا محمد ﷺ نے معراج کی رات رب کو دیکھا۔ نقاش نے امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى سے روایت کیا فرمایا: میں حدیث ابن عباس کی بنیاد پر کہتا ہوں: اپنی آنکھوں سے دیکھا، دیکھا، دیکھا آپ ایک سانس میں جتنی بار کہہ سکتے تھے اتنی بار کہا: دیکھا، دیکھا، دیکھا۔

آپ ﷺ نے سرمدی کلام کو بے نقل سنا اور خداوند تعالیٰ کو بے جہت دیکھا۔ دران دیدن کہ حیرت حاصلش بود دش درجشم و چشم در دش بود

اس دیکھنے میں کہ جس میں حیرت حاصل تھی۔ آپ ﷺ کا دل آنکھ میں اور آنکھ دل میں تھی۔

بعض بزرگوں نے فرمایا: حق تعالیٰ کی رویت کے اس دنیا میں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی کامل معرفت سے عاجز ہیں۔ ورنہ وہ اسے دیکھتے تو ہیں مگر نہیں پہچانتے کہ وہ وہی ہے۔ کیونکہ عقل کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ مخلوق خود اس کے آگے جواب ہے۔ اللہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کیفیت سے پاک ہے۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ وہ اسے دیکھتے ہیں اور نہیں بھی دیکھتے۔ اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے۔ انتہی

فقیر (صاحب تفسیر روح البیان) کہتا ہے۔ ہاں ! اللہ ﷺ دونوں جہانوں میں کیفیت سے پاک ہے لیکن دنیا و آخرت میں فرق کشافت و لطافت کا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کے علاوہ (جنہوں نے اللہ کا دیدار سر کی آنکھوں سے کیا) دنیا میں اور وہ کے لئے شہود صرف سر کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ آخرت میں اس کے برعکس ہو گا۔ وہاں دل جسم بن جائے گا اور جسم دل کی جگہ لے گا، اور جسم وہاں وہ کام کرے گا جو یہاں دل اور سر کرتا ہے۔ جب نبی ﷺ کے جسم پاک کی لطافت اتنی ہے کہ اسے دنیا میں دیدار عطا کیا گیا تو آخرت میں آپ کی لطافت اور رویت کا اندازہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ آپ کا شہود دونوں جہانوں میں سب سے زیادہ کامل شہود ہے کیونکہ آپ نے اپنے رب کو اپنے سر اور روح کے ساتھ جو جسم کی صورت میں تھے رب تعالیٰ کو دیکھا۔

آپ ﷺ کا علم ساری کائنات پر محیط ہے۔

فقیر (صاحب تفسیر روح البیان) کہتا ہے۔ (شبِ معراج) اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھنا رؤیت باری تعالیٰ پر بھی مشتمل ہے۔ شیخ کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلک میں فرمایا: رؤیت و ادراک کا نہ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ وہ ذات مظاہر، نسب اور اضافات سے پاک ہے۔ مگر قدرت کے مظاہر میں مراتب کے جوابات کے پیچھے سے ادراک ممکن ہے۔ جیسا کہ کہا گیا:

کالشمسِ تمنعک اجتلاء ک وجہها

فاذَا اکتست برقیق غیم امکنا

سورج تجھے اپنا چہرہ دیکھنے نہیں دیتا مگر جب کوئی پلا سا بادل کا نکلا اس کے سامنے آجائے تو دیکھنا ممکن ہو جاتا ہے۔

رہی یہ بات کہ آیات کا دکھایا جانا اللہ کے دیدار پر مشتمل ہے تو جب وہ ملکوتی آیات ملکی آیات سے اوپر تھیں اللہ تعالیٰ نے ان مشاہد کے اندر آپ ﷺ کو اپنا مشاہدہ کروا دیا تاکہ تمام مراتب و مشاہد میں آپ ﷺ کی رؤیت تمام ہو جائے۔

یہ بات ناممکنات میں سے ہے کہ ایک کریم کسی کریم کو اپنے گھر بلائے، ایک حبیب اپنے حبیب کی اپنے محل میں ضیافت کرے اور پھر اپنے آپ کو اس سے چھپائے اور اپنا چہرہ نہ دکھائے۔

النجم ۱۸ لقدر رأى من آيات ربِهِ الْكَبُرَى

وقت ولادت۔

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔ فرمایا: میں ابراہیم ﷺ کی دعا اور عصی العقبہ کی

بشارت ہوں اور اپنی ماں کا وہ خواب جوانہوں نے حمل کے دوران دیکھا۔ میری ماں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے بصری کے محلات روشن ہو گئے۔

بُصْرَىٰ خُلْبَىٰ کے وزن پر ہے اور یہ شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔

الصف ۶ مبشر ابریسول یا تی من بعدی اسمہ احمد

جلد دهم

نبی اکرم ﷺ کا نام ہے۔

سہل قُدِّیس سرہ فرماتے ہیں: نون اللہ ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تین سورتوں، الر، حم، اور ن، کے پہلے حروف کو جمع کیا جائے تو الرحمن بنتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ یہ نبی ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ (حَمَّا فِي التَّكْمِيلَةِ) شاید یہ بات کہنے والے کا اشارہ نبی ﷺ کے ارشاد کی طرف ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورٌ۔ اس صورت میں نور نبی ﷺ کا نام ہو گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس صورت میں تو تکرار ہو گی۔ کیونکہ قلم بھی آپ ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ جیسا کہ فرمایا: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلْمُ۔

میں کہتا ہوں کہ عنوان میں تغایر ذات میں تغایر کے قائم مقام ہے۔ اپنی نورانیت کے اعتبار سے آپ نور ہیں اور اس اعتبار سے کہ آپ صاحب قلم ہیں، آپ کا نام قلم ہے۔ جیسا کہ خالد بن الولید کو سَيْفُ اللَّهِ الْمَسْلُولُ۔ (اللَّهُ كَنَّجَ تَلَوَار) کہا گیا کیونکہ آپ صاحب سیف تھے۔

بعض کا خیال یہ بھی ہے کہ نے سے مراد نور کی ایک تختی ہے۔ یا پھر جنت کے اندر ایک نہر کا نام ہے۔

علم مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ.

"تَأْوِيلات نَجْمِيَّه" میں ہے:

﴿مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَحْجُونٍ﴾ (القلم ٦٨)

کا معنی مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَسْتُورٍ.

ترجمہ: آپ اللہ کی نعمت سے مستور نہیں ہیں یعنی آپ سے وہ پوشیدہ نہیں ہے جو کچھ ا Hazel میں تھا اور جو کچھ اب تک ہوگا۔ کیونکہ الجن کا معنی ہے السُّتر۔ جنات کو جن اس لئے کہا گیا کہ وہ انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ آپ جانے والے ہیں اس کے، جو ہو چکا، اور خبر رکھنے والے ہیں اس کی جو آئندہ ہونے والا ہے۔

آپ ﷺ کے ہر شے پر محیط علم کی دلیل آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

فَوَضَعَ كَفَةً بَيْنَ كَفَيْ فَوَجَدُثُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدَيَ فَعِلْمُثُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ.

ترجمہ: اللہ ﷺ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ اس کی سخنذک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

ن ۲ ما بنعمت ربک بمحون

جنات کے بارے میں حکم۔

مومن جنات کے لئے ثواب بھی ہے اور عذاب بھی۔ وہ منشی نہیں ہو جائیں گے۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ ان میں سے مومن، مومن انسانوں کے ساتھ جنت میں، یا اعراف میں ہوں گے اور ان کو وہ نعمتیں دی جائیں گی جو ان کے حال کے مناسب ہوں گی۔

اور ان میں سے جو کافر ہیں وہ انسان کافروں کے ساتھ ہوں گے۔ ان کا عذاب اس طرح کا ہو گا جو ان کے حال سے مناسبت رکھتا ہے۔

البأ ٤٠ و يقول الكافر يليتنى كنت ترابا

الْجُزْءُ الْأَوَّلُ:

ملائکہ موالیں صرف ان اعمال کو بارگاہ خداوندی میں پیش ہونے دیتے ہیں جو خلوص نیت کے ساتھ کئے جائیں۔

وَفِي تَوْصِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ لِمَعَاذٍ (يَا مَعَاذُ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ
إِنْ أَنْتَ حَفِظْتَهُ نَفَعُكَ وَإِنْ أَنْتَ ضَيَّعْتَهُ إِنْقَطَعَتْ حُجَّتُكَ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى. يَا
مَعَاذًا إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ سَبْعَةَ أَمْلَاكٍ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ فَجَعَلَ لِكُلِّ سَمَاءٍ مِنَ السَّبْعَةِ مَلَكًا بَوَابًا فَيَضْعُدُ عَلَيْهِ الْحَفَظَةُ بِعَمَلِ
الْعَبْدِ مِنْ حِينَ أَصْبَحَ إِلَى حِينَ أَمْسَى لَهُ نُورٌ كَنُورُ الشَّمْسِ حَتَّى إِذَا طَلَقَتِ
الْمَلَائِكَةُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا زَكَّهُ وَكَثُرَتْهُ فَيَقُولُ الْمَلَكُ الْمُؤْكَلُ لِلْحَفَظَةِ
قُفُوا وَاضْرِبُوا بِهِذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا صَاحِبُ الْغِيَّبَةِ أَمْرَنِيْ رَبِّيْ أَنْ لَا
أَدْعُ عَمَلًا مِنْ اغْتَابَ النَّاسَ يَتَجَاوِزُنِيْ إِنَّهُ كَانَ يَفْتَابُ النَّاسَ)

رباں آماد بہر شکر و پاس بغیرت غرداندش حق شناس

قالَ (ثُمَّ يَأْتِي الْحَفَظَةُ بِعَمَلٍ صَالِحٍ مِنْ أَعْمَالِ الْعَبْدِ فَتَرْكَهُ وَ
تُكَثِّرُهُ حَتَّى تَبْلُغَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُؤْكَلُ بِالسَّمَاءِ
الثَّانِيَةِ قُفُوا وَاضْرِبُوا بِهِذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا مَلَكُ الْفَخْرِ إِنَّهُ أَرَادَ بِعَمَلِهِ
هَذَا عَرَضَ الدُّنْيَا أَمْرَنِيْ رَبِّيْ أَنْ أَدْعُ عَمَلًا يَتَجَاوِزُ إِلَى غَيْرِيْ إِنَّهُ كَانَ يَفْتَخِرُ
عَلَى النَّاسِ فِي مَجَالِسِهِمْ)

چڑنا راغ در میانت چو لق کو در پوشی از بہر پندار خلق

قالَ رَبِّيْنَ (وَيَضُعُدُ الْحَفَظَةُ بِعَمَلِ عَبْدٍ يَتَهَجُّ نُورًا مِنْ صَدَقَةٍ وَصِيَامٍ وَصَلَاةً فَذَأْغَبَ الْحَفَظَةَ فَيَجَاوِرُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوا وَاضْرِبُوا بِهِذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا مَلَكُ الْكَبِيرِ أَمْرَنِي رَبِّيْنَ أَنْ لَا أَدْعَ عَمَلَهُ يَجَاوِرُنِي إِنَّهُ كَانَ يَتَكَبَّرُ عَلَى النَّاسِ فِي مَحَالِسِهِمْ

فروتون بود هو شمندگین شهد شاخ پرمیوه سر بر زمین

قالَ رَبِّيْنَ (وَيَضُعُدُ الْحَفَظَةُ بِعَمَلِ عَبْدٍ يَزْهُو كَمَا يَزْهُو الْكُوكُبُ الدُّرِّيُّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْبِيحٍ وَحَجَّ وَعُمْرَةٍ حَتَّى يَجَاوِرُونَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوا وَاضْرِبُوا بِهِذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا مَلَكُ الْعَجْبِ أَمْرَنِي رَبِّيْنَ أَنْ لَا أَدْعَ عَمَلَهُ يَجَاوِرُنِي إِنَّهُ كَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلاً أَدْخَلَ الْعَجْبَ فِيهِ)

چوروئے بخدمت نبی بر زمین خدار شناگوی خود را بین

قالَ رَبِّيْنَ (وَيَضُعُدُ الْحَفَظَةُ بِعَمَلِ عَبْدٍ حَتَّى يَجَاوِرُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ كَانَهُ الْعَرْوُسُ الْمَزْفُوفَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوا وَاضْرِبُوا بِهِذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا مَلَكُ الْحَسَدِ إِنَّهُ كَانَ يَخْسُدُ مَنْ يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ وَيَعْمَلُ لِلَّهِ وَكُلُّ مَنْ يَاخُذُ بِنَصِيبٍ مِنَ الْعِبَادَةِ كَانَ يَخْسُدُهُمْ وَيُعَيِّنُهُمْ أَمْرَنِي رَبِّيْنَ أَنْ لَا أَدْعَ عَمَلَهُ يَجَاوِرُنِي).

عقبه زین صعب ت در راه نیست ای خنک آنکس حد هراه نیست

قالَ رَبِّيْنَ (وَيَضُعُدُ الْحَفَظَةُ بِعَمَلِ عَبْدٍ مِنْ صِيَامٍ وَصَلَاةً وَزَكَاةً وَحَجَّ وَعُمْرَةً فَيَجَاوِرُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا

قُفُوا وَاضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ إِنَّهُ كَانَ لَا يَرْحَمُ إِنْسَانًا مِنْ عِبَادِ اللَّهِ
قُطُّ وَإِذَا أَصَابَهُمْ بَلَاءٌ وَضَرٌّ كَانَ يَشْمَتُ فِيهِمْ أَنَا مَلَكٌ مُوَكِّلٌ بِالرَّحْمَةِ
أَمْرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أَدْعُ عَمَلَةً يُجَاوِرُنِي)

اشك خواهي رحم كن بر اشك بار رحم خواهي بر ضيقا رحم آر

قالَ ن (وَيَصْعُدُ الْحَفَظَةُ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بِعَمَلٍ عَبِيدٍ مِنْ صَلَاةٍ وَ
صَوْمٍ وَفِقْهٍ وَاجْتِهَادٍ وَوَرْعٍ لَهَا دَوْيٌ كَذَوْيِ النَّحْلِ وَضَوْءٌ كَضَوْءِ الشَّمْسِ
مَعْهَا ثَلَاثَةُ آلَافِ مَلَكٍ فِي جَاهَوْرُونَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ لَهُمْ
الْمَلَكُ الْمُوَكِّلُ بِهَا قُفُوا وَاضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ وَاقْفُلُوا عَلَى
قُلُّهُ أَنَا أَحْجَبُ عَنْ رَبِّي كُلَّ عَمَلٍ لَمْ يَرْدَ بِهِ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ يَعْمَلُ لِغَيْرِ اللَّهِ إِنَّهُ
أَرَادَ بِهِ رُفْعَةٌ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَذِكْرًا عِنْدَ الْعُلَمَاءِ وَصِيتَا فِي الْمَدَائِنِ أَمْرَنِي رَبِّي
أَنْ لَا أَدْعُ عَمَلَةً يُجَاوِرُنِي إِلَى غَيْرِي وَكُلُّ عَمَلٍ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ تَعَالَى خَالِصًا
فَهُوَ رِيَاءٌ

بروي ريا خرق سهلست دوخت كرش با خدار تواني فروخت

قالَ ن (وَيَصْعُدُ الْحَفَظَةُ بِعَمَلٍ عَبِيدٍ مِنْ زَكَاةٍ وَصَوْمٍ وَصَلَاةٍ وَحَجٍَّ
وَعُمْرَةٍ وَخُلُقِ حَسَنٍ وَذِكْرِ اللَّهِ وَيَشْيِعُهُ مَلِئَكَةُ السَّمَاوَاتِ حَتَّى يَقْطَعُونَ
الْحَجَبَ كُلَّهَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقْفُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ لِيَشْهَدُوا إِلَهًا بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ
الْمُخْلِصِ لِلَّهِ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْتُمُ الْحَفَظَةُ عَلَى عَمَلِ عَبِيدٍ وَأَنَا الرِّقِيبُ
عَلَى قُلُبِهِ إِنَّهُ لَمْ يُرِدْنِي بِهَذَا الْعَمَلِ وَأَرَادَ بِهِ غَيْرِي فَعَلَيْهِ لَعْنَتِي فَتَقُولُ الْمَلِئَكَةُ
كُلُّهُمْ عَلَيْهِ لَعْنَتِكَ وَلَعْنَتَا فَتَلَعَنُهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَمَنْ فِيهِنَّ)

قَالَ مُعَاذٌ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ لِي بِالنَّجَاةِ وَالْخُلُوصِ؟ قَالَ (إِنَّمَا بِكُوْنِكَ عَلَيْكَ بِالْيَقِينِ وَإِنْ كَانَ فِي عَمَلِكَ تَقْصِيرٌ وَ حَافِظُ عَلَى لِسَانِكَ مِنَ الْوَقْيَعَةِ) أَيِ الْغَيْبَةِ (فِي إِخْرَاجِكَ مِنْ حَمْلَةِ الْقُرْآنِ وَ لَا تُنْزِكَ نَفْسَكَ عَلَيْهِمْ وَ لَا تُدْخِلَ عَمَلَ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ وَ لَا تَمْزِقَ النَّاسَ فَيُمَزِّقُكَ كِلَابُ الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ وَ لَا تَرَاءَ بِعَمَلِكَ النَّاسَ) قَالَ سَعْدٌ:

عِبَادَةٌ بِرَغْفَةِ زَيْرٍ بَغْلٍ	اے ہنر ہانہادہ بر کف دست
رُوزِ دُرمانِ دگی بِسِيمِ غُل	تاجِ خواہی خریدن ای مغروور

البقره ۲۲:۲ - فلا تجعلوا الله اندادا..... ص: ۷۶، ۷۷

حضرت آدم عليه السلام کی توبہ کی قبولیت۔

وَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (أَنَّ آدَمَ قَالَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي). قَالَ وَ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّداً أَقَالَ لَمَّا خَلَقْتَنِي وَ نَفَخْتَ فِي الرُّوحِ فَتَحَثَّتْ عَيْنِي فَرَأَيْتُ عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ أَكْرَمُ الْخَلْقِ عَلَيْكَ حَتَّى قَرَنْتَ إِسْمَهُ بِإِسْمِكَ فَقَالَ نَعَمْ وَ غَفَرَ لَهُ بِشَفَاعَتِهِ)

البقره ۲:۳۷ - فتلقي آدم من ربہ کلمات ص: ۱۱۳

قرآن پاک کی تعلیم اور اذان پر اجرت لینا۔

قَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي أَخْذِ الْأَجْرَةِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ لِهَذِهِ الْآيَةِ وَلَا تَشْتَرُوا بِأَيْمَانِ ثَمَنًا قَلِيلًا) وَالْفَتُوْیِ فِي هَذَا الزَّمَانِ عَلَى جَوَازِ الْإِسْتِجَارَ لِتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْفِقْهِ وَغَيْرِهِ لَنَّلَا يَضِيقُ قَالَ ﷺ (إِنَّ أَحَقَّ

ما أَخْدُتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ) وَالْأَيْةُ فِي حَقِّ مَنْ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ التَّعْلِيمُ فَإِنْ
حَتَّى يَأْخُذَ عَلَيْهِ أَجْرًا فَإِمَّا إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ فَيَجُوزُ لَهُ أَخْدُ الأَجْرَةِ بِذِلِيلِ السُّنَّةِ فِي
ذَالِكَ كَمَا إِذَا كَانَ الْفَسَالُ فِي مَوْضِعٍ لَا يُوجَدُ مِنْ يَغْسِلُ الْمَيْتَ غَيْرُهُ كَمَا
فِي الْقُرْبَى وَالنَّوَاحِي فَلَا أَجْرٌ لَهُ لِتَعْيِينِهِ لِذَلِكَ وَإِمَّا إِذَا كَانَ ثَمَّةَ نَاسٌ غَيْرُهُ
كَمَا فِي الْأَمْصَارِ وَالْمُدُنِ فَلَهُ أَجْرٌ حَيْثُ لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ فَلَا يَأْتِمُ بِالْتُّرْكِ وَ
قَدْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدَهُ مَا يُنْفَقُهُ عَلَى نَفْسِهِ وَلَا عَلَى عِيَالِهِ فَلَا يَجُبُ
عَلَيْهِ التَّعْلِيمُ وَلَهُ أَنْ يَقْبَلَ عَلَى صَنْعَتِهِ وَحِرْفِهِ.

وَيَجُبُ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يُعَيِّنَ لَهُ شَيْئًا وَإِلَّا فَعَلَى الْمُسْلِمِينَ لَأَنَّ
الصِّدِيقَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يُقْبِلُ بِهِ أَهْلَهُ فَأَخْدُ
ثِيَابًا وَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ وَمِنْ أَيْنَ أَنْفَقَ عَلَى عِيَالِي
فَرَدَوْهُ وَفَرَضُوا لَهُ كِفَائِيَّةً وَكَذَا يَجُوزُ لِلْإِمَامِ وَالْمُؤْذِنِ وَأَمْثَالِهِمَا أَخْدُ
الْأَجْرَةِ . وَبَيْعُ الْمُصْحَفِ لَيْسَ بَيْعُ الْقُرْآنِ بَلْ هُوَ بَيْعُ الْوَرَقِ وَعَمِلُ أَيْدِي
الْكَاتِبِ .

وَقَالُوا فِي زَمَانِنَا تَغْيِيرُ الْجَوَابِ فِي بَعْضِ الْمَسَائلِ لِتَغْيِيرِ الزَّمَانِ وَ
خُوفِ اِنْدِرَاسِ الْعِلْمِ وَالَّذِينَ مِنْهَا مُلَازِمُهُ الْعُلَمَاءُ أَبْوَابُ السَّلاطِينِ وَمِنْهَا
خُرُوجُهُمُ إِلَى الْقُرْبَى لِطَلْبِ الْمَعِيشَةِ وَمِنْهَا أَخْدُ الأَجْرَةِ لِتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ
وَالْأَذَانِ وَالْإِمَامَةِ وَمِنْهَا الْعَزْلُ عَنِ الْحُرَّةِ بِغَيْرِ إِذْنِهَا وَمِنْهَا السَّلَامُ عَلَى
شَرْبَةِ الْخُمُورِ وَنَحْوِهَا فَافْتَنَى بِالْجَوَازِ فِيهَا خَشْيَةُ الْوُقُوعِ فِيمَا هُوَ أَشَدُّ مِنْهَا
وَاضْرُرُ كَذَا فِي نِصَابِ الْأَحْسَابِ وَغَيْرِهِ .

البقرة:٤١ - لا تشرروا بآياتي ثمناً قليلاً.....ص: ١٢١

سفید گدھا علم نجوم میں زیادہ ماہر۔

حَكِيَ أَنَّ نَصِيرَ الدِّينِ الطُّوسِيَ دَخَلَ عَلَى وَلِيٍّ مِنْ أُولَيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى لِأَجْلِ الزِّيَارَةِ فَقِيلَ لَهُ هَذَا عَالِمُ الدُّنْيَا نَصِيرُ الدِّينِ الطُّوسِيُّ قَالَ الْوَلِيُّ: مَا كَمَالُهُ؟ قِيلَ لَيْسَ لَهُ عَدِيلٌ فِي عِلْمِ النُّجُومِ . قَالَ الْوَلِيُّ: الْحِمَارُ الْأَبَيْضُ أَعْلَمُ مِنْهُ . فَانْحَرَفَ الطُّوسِيُّ وَقَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ فَاتَّفَقَ أَنَّهُ نَزَّلَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَلَى بَابِ بَيْتِ طَاحُونَةِ . فَقَالَ الطَّحَانُ: اذْخُلْ الْبَيْتَ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ اللَّيْلَةَ مَطْرًّا عَظِيمًا حَتَّى لَوْلَمْ يُغْلِقِ الْبَابَ لَا خَدَةُ السَّيْلُ فَسَأَلَ الطَّحَانُ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ لِيْ حِمَارُ الْأَبَيْضُ إِذَا حَرَكَ ذَنْبَهُ إِلَى جَانِبِ السَّمَاءِ ثَلَاثًا لَمْ تَمُطِّرِ السَّمَاءُ وَإِذَا حَرَكَهُ إِلَى جَانِبِ الْأَرْضِ يَقْعُدُ الْمَطْرُ فَلَمَّا سَمِعَهُ اعْتَرَفَ بِعِجْزِهِ وَصَدَقَ الْوَلِيُّ وَزَالَ غَيْظُهُ .

البقرة:٢٠ - نَبَذْ فِرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أَرْتَوْا الْكِتَابَص: ١٩٠

عَظَمَتْ وَشَانَ مَصْطَفِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَذَكَرَ الرَّاغِبُ الْأَصْفَهَانِيُّ فِي الْمُحَاضَرَاتِ أَنَّهُ قَالَ الْإِمَامُ الشَّاذِلِيُّ صَاحِبُ حِزْبِ الْبَحْرِ اضْطَجَعَتْ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ قَدْ نُصِبَ تَحْتَ خَارِجِ الْأَقْصَى فِي وَسْطِ الْحَرَمِ فَدَخَلَ خَلْقٌ كَثِيرٌ أَفْوَاجًا أَفْوَاجًا فَقُلْتُ مَا هَذَا الْجَمْعُ؟ فَقَالُوا جَمْعُ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ قَدْ حَضَرُوا لِيُشَفَّعُوا فِي حُسَيْنِ الْحَلَاجِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ لِإِسَاءَةِ الْأَدَبِ وَقَعَتْ مِنْهُ فَنَظَرْتُ إِلَى التَّنْحِتِ فَإِذَا نَبِيَّنَا مُحَمَّدٌ رَجَالِسْ عَلَيْهِ بِإِنْفِرَادِهِ وَ

جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْأَرْضِ جَالِسُونَ مِثْلَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَنُوحٍ. فَوَقَفْتُ أَنْظُرًا وَأَسْمَعْتُ كَلَامَهُمْ فَخَاطَبَ مُوسَى نَبِيًّا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ لَهُ أَنْكَ قَدْ قُلْتُ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَانُبِيَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ. فَأَرِنَا مِنْهُمْ وَاحِدًا فَقَالَ هَذَا.

وَأَشَارَ إِلَى الْإِمَامِ الْغَزَالِيِّ فَسَأَلَهُ مُوسَى سُؤالًا فَاجْهَبَهُ بِعَشْرَةِ أَجْوِبةٍ فَاغْتَرَضَ عَلَيْهِ مُوسَى بِأَنَّ السُّؤَالَ يَنْبَغِي أَنْ يُطَابِقَ الْجَوَابَ وَالسُّؤَالُ وَاحِدٌ وَالْجَوَابُ عَشْرَةٌ. فَقَالَ الْإِمَامُ هَذَا الْإِغْتِرَاضُ وَارِدٌ عَلَيْكَ أَيْضًا حِينَ سُئِلَتْ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى وَكَانَ الْجَوَابُ عَصَائِي فَعَدَدُتِ صِفَاتٍ كَثِيرَةً قَالَ فَبَيْنَمَا آنَا مُتَفَكِّرٌ فِي جَلَالَةِ قَدْرِ مُحَمَّدٍ وَكُونِهِ جَالِسًا عَلَى التَّحْتِ بِأَنْفَرِ ادِيهِ وَالْخَلِيلِ وَالْكَلِيمِ وَالرُّوحِ جَالِسُونَ عَلَى الْأَرْضِ إِذْ رَفَسْتُنِي شَخْصٌ بِرِجْلِهِ رَفْسَةً مَرْعِجَةً فَانْتَبَهْتُ فَإِذَا يُقْيِيمُ ثُمَّ غَابَ عَنِي فَلَمْ أَجِدْهُ إِلَى يَوْمِي هَذَا وَمِنْ هَذَا قَالَ :

فَأَنْسَبْتُ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتُ مِنْ شَرَفٍ
وَأَنْسَبْتُ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتُ مِنْ عَظِيمٍ
اللَّهُمَّ يَسِّرْ لَنَا شَفَاعَتَهُ.

البقرة: ٢٤٣ - ويكون الرسول عليكم شهيدا.....ص: ٢٤٩ - ٢٤٨

محله کی مسجد میں نماز افضل۔

وَفِي عُنْيَةِ الْفَتاوَىِ مَنْ حَضَرَ الْمَسْجِدَ الْجَامِعَ لِكَثْرَةِ جَمَاعَةِ فِي الصَّلَاةِ. فَمَسْجِدُ مَحَلِّهِ أَفْضَلُ قَلْ أَهْلُ الْمَسْجِدِ أَوْ كَثُرَ لَاَنَّ لِمَسْجِدِهِ حَقًّا

عَلَيْهِ لَا يُغَارِبُهُ كُثُرَةُ الْجَمَاعَةِ وَلَا زِيَادَةُ تَقْوَىٰ غَيْرَهُ أَوْ عِلْمَهُ وَ يُبَادِرُ الصَّفَّ
الْأَوَّلَ عَلَىٰ مُحَاجَذَةِ الْإِمَامِ وَ رُوَىٰ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ (يُكَتَّبُ لِلَّذِي خَلَفَ
الْإِمَامِ بِحِدَّائِهِ مِائَةُ صَلَاةٍ وَ لِلَّذِي فِي الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ خَمْسٌ وَ سَبْعُونَ صَلَاةً
وَ لِلَّذِي فِي جَانِبِ الْأَيْسَرِ خَمْسُونَ صَلَاةً وَ لِلَّذِي فِي سَائِرِ الصُّفُوفِ خَمْسٌ
وَ عِشْرُونَ صَلَاةً) كَذَا فِي الْقُنْيَةِ.

البقرہ ۲۳۹: - فاذا امتنم فاذکروا الله كما علمکم ص: ۳۷۴ - ۳۷۳

بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔

مِنْ نَجْمٍ يَجْعَلُ دَرَّ بَالًا وَ پَسْتَ	گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
مِنْ نَجْمٍ اِنْ يَقِينَ دَانَ اَعْزِيزٍ	در ز میں و آسمان و عرش نیز
گَرْ مَرَاجُونَ دَرَانَ دَلَهَا طَلَبٌ	در دل مومن بکنجم ای عجب
لَيْكَ صُورَتَ كَيْسَتْ چُولَّ مَعْنَى رَسِيدٍ	خود بزرگی عرش باشد بس مدید

البقرہ ۲۵۵: - وسَعَ كَرْسِيهِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ص: ۴۰۴

الْجُزْءُ الثَّانِي

بغير سود قرض نه ملتاه تو سود دینا جائز.

وَإِذَا احْتَاجَ إِلَى الْإِسْتِقْرَاضِ فَاسْتَقْرِضْ مِنْ رَجُلٍ فَلَمْ يُعْطِهِ إِلَّا بِالرِّبَا فَإِلَّا ثُمُّ عَلَى آخِذِ الرِّبَا دُونَ مُعْطِيهِ لَا نَفِيْهُ ضُرُورَةٌ وَهَذَا إِذَا كَانَ الْأَخِذُ غَيْرًا كَمَا عَرَفْتُ. فَالْمَرْءُ الصَّالِحُ يَتَبَاعَدُ عَنْ مِثْلِ هَذِهِ الْمُعَامَلَاتِ فَإِنَّ الرِّبَا يَضُرُّ بِإِيمَانِ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ وَإِنْ كَانَ زِيَادَةً فِي الْحَالِ لِكُنَّةِ نُقْصَانٍ فِي الْحَقِيقَةِ فَإِنَّ الْفُقَرَاءَ الَّذِينَ يُشَاهِدُونَ أَنَّ الْمُرَابِيَ يَأْخُذُ أُمُوْلَهُمْ بِسَبِيلِ الرِّبَا يَلْعَنُونَهُ وَيَدْعُونَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ يَكُونُ سَبِيلًا لِرَوَالِ الْخَيْرِ وَالْبُرْكَةِ عَنْهُ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ بَلْ عَمَّا يَتَفَرَّغُ مِنْ نُقْصَنِ عَرْضِهِ وَقَدْرِهِ وَتَوْجِهِ مُذَمَّةِ النَّاسِ إِلَيْهِ وَسُقُوطِ عَدَالِتِهِ وَرَوَالِ أَمَانِتِهِ وَفِسْقِ الْقُلْبِ وَغُلْظَتِهِ.

آل عمران ٣: ١٣٢ - و اطِّيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لِعُلُوكَمْ ترجمون ص: ٩٤، ٩٣

وَاقْعَدْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ هُمْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ -

شَنِيدْتُمْ كَهْ إِبْرَاهِيمَ ادْحِمْ	شَنِيْجْ بِرْ تَخْتَ دَوْلَتْ خَفْتَ خَرْم
ز سَقْفِ خَوْدْ شَنِيدَآوازْ پَائِيْ	ز جَابِرْ جَسْتْ چُولْ آشْفَتَرَائِيْ
بَهْنَدِيْ گَفتْ اوْكِينْ كِيْسْتْ بِرْ بَامْ	كَهْ دَارْ دَبَرْ پَسْهَرْ قَصْرْ مَا كَامْ
جوَابْ آمَدْ كَهْ اَشَاهِ جَهَانْگَيرْ	شَتْرَگَمْ كَرْدَهْ مَرَدْ مَفْلَسْ پَيرْ
ز خَنْدَهْ گَشتْ شَاهِ بِرْ جَائِيْ خَوْدَسْتْ	كَهْ بِرْ بَامْ آمَدْ ہَرْگَزْ شَتْرَجْسْتْ
دَگْ بَارْ چَخْ آمَدْ كَايِ جَوَالْ بِرْ تَخْتَ	خَدا جَوَلِيْ كَسِيْ كَرْدَسْتْ بِرْ تَخْتَ

خدا جوی خوردو خواب و آرام شتر جوی بود بر گوشنه بام
 چوں شنید ایں پیام از ها تف غیب فراغت کرد از دنیا بلاریب
 رسید از راه تحریدی بمنزل پس از ادبار شد مقبول و قبل

آل عمران: ۳۵ - ولم يصرعوا على ما فعلوا ص: ۹۷

ذکر بالجبر -

وَأَعْلَمُ أَنَّ الْآيَةَ تَدْلُّ عَلَى جَوَازِ ذِكْرِ اللَّهِ قَائِمًا وَلِهَذَا قَالَ الْمَشَائِخُ
 وَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُولُوا تَرْوِيْحًا لِقُلُوبِهِمْ وَلَا يَتَحَرَّكُوا فِي ذَالِكَ وَلَا يَسْتَظْهِرُوا
 بِحَالٍ لَيْسَ عِنْدَهُمْ مِنْهُ حَقِيقَةً.

وَالْحَاصِلُ أَنَّ التَّوْحِيدَ إِذَا قَرَنَ بِالْأَذَابِ فَلَيْسَ لَهُ وَضْعٌ مَخْصُوصٌ
 يَجُوزُ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا وَلَكِنْ وَرَدَ فِي الْأَحَادِيثِ مَا يَدْلُلُ عَلَى
 اسْتِخْبَابِ الْإِخْفَاءِ فِي ذِكْرِ اللَّهِ وَذِكْرِ شَارِخِ الْكَشَافِ أَنَّ هَذَا بِحَسْبِ
 الْمَقَامِ وَالشَّيْخُ الْمُرْشِدُ يَأْمُرُ الْمُبْدَا بِرَفْعِ الصَّوْتِ لِتَنْقَلِعَ عَنْ قَلْبِهِ الْخَوَاطِرُ
 الرَّاسِخَةِ فِيهِ كَذَا فِي شِرْحِ الْمَشَارِقِ وَيُوَافِقُهُ مَا ذِكِرَ فِي الْمَظَهِرِ حَيْثُ قَالَ
 الْذِكْرُ بِرَفْعِ الصَّوْتِ جَائِزٌ بَلْ مُسْتَحِبٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَنْ رِيَاءِ لِيُغَتَّمَ النَّاسُ
 بِإِظْهَارِ الدِّينِ وَوُصُولِ بَرَكَةِ الذِّكْرِ إِلَى السَّامِعِينَ فِي الدُّورِ وَالْبُيُوتِ
 وَالْحَوَانِيَّتِ وَيُوَافِقُ الذَاكِرُ مَنْ سَمِعَ صَوْتَهُ وَيَشْهُدُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ رَطْبٍ
 وَيَابِسٍ سَمِعَ صَوْتَهُ وَبَعْضُ الْمَشَائِخِ اخْتَارَ الْإِخْفَاءَ لِأَنَّهُ أَبْعَدُ عَنِ الرِّيَاءِ وَ
 هَذَا يَتَعَلَّقُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ صَادِقَةً فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالْذِكْرُ
 أَوْلَى لِمَا ذَكَرْنَا وَمَنْ خَافَ مِنْ نَفْسِهِ الرِّيَاءَ فَالْأُولَى لَهُ إِخْفَاءُ الذِّكْرِ لِنَلَا يَقْعُ

فِي الرِّيَاءِ.

آل عمران: ٣١ - رَبُّنَا مَا خَلَقَتْ هَذَا بَاطِلًا.....ص: ١٤٧

نورانیت مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ نَسْلِہ

وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ النَّبِيَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ نَسْلِہ نُورًا يُبَيِّنُ حَقِيقَةَ حَظِّ الْإِنْسَانِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَأَنَّهُ تَعَالَى سَمِّيَ نَفْسَهُ نُورًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ لَا نَهُمَا كَانُتَا مَخْفِيَتَيْنِ فِي ظُلْمَةِ الْعَدْمِ فَاللَّهُ تَعَالَى أَظْهَرَهُمَا بِالْإِجْحَادِ وَسَمِّيَ الرَّسُولُ نُورًا لِأَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ أَظْهَرَهُ الْحَقُّ بِنُورٍ قُدْرَتِهِ مِنْ ظُلْمَةِ الْعَدْمِ كَانَ نُورُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ نَسْلِہ كَمَا قَالَ (أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي)

ثُمَّ خَلَقَ الْعَالَمَ بِمَا فِيهِ مِنْ نُورٍ بَغْضَةً مِنْ بَعْضِ فِلَمَّا ظَهَرَتِ الْمَوْجُودَاتِ مِنْ وُجُودِ نُورِهِ سَمَاءُ نُورًا وَكُلُّ مَا كَانَ أَقْرَبُ إِلَى الْإِخْتِرَاعِ كَانَ أَوْلَى بِإِسْمِ النُّورِ كَمَا أَنَّ عَالَمَ الْأَرْوَاحِ أَقْرَبُ إِلَى الْإِخْتِرَاعِ مِنْ عَالَمَ الْأَجْسَامِ فِيلَذِلِكَ سَمِّيَ عَالَمَ الْأَنْوَارِ وَالْعَلَوَيَاتِ نُورًا نِيَابِ النِّسْبَةِ إِلَى السِّفَلَيَاتِ فَأَقْرَبَ الْمَوْجُودَاتِ إِلَى الْإِخْتِرَاعِ لَمَّا كَانَ نُورُ النَّبِيِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ نَسْلِہ كَانَ أَوْلَى بِإِسْمِ النُّورِ وَلَهُذَا كَانَ يَقُولُ (أَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي) وَقَالَ تَعَالَى ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾

وَرُوِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ نَسْلِہ أَنَّهُ قَالَ (كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَيِّ رَبِّي قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ بِأَرْبَعَةِ عَشَرَ الْأَلْفَ عَامٍ وَكَانَ يُسَبِّحُ ذَلِكَ النُّورَ وَتُسَبِّحُ الْمَلَكَةُ بِتَسْبِيْحِهِ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ الْقَوْمَ ذَلِكَ النُّورُ فِي صَلَبِهِ).

آل جُزْءِ الثَّالِثِ :

علم غيب - (علامه اسماعيل حقي كاعقيدة)

فَإِنَّهُ عَلَيْهِ كَانَ يُخْبِرُ عَمَّا مَضِيَ وَعَمَّا سَيَكُونُ بِإِغْلَامِ الْحَقِّ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ ذِلْكَ لِيَلَةَ الْمُعْرَاجِ (قُطْرَتِ فِي حَلْقِي قَطْرَةٌ عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ فَمَنْ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ أَخْطَأَ فِيمَا أَصَابَ.

الانعام ٦٠: لا اقول لكم عندي خزانة الله ص ٣٥

قص بن اسرايل کی ایجاد -

أَمَا الرَّقْصُ وَالتَّوَاجْدُ فَأَوْلُ مَنْ أَحْدَثَهُ أَصْحَاحُ السَّامِرِيِّ . فَلَمَّا أَخْذُوا عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوارٌ قَامُوا يَرْقُصُونَ حَوْلَهُ وَيَتَوَاجِدُونَ فِيهِ دِينُ الْكُفَّارِ وَعِبَادُ الْعِجْلِ وَإِنَّمَا كَانَ يَجْلِسُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ أَصْحَاحِهِ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ مِنَ الْوَقَارِ فَيَتَبَغِي لِلْسُّلْطَانِ وَنُوَّابِهِ أَنْ يَمْنَعُهُمْ مِنَ الْحُضُورِ فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا وَلَا يَحِلُّ لَأَحَدٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَحْضُرَ مَعَهُمْ وَلَا يُعِينَهُمْ عَلَى بَاطِلِهِمْ هَذَا مَذَهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَحْمَدَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ آئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ كَذَا فِي حَيْوَةِ الْحَيَوَانِ .

الاعراف ١٤٨: من حلبيهم عجلا ص ٢٤٢

کفن پر کلمہ پاک لکھنے کی وجہ۔

فَالْوَالُوْضَعَ شَغْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَصَاهُ أَوْ سَوْطَهُ عَلَى قَبْرٍ
عَاصِ لِجَاجَ ذَالِكَ الْعَاصِي بِئْرَ كَاتِ تِلْكَ الدَّخِيرَةِ مِنَ الْعَذَابِ وَإِنْ كَانَتْ
فِي دَارِ إِنْسَانٍ أَوْ بَلْدَةٍ لَا يُصِيبُ سُكَانَهَا بِلَاءٌ بِئْرَ كَاتِهَا وَإِنْ لَمْ يَشْعُرُوا بِهَا
وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ مَاءُ زَمْزَمَ وَالْكَفْنُ الْمَبْلُولُ بِهِ وَبِطَانَةُ أَسْتَارِ الْكَعْبَةِ وَالْتَّكْفُنُ
بِهَا.

قَالَ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحْمَةُ اللَّهِ وَإِذَا أَرْدَثَ مِثَالًا مِنْ خَارِجٍ فَأَعْلَمُ أَنَّ
كُلًّا مِنْ اطَّاعَ سُلْطَانًا وَعَظِيمَةً فَإِذَا دَخَلَ بَلْدَةً وَرَأَى فِيهَا سَهْمًا مِنْ جَعْبَتِهِ أَوْ
سَوْطَالَهُ فَإِنَّهُ يُعَظِّمُ تِلْكَ الْبَلْدَةَ وَأَهْلَهَا فَالْمَلَكَةُ يُعَظِّمُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا
رَأَوْا ذَخَارِرَةً فِي دَارٍ أَوْ بَلْدَةٍ أَوْ قَبْرٍ عَظِيمًا صَاحِبَةً وَخَفَفُوا عَنْهُ الْعَذَابَ
وَلَذَالِكَ السَّبِيلُ يَنْفَعُ الْمَوْتَى أَنْ تُوْضَعَ الْمَصَاحِفُ عَلَى قُبُورِهِمْ وَيُتَلَى
عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ وَيُكْتَبُ الْقُرْآنُ عَلَى الْقَرَاطِيسِ وَتُوْضَعُ فِي أَيْدِي الْمَوْتَى
كَذَا فِي الْأَسْرَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ.

الاعراف: ١٥٨ - رسول الله أليكم حسيعا... ص ٤٥٩

سخاوت آل رسول۔

رُوِيَ أَنَّ فَاطِمَةَ أَعْطَتْ قَمِيصَهَا عَلَيَا لِيُشْتَرِي لَهَا مَا اشْتَهَاهُ الْحَسَنُ
فَبَاعَهُ بِسِتَّةِ دِرَاهِمَ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ فَأَعْطَاهُ إِيَاهَا فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ وَمَعَهُ نَاقَةٌ
فَاشْتَرَاهَا عَلَى الْمُلْكَةِ بِسِتَّينَ دِينَارًا ثُمَّ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَاشْتَرَاهَا مِنْهُ النَّاقَةَ
بِسِتَّينَ دِينَارًا وَسِتَّةِ دِرَاهِمَ ثُمَّ طَلَبَ بَائِعَ النَّاقَةِ لِيُدْفَعَ لَهُ ثُمنَهَا فَلَمْ يَجِدْهُ

فَعَرَضَ الْقِصَّةَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ (أَمَا السَّائِلُ فَرِضُوا نَ وَ أَمَا الْبَائِعُ فَمِنْكَ أَنِيلُ وَ أَمَا الْمُشْتَرِيُ فَجِبْرَائِيلُ)

الأنفال: ٤ - أولائك هم المؤمنون حقا ص ٣٤

تحني كي فضليت -

وَ فِي الْحَدِيثِ (يَاتِي يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَرْبَعَةُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ الْحَاجُ الَّذِي حَجَّ الْبَيْتَ بِغَيْرِ اِفْسَادٍ وَ الشَّهِيدُ الَّذِي قُتِلَ فِي الْمَعْرِكَةِ وَ السَّخِيُ الَّذِي لَمْ يَلْتَمِسْ بِسَخَاوَتِهِ رِيَاءً وَ الْعَالَمُ الَّذِي عَمِلَ بِعِلْمِهِ فَيَتَنَازَعُونَ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ أَوْ لَا فَيُرِسِلُ اللَّهُ جِبْرَائِيلَ لِيَحُكِمَ بَيْنَهُمْ بِالْعُدْلِ فَيَقُولُ لِلشَّهِيدِ مَا فَعَلْتَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى تُرِيدَ أَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ أَوْ لَا فَيَقُولُ فَكِلْتُ فِي الْمَعْرِكَةِ لِرَضَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَقُولُ مِمَنْ سَمِعْتَ أَنَّ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ مِنَ الْعُلَمَاءِ فَيَقُولُ اِحْفَظِ الْاِدَبَ وَ لَا تَتَقدَّمْ عَلَى مُعَلِّمِكَ ثُمَّ يَسْأَلُ الْحَاجَ وَ السَّخِيَ كَذِلِكَ ثُمَّ يَقُولُ لَهُمَا اِحْفَظَا الْاِدَبَ وَ لَا تَتَقدَّمَا عَلَى مُعَلِّمِكُمَا ثُمَّ يَقُولُ الْعَالَمُ إِلَهِي أَنْتَ تَعْلَمُ إِنِّي مَا حَصَلْتُ الْعِلْمَ إِلَّا بِسَخَاوَةِ السَّخِيِ وَ أَنْتَ لَا تُضِيغُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ فَيَقُولُ اللَّهُ صَدَقَ الْعَالَمُ يَا رِضْوَانُ افْتَحْ الْبَابَ وَ ادْخِلْ السَّخِيَ أَوْ لَا)

وَ فِي ذَلِكَ اِشارةٌ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْعَالَمِ هُوَ الَّذِي يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فَإِنَّ الْاِنْصَافَ مِنْ شَانِهِ إِذَا الْاِنْصَافُ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِصَالِحِ النَّفْسِ وَ لَا يُمْكِنُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْعَمَلِ فَلَا يَغْتَرُ أَهْلُ الْهَوْيِ مِنْ عُلَمَاءِ الظَّاهِرِ بِذَلِكَ فَإِنَّ كَوْنَ الْعِلْمِ الْمُجَرَدِ مُنْجِيًّا مَذْهَبً فَاسِدٌ فَإِنَّ الْعَالَمَ الْفَاجِرَ أَشَدُ عَذَابًا مِنَ الْجَاهِلِ

بِلِ الْعَالَمِ هُوَ الَّذِي يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ وَيَصِلُّ إِلَى الْعِرْفَانِ بِتَصْفِيَةِ الْقَلْبِ.

الأنفال: ٤ - أولئك هم المؤمنون حقا ص ٣٤

اولیاء اللہ کے مزارات پر دیا جلانے کی منت مانا جائز ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْغَنِيِّ النَّابِلِسِيُّ فِي كَشْفِ النُّورِ عَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ
مَا خَلَاصَتْهُ أَنَّ الْبِذْعَةَ الْحَسَنَةَ الْمُوَافَقةَ لِمَقْصُودِ الشَّرْعِ تُسَمَّى سُنَّةً فِيَّ
الْقُبَابِ عَلَى قُبُورِ الْعُلَمَاءِ وَالْأُولَيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضُعُ السُّتُورِ وَالْعَمَائِمِ
وَالثِّيَابِ عَلَى قُبُورِهِمْ أَمْرٌ جَائزٌ إِذَا كَانَ الْقَضْدُ بِذَلِكَ التَّعْظِيمُ فِي أَغْيُنِ
الْعَامَّةِ حَتَّى لَا يَخْتَرُوا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ وَكَذَا إِيقَادُ الْقَنَادِيلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ
قُبُورِ الْأُولَيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالإِجْلَالِ أَيْضًا لِلْأُولَيَاءِ فَالْمَقْصِدُ
فِيهَا مَقْصِدٌ حَسَنٌ.

وَنَذْرُ الرَّزِّيْسِ وَالشَّمْعُ لِلْأُولَيَاءِ يُوقَدُ عِنْدَ قُبُورِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَ
مَحَبَّةً فِيهِمْ جَائزٌ أَيْضًا لَا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ.

التوبه: ٩ - إنما يعمر مساجد الله ص ٤٠٠

”لَا مَهْدِيٌّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمٍ“ كامعني -

وَمَعْنَاهُ لَا يَكُونُ أَحَدٌ صَاحِبُ الْمَهْدِيِّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَإِنَّهُ يَنْزَلُ
لِنُصْرَتِهِ وَصَحْبَتِهِ وَالْمَهْدِيُّ الَّذِي مِنْ عِتْرَةِ النَّبِيِّ الْعَلِيِّ إِمامٌ عَادِلٌ لَيْسَ بِنَبِيٍّ
وَلَا رَسُولٌ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ عِيسَى هُوَ الْمَهْدِيُّ الْمُرْسَلُ الْمُوْحَى إِلَيْهِ
وَالْمَهْدِيُّ لَيْسَ بِنَبِيٍّ مُوْحَى إِلَيْهِ وَأَيْضًا أَنَّ عِيسَى خَاتَمُ الْوِلَايَةِ الْمُطْلَقَةِ
وَالْمَهْدِيُّ خَاتَمُ الْخِلَافَةِ الْمُطْلَقَةِ وَكُلُّ مَنْهُمَا يَخْدُمُ هَذَا الدِّينَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

الآدِيَانِ وَأَحَبُّهَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى.

التوبه ٩: ٣٣ - ليظهره على الدين كلـه ص ٤١٦

جنازه كـ ابتداء -

رُوِيَ أَنَّ آدَمَ السَّلَّاتُ لَمَّا تُؤْفَى أُتَى بِخَنْوَطٍ وَكَفِنًا مِنَ الْجَنَّةِ وَنَزَّلَتِ
الْمَلَائِكَةُ فَغَسَلَتُهُ وَكَفَّتُهُ فِي وِتْرِ مِنَ الشَّيَابِ وَخَطُوَهُ وَتَقَدَّمَ مَلَكٌ مِنْهُمْ
فَصَلَّى عَلَيْهِ وَصَلَّتِ الْمَلَائِكَةُ خَلْفَهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ وَلَدُهُ شِيُّثٌ لِجِبْرِيلَ السَّلَّاتُ صَلَّى عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ
تَقَدَّمْ أَنْتَ فَصَلَّى عَلَى أَبِيكَ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَكَبَرَ ثَلَاثَيْنَ تَكْبِيرَةً ثُمَّ أَقْبَرُوهُ ثُمَّ
الْحَدُوْهُ وَنَصَبُوا الْلَّبْنَ عَلَيْهِ وَابْنُهُ شِيُّثُ الْذِي هُوَ وَصِيهُ مَعَهُمْ فَلَمَّا فَرَغُوا
قَالُوا لَهُ هَكَذَا فَاصْنَعْ بِوَلَدِكَ وَإِخْوَتِكَ فَإِنَّهَا سُنْتُكُمْ وَمِنْهُ يُعْلَمُ أَنَّ الْغَسْلَ
وَالْتَّكْفِينَ وَالصَّلَاةَ وَالدَّفْنَ وَاللَّحْدَ مِنَ الشَّرَائِعِ الْقَدِيمَةِ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَلَاةُ الْجَنَازَةِ مِنْ خَصَائِصِ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَا مُنَافَاةٌ لِأَنَّهُ
لَا يَلْزَمُ مِنْ كُوْنِهَا مِنَ الشَّرَائِعِ الْقَدِيمَةِ أَنْ تَكُونَ مَعْرُوفَةً لِقُرَيْشٍ إِذْ لَوْ كَانَ
كَذِلِكَ لَفَعَلُوا ذَلِكَ وَفِي كَلَامِ بَعْضِهِمْ كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَغْسِلُونَ
مَوْتَاهُمْ وَكَانُوا يَكْفُنُونَهُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَهُوَ أَنْ يَقُولُ وَلِئَلَّيْ الْمَيِّتُ بَعْدَ أَنْ
بُوْضَعَ عَلَى سَرِيرِهِ فَيَذْكُرُ مَحَاسِنَهُ كُلَّهَا وَيُشْتَى ثُمَّ يَقُولُ عَلَيْكَ رَحْمَةُ اللَّهِ
مَمْ يُدْفَنُ.

رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ السَّلَّاتُ لَمَّا قَدَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُورَ قَدْ
مَاتَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَصَلَّى عَلَى قَبْرِهِ وَكَبَرَ فِي صَلَاتِهِ

أَرْبَعًا فَصَلَاةُ الْجَنَازَةِ فُرِضَتْ فِي السَّنَةِ الْأُولَى مِنَ الْهِجْرَةِ عَلَى مَا قَالُوا وَمَنْ
انْكَرَ فَرْضِيَّةَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ كُفَّرَ كَمَا فِي الْقُنْيَةِ.

التوبه ٩: ١٠٣ - ان صلوتك سكن لهم ص ٤٩٦

اوليت مصطفى عليه السلام

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَأَلَ جِبْرِيلَ الطَّهَرَ فَقَالَ (يَا جِبْرِيلُ كُمْ
عُمُرُكَ مِنَ السَّيْنِينِ؟) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتَ أَعْلَمُ بِغَيْرِ أَنَّ فِي الْحِجَابِ الرَّابِعِ
نَجْمًا يَطْلُعُ فِي كُلِّ سَبْعِينَ الْفَ سَنَةً مَرَّةً رَأَيْتُهُ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ الْفَ مَرَّةً فَقَالَ الطَّهَرُ (يَا جِبْرِيلُ وَعِزَّةُ رَبِّي أَنَا ذَالِكَ الْكَوْكَبُ)

وَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ جَعَلَ نُورَ حَبِيبِهِ فِي ظَهُورِهِ فَكَانَ يَلْمُعُ فِي جَبِينِهِ ثُمَّ
انْتَقَلَ إِلَى وَلَدِهِ شَيْثَ الدِّينِ هُوَ وَصِيهُ وَالثَّالِثُ مِنْ وَلَدِهِ وَكَانَتْ حَوَاءُ تِلْدُ ذَكَرًا وَ
إِثْنَيْ مَعَا وَلَمْ تِلْدُ وَلَدًا مُنْفَرِدًا إِلَّا شَيْثَ كَرَامَةً لِهَذَا النُّورِ ثُمَّ انتَقَلَ إِلَى وَاحِدٍ بَعْدَ
وَاحِدٍ مِنْ أَوْلَادِهِ إِلَى أَنْ وَصَلَ إِلَى عَبْدِ الْمُطَلِّبِ ثُمَّ إِلَى ابْنِهِ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ إِلَى آمِنَةَ.

وَكَانَ الطَّهَرُ عِلْمًا غَائِيَّةً لِوُجُودِ كُلِّ كَوْنٍ فَوْجُودُهُ الشَّرِيفُ وَ
عَنْصُرُهُ الْلَّطِيفُ أَفْضَلُ الْمُوْجُودَاتِ الْكَوْنِيَّةُ وَرُؤْسَهُ الْمُطَهَّرُ أَمْثَلُ الْأَرْوَاحِ
الْقُدُسِيَّةُ وَقَبِيلَتُهُ أَفْضَلُ الْقَبَائِلِ وَلِسَانُهُ خَيْرُ الْأَلْسِنَةِ وَكِتَابُهُ خَيْرُ الْكُتُبِ
الْإِلَهِيَّةِ وَاللَّهُ وَأَصْحَابُهُ خَيْرُ الْأَلْلَامِ وَخَيْرُ الْأَصْحَاحَ وَزَمَانُ وِلَادَتِهِ خَيْرُ
الْأَزْمَانِ وَرُوْضَتُهُ الْمُنْوَرَةُ أَعْلَى الْأَمَاكِنِ مُطْلَقاً وَالْمَاءُ الدِّينُ نَبَعَ مِنْ أَصَابِعِهِ
الشَّرِيفَةِ أَفْضَلُ الْمِيَاهِ مُطْلَقاً ثُمَّ بَعْدَهُ أَفْضَلُ مَاءُ زَمْزَمَ لَا نَهُ غَسِيلٌ مِنْهُ صَدْرَةُ
الظَّاهِرِ لِيَلَّةِ الْمِعْرَاجِ وَلَوْ كَانَ مَاءُ أَفْضَلُ مِنْهُ يُغَسِّلُ بِهِ صَدْرَةُ الطَّهَرِ.

التوبه ٩: ١٢٨ - عزيز عليه ما عنتم ص ٥٤٣

الْجُزُءُ الرَّابِعُ:

اِيام نُحُس و سعد.

وَقَدْ جَاءَ فِي الصَّحِيفَ (إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ التُّرْبَةَ (يعني الْأَرْضَ) يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الْأَلْثَلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ وَبَتَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَخَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُوعَةِ آخِرَ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُوعَةِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ)

فَإِنْ قِيلَ أَلْقُرْآنُ يَدْلُلُ عَلَى أَنَّ خَلْقَ الْأَشْيَاءِ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَالْحَدِيثُ الصَّحِيفُ الْمَذْكُورُ عَلَى أَنَّهَا سَبْعَةٌ؟ فَالْجُوابُ أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا خُلِقُوا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِنَ الْأَرْضِ فَالْأَرْضُ خُلِقَتْ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَآدَمُ كَالْفَرْعَوْنِ مِنْ بَعْضِهَا كَمَا فِي فُتْحِ الْقَرِيبِ.

يونس ١٠:٣ - خلق السموات والارض في ستة ايام ص: ٨

قرآن پاک کی تعظیم اور اس کا اجر

حُكِيَّ أَنَّ عُثْمَانَ الْغَازِيَ جَدَ السَّلاطِينِ الْعُثْمَانِيَّةِ إِنَّمَا وَصَلَ إِلَى مَا وَصَلَ بِرِعَايَةِ كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى وَذَالِكَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ أَسْخِيَاءِ زَمَانِهِ يَدْلُلُ النَّعْمَ لِلْمُتَرَدِّدِينَ فَتَقْلُلُ ذَالِكَ عَلَى أَهْلِ قَرِيبِهِ وَنَفَضُوا عَلَيْهِ فَذَهَبَ لِيُشْتَكِي مِنْ أَهْلِ الْقَرِيبِ إِلَى الْحَاجِ بِكَتَاشِ أَوْ غَيْرِهِ مِنَ الرِّجَالِ فَنَزَلَ بَيْتَ رَجُلٍ قَدْ عَلِقَ فِيهِ مُضْحَفٌ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا هُوَ كَلَامُ اللَّهِ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْأَدَبِ أَنْ نَقْعُدَ

عندَ كلامِ اللہِ تَعَالَى فَقَامَ وَ عَقَدَ يَدِيهِ مُسْتَقْبِلًا إِلَيْهِ فَلَمْ يَرْلُ قَائِمًا إِلَى الصَّبَحِ
 فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَهَبَ إِلَى طَرِيقِهِ فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ وَ قَالَ أَنَا مَطْلُوبُكَ ثُمَّ قَالَ لَهُ إِنَّ
 اللَّهَ تَعَالَى عَظِيمٌ وَ أَعْطَاكَ وَ دُرِّيْتَ السُّلْطَانَةِ بِسَبَبِ تَعْظِيْمِكَ
 لِكَلَامِهِ ثُمَّ أَمْرَ بِقَطْعِ شَجَرَةٍ وَ رَبَطَ بِرَأْسِهَا مِنْدِيْلًا وَ قَالَ لِيَكُنْ ذَالِكَ لِوَاءَ ثُمَّ
 اجْتَمَعَ عِنْدَهُ جَمَاعَةٌ فَجَعَلَ أَوْلَ غَزَوةَ بَلَاجِكَ وَ فَتَحَ بِعِنَايَةِ اللَّهِ تَعَالَى ثُمَّ
 أَذْنَ لَهُ السُّلْطَانُ عَلَاءُ الدِّينِ فِي الظَّاهِرِ إِيْضًا فَصَارَ سُلْطَانًا ثُمَّ بَعْدَ ارْتِحَالِهِ
 صَارَ وَلَدُهُ أُورخَانُ سُلْطَانًا فَفَتَحَ هُوَ بِرُوسِيَّةَ الْمَحْرُوسَةَ بِالْعَوْنَانِ الْإِلَهِيِّ فِيْمِنْ
 ذَالِكَ الْوَقْتِ إِلَى هَذَا الْآنِ الدُّولَةُ الْعُثْمَانِيَّةُ عَلَى الْأَرْدِيَادِ بِسَبَبِ تَعْظِيْمِهِ
 كِتَابَ اللَّهِ وَ كِلَامَةَ الْقَدِيمِ كَذَا فِي الْوَاقِعَاتِ الْمُحْمُودِيَّةِ.

يونس ۱۰: ۲۰۔ اذا اذقنا الناس رحمة من بعد ضراء ص ۲۸-۲۹

بہن کے ساتھ نکاح نوح عليه السلام کے زمانے میں حرام ہوا۔

قَالَ فِي الْبُسْتَانِ كَانَ اسْمُ نُوحَ شَاكِرًا وَ إِنَّمَا يُسَمَّى نُوحًا لِكَثْرَةِ
 نَوْحِهِ وَ بُكَائِهِ مِنْ خَوْفِ اللَّهِ وَ هُوَ أَوْلُ مَنْ أَمْرَ بِنَسْخِ الْأَحْكَامِ وَ أَمْرَ بِالشَّرَائِعِ
 وَ كَانَ قَبْلَهُ نِكَاحُ الْأَخْتِ حَلَالًا فَحُرِمَ ذَالِكَ عَلَى عَهْدِهِ وَ بَعْثَةِ اللَّهِ نَبِيًّا وَ هُوَ
 يَوْمَ نَبِيْدَ ابْنَ أَرْبَعِمًا وَ ثَمَانِيْنِ سَنَةً.

يونس ۱۰: ۷۱۔ وَاتَّلَ عَلَيْهِمْ نِيَأْ نُوحَ ص ۶۵

یوم عاشورا اور محرم کے ابتدائی دنوں میں واقعات کر بلائی مجاہس روافض
 کے ساتھ مشابہت ہے۔

قَالَ حُجَّةُ الْإِسْلَامِ الْغَزَالِيُّ يَحْرُمُ عَلَى الْوَاعِظِ وَ غَيْرِهِ رِوَايَةُ مَقْتَلِ

الحسين و حِكَايَةُ وَ مَا جَرِيَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ التَّشَاجُرِ وَ التَّخَاصُمِ فَإِنَّهُ
يَهِيَّجُ بِغُضْنَصَ الصَّحَابَةِ وَ الطَّعْنَ فِيهِمْ وَ هُمْ أَعْلَامُ الدِّينِ وَ مَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ مِنَ
الْمُنَازَعَاتِ فَيُحَمَّلُ عَلَى مَحَامِلِ صَحِيحَةٍ وَ لَعْلَ ذَلِكَ لَخَطَا فِي الْجِهَادِ .
لَا لِتَلْبِي الرِّئَاسَةَ وَ الدُّنْيَا كَمَا لَا يَخْفِي .

هود ۱۱:۴۸ - قيل يا نوح اهبط ص ۱۴۳

الحضر ۱۰:۵۹ - ولا حوانا الذين سبقونا ج ۹ ص ۴۳۷

سیدنا حسین (رضی اللہ عنہ) کا قاتل آگ کے تابوت میں۔

قَالَ فِيْ عِقْدِ الدُّرِّ وَيْحَقَّ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ كَيْفَ حَالَهُ مَعَ أَبَوِيهِ وَ جَدِّهِ
وَانْشَدُوا

لَا بُدَّ أَنْ تَرِدَ الْقِيَامَةَ فَاطِمَّ
وَقَمِيْصُهَا بَدَمُ الْحُسَيْنِ مُلْطَخٌ
وَبَلَّ لِمَنْ شُفَعَأُهُ خَصْمَاؤهُ
وَفِي الْحَدِيثِ (قَاتِلُ الْحُسَيْنِ فِي تَابُوتٍ مَنْ نَارٌ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ
أَهْلِ الدُّنْيَا)

هود ۱۱:۴۸ - قيل يا نوح اهبط ص ۱۴۳

ایمان ز لیخا۔

حُكِيَّ أَنَّ رَلِيْخَا بَعْدَ مَا تُوفِيَ قِطْفِيرٌ انْقَطَعَتْ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ وَ سَكَنَتْ
لِيْ خَرَابَةً مِنْ خَرَابَاتِ مَصْرَ سِنِينَ كَثِيرَةً وَ كَانَتْ لَهَا جَوَاهِرٌ كَثِيرَةً جَمِيعَتْ
فِي زَمَانِ زُوْجِهَا إِذَا سَمِعَتْ مِنْ وَاحِدِ خَبْرِ يُوسُفَ أَوْ إِسْمَهُ بَذَلَتْ مِنْهَا
مَعْجَبَةً لَهُ حَتَّى نَفَدَتْ وَ لَمْ يَقِنْ لَهَا شَيْءٌ .

وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَصَابَ زَلِيْخَا مَا أَصَابَ النَّاسَ مِنَ الضُّرِّ وَالْجُوعِ فِي
أَيَّامِ الْقَحْطِ فَبَاعَتْ حُلَيْهَا وَحُلَلَهَا وَجَمِيعَ مَا كَانَتْ تَمْلِكُهُ وَذَهَبَ بِعُمُّتَهَا وَ
بَكَثَ بُكَاءً الشَّوْقِ لِيُوسُفَ وَهَرَمَتْ.

جواني تيره گشت از چد خ پيرش
برنگ شير شد موی جو قيرش
برآمد صح و شب هنگامه بر چيد
بمشکтан او کافور باريده
پيشت خم ازان يودي سر ش پيش
کرجتی کم شده سرماه خویش
ثم لَمَّا غَيَّرَهَا الجُهُدُ وَاشْتَدَّ حَالُهَا بِمَقَاسَاهُ شَدَائِدِ الْخَلْوَةِ فِي تِلْكَ
الْخَرَابَةِ اتَّخَذَتِ لِنَفْسِهَا بَيْتاً مِنَ الْقَصْبِ عَلَى قَارِغَةِ الطَّرِيقِ الَّتِي هِيَ مَمْرُّ
يُوسُفَ وَكَانَ يُوسُفُ يَرْكَبُ فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ وَلَهُ فَرَسٌ يُسْمَعُ صَهِيلُهُ عَلَى
مِيلَيْنِ وَلَا يَضْهَلُ إِلَّا وَقَتَ الرَّكُوبِ فَيَعْلَمُ النَّاسُ أَنَّهُ قَدْ رَكَبَ فَتَقَبَّلَ زَلِيْخَا
عَلَى قَارِغَةِ الطَّرِيقِ فَإِذَا مَرَّ بِهَا يُوسُفُ تَنَادَيْهُ بِأَغْلَى صَوْتِهَا فَلَا يُسْمَعُ لِكُثْرَةِ
إِخْتِلاطِ الْأَصْوَاتِ.

صَهِيلِ مِرْكَبَانِ بَادِ پِيَا	زِ بِسِ بَرْگُوشَهَا مِيزِدِ زِ هَرْجَا
نَفِيرِ چَاؤ شَانِ طَرْقَوَا گُوي	زِ بِسِ بَرْآسَانِ مِيشَدِ زِ هَرْسَوِي
بَحَالِ شَدِ كَهْ اُرَاكَسِ مِينَادِ	كَسِ ازْغُوغَا بَحَالِ او نِيفَتَادِ
زِ چَاؤ شَانِ صَدَائِي دُورْشُودِ دُورِ	چَوْكَرْدِي گُوشِ آآنِ حِيرَانِ وَمُبَحَّرِ
بَصَدِ محَنَتِ درَانِ دُورِي صَبُورِمِ	زِ دِي افْغَانِ كَهْ مِنْ عَمْرِيَسِتِ دُورِمِ
هَمَانِ بَهْتَرِ كَهْ ازِ خَوْ دُورِ بَاشِمِ	زِ جَانَانِ تَآ كَيِ مُبَحَّرِ باشِمِ
زِ خَوْ دِ كَرْدَه فَرَامَوشِ او قَتَادِي	بَكْفَتِي اينِ وَ بِيهْوشِ او قَتَادِي

فَاقْبَلَ يَوْمًا عَلَى صَنِيمَهَا الَّذِي كَانَتْ تَعْيِدُهُ وَلَا تُفَارِقُهُ وَقَالَتْ لَهُ تَبَّأْ
لَكَ وَلِمَن يَسْجُدُ لَكَ أَمَا تَرْحُمْ كِبِيرًا وَعَمَّا وَفَقِيرًا وَضُعْفَى فِي
قُوَّاى فَإِنَّا إِلَيْهِمْ كَافِرَةٌ بِكَ.

خَلِيل آشْكَنْتَش پَارَه پَارَه	بَگْفت این را بِز دَبَر سِنگ خَارَه
بَدْرَگَاه خَدَائِيَّ پَاك نَالِيد	تَضَرَعَ كَر دَورَه بَر خَاك مَالِيد
بَان بَر خَود جَفَارَه كَر دَم خَدَايا	اَگر رو در بَت آور دَم خَدَايا
خَطَا كَر دَم خَطَائِي مَن بِيا مَرَز	بَلْطَفَ خَود جَهَائِي مَن بِيا مَرَز
سَانَدِي گُوهِر بَينَسَائي اَزْمَن	زَپِس رَاه خَطا پَيَايِي اَزْمَن
بَمَن دَه باز آنچَه اَزْمَن سَانَدِي	چَواَس كَر دَخَطا اَزْمَن فَشَانَدِي
بَحِينَم لَالَّه اَز باعِي يَوسَف	بُودَول فَارَغ اَز دَاغ تَأْسِف

فَآمَنَتْ بِرَبِّ يَوسَفَ وَصَارَتْ تَذَكُّرُ اللَّهِ تَعَالَى صَبَاحًا وَمَسَاءً
فَرَكَبَ يَوسَفَ يَوْمًا بَعْدَ ذَالِكَ فَلَمَّا صَهَلَ فَرَسُهَ عَلِيمَ النَّاسُ اَللَّهُ رَبُّ
فَاجْتَمَعُوا لِمُطَالَعَةِ جَمَالِهِ وَرُؤْيَا اِحْتِشَامِهِ فَسَمِعُتْ زَلِيْخَا الصَّهِيلَ فَخَرَجَتْ
مِنْ بَيْتِ الْقَصْبِ فَلَمَّا مَرَّ بِهَا يَوسَفُ نَادَتْ بِأَغْلَى صَوْتِهَا سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ
الْمُلُوكَ عَبِيدًا بِالْمُعْصِيَةِ وَجَعَلَ الْعَبِيدَ مُلُوكًا بِالطَّاعَةِ فَأَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى الرِّيحَ
فَأَلْقَتْ كَلَامَهَا فِي مَسَلِعِ يَوسَفَ فَأَثَرَ فِيهِ فَبَكَى ثُمَّ التَّفَتَ فَرَآهَا فَقَالَ لِغَلامِهِ
إِقْضِي لِهَذِهِ الْمَرَأَةِ حَاجَتَهَا فَقَالَ لَهَا مَا حَاجَتِكِ؟ قَالَتْ اِنَّ حَاجَتِي لَا يَقْضِيَهَا
اَلَا يُوْسُفُ فَحَمَلَهَا إِلَى دَارِ يُوْسُفَ.

فَلَمَّا رَجَعَ يُوْسُفُ إِلَى قَصْرِ نَزَعَ ثِيَابَ الْمَلِكِ وَلَبِسَ مِدْرَعَةً مِنْ

الشَّعْرُ وَ جَلْسَ فِي بَيْتِ عِبَادَتِهِ يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى وَ ذَكْرَ الْعُجُوزَ وَ دُعَا بِالْغَلامِ
وَ قَالَ مَا فَعَلْتَ الْعُجُوزَ فَقَالَ إِنَّهَا زَعَمَتْ أَنَّ حَاجَتَهَا لَا يَقْضِيهَا غَيْرُكَ.
فَقَالَ إِنِّي بِهَا فَاخْضُرْهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ وَ هُوَ مُنْكَسٌ الرَّأْسُ فَرَقَ لَهَا
وَ رَدَّ الْعَلَمَةَ وَ قَالَ لَهَا يَا عُجُوزَ إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ كَلَامًا فَاعِدِيهِ فَقَالَتْ إِنِّي
قُلْتُ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْمُلُوكَ عَبِيدًا بِالْمُغْصَيَّةِ وَ جَعَلَ الْعَبِيدَ مُلُوكًا
بِالطَّاعَةِ فَقَالَ نِعَمْ مَا قُلْتَ فَمَا حَاجَتِكِ؟ قَالَتْ يَا يُوسُفُ مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَّتِي
فَقَالَ مَنْ أَنْتِ وَ مَا لَيْ بِكِ مَعْرِفَةٌ.

گفت آنم که چو روی تو دیدم	ترا از جمله عالم بر گزیم
فشندم گنج و گوهر در بهایت	دل و جان وقف کردم در هواست
جوانی در غمته بر باد دادم	بدین پیری کمی بینی فادم
گرفتی شاپد ملک اندر آغوش	مرا یکبار تو کردی فراموش

اما آنا زلیخا فَقَالَ يُوسُفُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي يُحْيِي وَ يُمْتِتْ وَ هُوَ
حَيٌّ لَا يَمْتُتْ وَ أَنْتِ بَعْدَ فِي الدُّنْيَا يَارَأْسَ الْفِتْنَةِ وَ أَسَاسَ الْبَلَيَّةِ فَقَالَتْ يَا
يُوسُفُ أَبْخَلْتَ عَلَيَّ بِحَيَاةِ الدُّنْيَا فَبَكَى يُوسُفُ وَقَالَ مَا صَنَعْ حُسْنُكِ وَ
جَمَالُكِ وَ مَالُكِ قَالَتْ ذَهَبَ بِهِ الَّذِي أَخْرَجَكَ مِنَ السِّجْنِ وَ أَوْرَثَكَ
هَذَا الْمُلْكَ فَقَالَ لَهَا مَا حَاجَتِكِ قَالَتْ أَوْ تَفْعَلُ؟ قَالَ نَعَمْ وَ حَقَّ شَيْئَةٌ
إِبْرَاهِيمَ فَقَالَتْ لِي ثَلَاثَ حَوَائِجَ الْأُولَى وَ الثَّانِيَةُ أَنْ تَسْأَلَ اللَّهَ أَنْ يُرَدَّ عَلَيَّ
بَصَرِيُّ وَ شَبَابِيُّ وَ جَمَالِيُّ فَإِنِّي بَكَيْتُ عَلَيْكَ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرِيُّ وَ نَحَلَّ
جِسْمِيُّ فَدَعَا لَهَا يُوسُفُ فَرَدَ اللَّهُ عَلَيْهَا بَصَرَهَا وَ شَبَابَهَا وَ حُسْنَهَا

سفیدی شد ز مشکین مهره اش دور
 درآمد در سواد زگش نور
 جوانی پیریش را گشت هال
 پس از چل سالگی شد هرده ساله
 وَ قَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ عُمُرُهَا يَوْمَئِذٍ تِسْعَيْنَ سَنَةً . وَ الْحَاجَةُ التَّالِثَةُ أَنْ
 تَتَزَوَّجَنِي فَسَكَتَ يُوسُفُ وَ أَطْرَقَ رَأْسَهُ زَمَانًا فَاتَاهُ جِبْرِيلُ وَ قَالَ لَهُ يَا يُوسُفُ
 رَبُّكَ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ لَكَ لَا تَبْخَلْ عَلَيْهَا بِمَا طَلَبْتُ .
 که ماجز ز لیخار اچودیدیم
 بتوعرض نیازش راشنیدیم
 دش از تنخ نومیدی خستیم
 بتو بالای عرش عقد بستیم
 فَتَزَوَّجْ بِهَا فَإِنَّهَا زَوْجُكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ .
 چو فرمان یافت یوسف از خداوند
 که بند با ز لیخا عقد و پیوند
 ذَعَا سُلْطَانَ مِصْرَ وَ جَمِيعَ الْأَشْرَافِ وَ ضَافَ لَهُمْ .
 بقانون خلیل و دین یعقوب
 برآ میم جیل و صورت خوب
 ز لیخا را بعقد خود درآورد
 بعد خویش کیتاگو هر آورد
 وَ نَزَّلْتُ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ تَهْنِئَةً بِزَوْاجِهِ بِهَا وَ قَالُوا هَنَّاكَ اللَّهُ بِمَا
 أَغْطَاكَ فَهَذَا مَا وَعَدْكَ رَبُّكَ وَ أَنْتَ فِي الْجَبَّ فَقَالَ يُوسُفُ الْحَمْدُ لِلَّهِ
 الَّذِي أَنْعَمَ عَلَيَّ وَ أَحْسَنَ إِلَيَّ وَ هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ . ثُمَّ قَالَ إِلَيْهِ وَ سَيِّدِي
 أَسْأَلُكَ أَنْ تُسَمِّعَ هَذِهِ النِّعْمَةَ وَ تُرِينِي وَجْهَ يَعْقُوبَ وَ تُقْرِئَ عَيْنَهُ بِالنَّظَرِ إِلَيَّ وَ
 تُسَهِّلَ لِإِخْرَاتِي طَرِيقًا إِلَى الْاجْتِمَاعِ بِي فَإِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ وَ أَنْتَ عَلَى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .
 وَ أَرْسَلْتُ زَلِيخَا إِلَى بَيْتِ الْخَلْوَةِ فَأَسْتَقْبَلَهَا الْجَوَارِثُ بِأَنْواعِ

الْحُلَيْ وَالْحُلَلِ فَتَرَيْتُ بِهَا فَلَمَّا جَنَ اللَّيْلُ وَ دَخَلَ يُوسُفُ عَلَيْهَا قَالَ لَهَا
آيُّسَ هَذَا خَيْرًا مِمَّا كُنْتِ تُرِيدُينَ فَقَالَتْ إِلَيْهَا الصَّدِيقُ لَا تُلْمِنِي فَإِنِّي كُنْتُ
إِمْرَأَ حَسْنَاءَ نَاعِمَةً فِي مُلْكِ وَ دُنْيَا وَ كَانَ رَوْجُنِي عِنْيَنَا لَا يَصِلُ إِلَى النِّسَاءِ
وَ كُنْتُ كَمَا جَعَلَكَ اللَّهُ فِي صُورَتِكَ الْحَسَنَةِ فَغَلَبْتُنِي نَفْسِي.

شکیبایی نبود از توهمن بکش دامان عفوی از بدمن

ز جرمی کز کمال عشق خیزد کجا معشوق با عاشق سیزد

فَلَمَّا بَنَى بِهَا يُوسُفُ وَ جَدَهَا عَذْرَاءَ وَ أَصَابَهَا وَ فَكَ الْخَاتَمِ.

کلید حقه از یاقوت ترساخت کشادش قفل دروی گوهر انداخت

فَحَمَلَتْ مِنْ يُوسُفَ وَ ولَدَتْ لَهُ ابْنَيْنِ فِي بَطْنِ أَحَدُهُمَا أَفْرَاسِيمِ
وَ الْآخَرُ مِيشَا وَ كَانَا كَالشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ فِي الْحُسْنِ وَ الْبَهَاءِ وَ بَاهَى اللَّهُ
بِحُسْنِهَا مَلَائِكَةُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ أَحَبَ يُوسُفُ زَلِيخَا حُبًّا شَدِيدًا وَ تَحَوَّلَ
عِشْقُ زَلِيخَا وَ حُبُّهَا الْأَوَّلُ إِلَيْهِ حَتَّى لَمْ يَقِنْ لَهُ بِدُونِهَا قَرَارٌ.

چو صدقش بود بیرون از نهایت در آخر کرد بر یوسف سرايت

وَ حَوَّلَ اللَّهُ تَعَالَى عِشْقَ زَلِيخَا الْمَجَازِيَّ إِلَى الْعِشْقِ الْحَقِيقِيِّ فَجَعَلَ
مَيْلَهَا إِلَى الطَّاعَةِ وَالْعِبَادَةِ وَ رَأَوْدَهَا يُوسُفُ يَوْمًا فَفَرَّثَ مِنْهُ فَتَبَعَهَا وَ قَدَّ
قَمِيصَهَا مِنْ ذُبْرِ فَقَالَتْ فَإِنْ قَدَّثُ قَمِيصَكَ مِنْ قَبْلِ فَقَدْ قَدَّثَ قَمِيصِي
الآنَ فَهَذَا بِذَاكَ.

دریں کاراز تقاویت بی ہر ایسم بپیرا، من دری رأسا بر ایسم

چوں یوسف روی او در بندگی دید وزال نیت دش رازندگی دید

بِنَامٍ أَوْ زِرْكَاشَانَهُ سَاحَتْ
نَكَاشَانَهُ عَبَادَتْ خَانَهُ سَاحَتْ
وَوَضَعَ فِي الْبَيْتِ الَّذِي بَنَاهُ سَرِيرًا مَرْصَعًا بِالْجَوَاهِرِ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَ
أَجْلَسَهَا عَلَيْهِ وَقَالَ

كَزَوْدَارِي بِهِرْمُوي عَطَائِي	دَرَوْ بَنْشِينْ پِي شَكَرْ خَدَائِي
جَوَانِي دَادْ بَعْدَ ازْ ضَعْفِ پِيرِي	تَوَانْگَرْ سَاحَتْ بَعْدَ ازْ فَقِيرِي
وَزَالْ بِرْ رُوْ دَرْ رَحْمَتْ كَشَادَتْ	مَچْشِمْ نُورْ فَتَ نُورْ دَادَتْ
بَتْرِيَاكْ وَسَالْ مَنْ رَسَانَدَتْ	پَسْ ازْعَمِرِي كَذْهَرْ غَمْ چَشَانَدَتْ
نَشَتْ بَرْ سَرِيرِي پَادِشَاهِي	زَلِخَا هَمْ بَتْوِيقْ الْهِي
بُوْسَلْ يُوسَفْ فَضْلْ تَخْداونَدْ	دَرَالْ خَلُوتْ سَرَايِي بَوْخَرْسَنَدْ

يوسف ١٢: ٥٥ قال أجعلنى على خزائن الأرض ص ٢٧٩ تا ٢٨٢

فَوْتَ شَدَّگَانَ كَيْ روْھِیں گَھَرَوْلَ كَوَاٰتِی ہیں۔

وَ فِي الْحَدِيثِ (يَا أَصْحَابِي لَا تَنْسُوا أَمْوَاتَكُمْ فِي قُبُورِهِمْ خَاصَّةً فِي
شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنْ أَرْوَاهُمْ يَأْتُونَ بِيُوْتَهُمْ فَيُنَادِيُ كُلُّ أَحَدٍ مِنْهُمْ الْفَرَّأَةُ مِنَ
الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ اغْطِفُوا عَلَيْنَا بِدَرْهِمٍ أَوْ بِرَغِيفٍ أَوْ بِكَسْرَةِ خُبْزٍ أَوْ بِدَعْوَةٍ أَوْ
بِقِرَاءَةٍ آيَةٍ أَوْ بِكَسوَةٍ كَسَاكُمُ اللَّهُ مِنْ لِبَاسِ الْجَنَّةِ) كَذَّا فِي رَبِيعِ الْأَبْرَارِ.

الرعد ١٣: ٢٢ - وَانْفَقُوا سَرَاوْ عَلَانِيَ ص ٣٦٦

عَمَرَ النَّسْفِيِّ كَانِكِيرِینْ كُو منظوم جواب -

رُوْيَ أَنَّ شَخْصَارَأِي الْإِلَامَ عُمَرَ النَّسْفِيَّ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ
كَانَ سُؤَالُ مُنْكَرٍ وَ نَكِيرٍ فَقَالَ رَدَ اللَّهُ إِلَيْ رُوحِي فَسَالَانِي فَقُلْتُ لَهُمَا

أَخْبَرُ كُمَا فِي رَدِ الْجَوَابِ نَظِمًا أَوْ نَشَرًا فَقَالَ : قُلْ نَظِمًا فَقُلْتُ

رَبِّيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ سِوَاهُ
وَنَبِيُّ مُحَمَّدٌ مُصْطَفَاهُ
دِينِيُّ الْإِسْلَامُ وَفِعْلِيُّ ذَمِيمٍ
أَسْأَلُ اللَّهَ عَفْوَهُ وَعَطَاهُ
فَأَنْتَبِهَ ذَالِكَ الشَّخْصُ مِنَ الْمَنَامِ وَقَدْ حَفِظَ الْبَيِّنِينَ.

ابراهيم ٤:١٤ - كتاب انزلناه اليك ص ٣٩٢

کے، بچھو اور پسو سے حفاظت کا نہیں۔

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ أَنَّ مِمَّا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْكَلْبِ إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِ (وَ
كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعِيهِ بِالْوَصِيدِ) لَمْ يُؤْذِ وَمِمَّا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْعَقْرِبِ إِنَّهُ إِذَا
قُرِئَ عَلَيْهَا (سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ) لَمْ تُؤْذِ وَمِمَّا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى
الْبَرَاغِيْثِ (وَمَا لَنَا أَنْ لَا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ.....) وَمَنْ أَرَادَ الْآمِنَ مِنْ شَرِّهَا
فَلِيَأْخُذْ مَاءً وَيَقْرَأُ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ لِيَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِنْ كُنْتُمْ
أَمْنَتُمْ فَكُفُوا أَشَرَّكُمْ عَنَّا أَيْتُهَا الْبَرَاغِيْثُ وَيَرُشَّهُ حَوْلَ مَرْقِدِهِ.

غَيْمَتْ شَامَرْنَدْ مَرْدَانْ دُعا
کہ ہوش بود پیش تیر بلا

ابراهيم ١٤:١٢ - ولنَصِيرَنَّ عَلَى آذِيَتِنَا ص ٤٠

نمایز و ترکی ابتداء۔

فَإِنَّهُ اللَّهُمَّ لَمَّا أَمَّ الْأَنْبِيَاءَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَوْ صَاهَ مُوسَى اللَّهُمَّ أَنْ
يُصْلِيَ لَهُ رَكْعَةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (..... فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ
لِقَائِهِ.....) أَيْ لِقاءِ مُوسَى لِيَلَّةَ الْمَعْرَاجِ فَلَمَّا صَلَّى رَكْعَةً ضَمَّ إِلَيْهَا رَكْعَةً
أُخْرَى لِنَفْسِهِ فَلَمَّا أَصْلَهُمَا أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ أَنْ صَلَّى رَكْعَةً أُخْرَى

فِلَذَاكَ صَارَ وَتُرَا كَالْمَغْرِبِ.

ابراهيم ٤:٢٣ - وَ ادْخُلُ الَّذِينَ امْنَوْا وَ عَمِلُوا ص: ٤١٣

ذَكْرُ بَالْجَبَرِ هَرَزْ مَانَهْ مِنْ صَوْفِيَاءِ كَامِعِهِ رَهَـ

وَ أَمَّا قَوْلُ صَاحِبِ الْمَثْوَى فَقِدْسَ سِرَّهُ

ذَكْرُ حَقِّ كَنْ باَنْغَ غُولَازِ إِبُوزْ چشم چون زگس ازیز کرگس بدوز

فَيَشِيرُ إِلَى الشَّيَاطِينِ الْخَبِيثَةِ الْمُفْسِدَةِ بَلْ إِلَى كُلِّ مُضِلٍ لِلْطَّالِبِ
عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ عَلَى سَبِيلِ التَّشْبِيهِ وَ فَائِدَةُ الذَّكِرِ كَوْنُهُ دَافِعًا لِوَسَاوِسِهِ لَا نَهَّ
إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ خَنَسَ الشَّيْطَانَ أَى تَأْخِرٍ وَ لَعْلَ الْمُرَادُ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ الْجَنَّ لَيْسَ
لَهُمْ دِمَاغٌ كَادُمَغَةٌ بَنْيُ آدَمَ فَلَا تَحْمَلُ لَهُمْ عَلَى إِسْتِمَاعِ الصَّوْتِ الْجَهُورِيِّ
الشَّدِيدِ فَالَّذِي أَكْرُ إذا رَفَعَ صَوْتَهِ بِالذِّكْرِ طَرَدَ عَنْ نَفْسِهِ الشَّيْطَانَ وَ أَخْرَقَهُ بِنُورِ
ذِكْرِهِ وَ أَفْسَدَ عَقْلَهُ بِشِدَّةِ صَوْتِهِ وَ شَهَابَ نَفْسِهِ الْمُؤْثِرِ.

الحجر ١٥:١٨ - فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ مُبِينٌ ص: ٤٥٠

الْجُزْءُ الْخَامِسُ :

بَايْزِيدَ كَا خَادِمٌ هُوَ -

عَنِ الشَّيْخِ بَهَاؤ الدِّينِ أَنَّ خَادِمَ الشَّيْخِ أَبِي يَزِيدَ الْبَسْطَامِيَ قَدِيسَ سِرَّهُ كَانَ رَجُلًا مَغْرِبِيًّا فَجَرَى الْحَدِيثُ عِنْهُ فِي سُؤَالٍ مُنْكَرٍ وَ نَكِيرٍ فَقَالَ الْمَغْرِبِيُّ وَاللَّهِ إِنِّي سَأَلَنِي لَا قُولَنَ لَهُمَا فَقَالُوا اللَّهُ وَمَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ فَقَالَ أَفْعُدُوكُمْ عَلَى قَبْرِيِّ حَتَّى تَسْمَعُونِي فَلَمَّا انْتَقَلَ الْمَغْرِبِيُّ جَلَسُوا عَلَى قَبْرِهِ فَسَمِعُوا الْمَسَأَلَةَ وَ سَمِعُوهُ يَقُولُ أَتْسَأُلُونَنِي وَ قَدْ حَمِلْتُ فَرْوَةَ أَبِي يَزِيدَ عَلَى عُنْقِي فَمَضَوا وَ تَرَكُوهُ.

النحل ١٦: ١٢٣ - ان اتبع ملة ابراهيم ص: ٩٥

حضرت علی کی نماز کے لئے سورج کا پلٹنا۔

وَ أَمَّا عَوْدُ الشَّمْسِ بَعْدَ غُرُوبِهَا فَقَدْ وَقَعَ لَهُ عَلَيْهِ فِي خَيْرٍ فَعْنُ أَسْمَاءَ بُنْتِ عَمَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الشَّرِيفَةُ يُوَثَّى إِلَيْهِ وَ رَأْسُهُ الشَّرِيفَةُ فِي حُجْرٍ عَلَيْهِ وَ لَمْ يُسَرِّ عَنْهُ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَ عَلَى لَمْ يُصِلِّ الْعَصْرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ سَلَامٌ أَصْلَيْتَ الْعَصْرَ قَالَ: لَا. فَقَالَ الشَّرِيفَةُ: (اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ) قَالَتْ أَسْمَاءُ فَرَأَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ وَ هُوَ مِنْ أَجْلِ أَغْلَامِ النُّبُوَّةِ فَلَيَحْفَظْ.

الاسراء ١: ١٧ - سه - ان الذي اسرى ص: ١٢٧ - ١٢٨

ملائكة کی امامت فرمائی۔

قالَ فِي تَفْسِيرِ التَّئِيسِيرِ أَمَّ رَسُولَ اللَّهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاوَاتِ فِي الْوَتِرِ
فَكَانَ إِمَامُ الْأَنْبِيَاءِ فِي بَيْتِ الْمُقْدَسِ وَإِمَامُ الْمَلَائِكَةِ عِنْدَ سَدْرَةِ الْمُنْتَهَى
فَظَاهَرَ بِذَلِكَ فَضْلَةً عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ。 إِنْتَهَى

الاسراء ١٥: سبحان الذي اسرى ص: ١٢٩

قبر کے پاس قرآن پڑھنا۔

قَالَ فِي فَتْحِ الْقَرِيبِ الْمُجِيبِ إِذَا حَصَلَتِ الْبَرَكَةُ بِتَسْبِيحِ الْجَمَادِ
فَالْقُرْآنُ الَّذِي هُوَ أَشْرَفُ الْأَذْكَارِ أَوْلَى بِبَحْصُولِ الْبَرَكَةِ وَلَا سِيمَاءً إِذَا كَانَ
مِنْ رَجُلٍ صَالِحٍ وَلِهُذَا إِسْتَحْبَطُ الْعُلَمَاءُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ.

الاسراء ٤٤: ان من شيء الا يسبح بحمده ص: ١٦٣

اہل قبور سے استعانت۔

كَمَا أَنَّ الرَّسُولَ النَّبِيَّ أَمَانَ مَا عَاشَ فَكَذَا وَارِثَةُ الْاِكْمَلُ فَإِنَّ اِعْتِقَادَهُ
وَإِتَابَعَ طَرِيقَتِهِ كَالاِيمَانِ بِالرَّسُولِ وَإِتَابَعَ شَرِيعَتِهِ إِذْ هُوَ نَائِبُ عَنْهُ وَخَلِيفَةُ
لَهُ فَالاِقْتِرَانُ بِأَهْلِ الصَّلَاحِ وَالتَّقْوَى مِمَّا يَرْفَعُ اللَّهُ بِهِ الْعِذَابَ وَقَدْ وَرَدَ فِي
الْحَدِيثِ (إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوْا مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ) ذَكْرَهُ الْكَاشِفُ
فِي الرِّسَالَةِ الْعُلِيَّةِ وَابْنُ الْكَمَالِ فِي الْأَرْبَعِينَ حَدِيثًا وَالْمُرَاذِ بِأَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ
مَّا تِبْلُغُ بِالْخُتْيَارِ قَبْلَ الْمُوتِ بِالاضْطِرَارِ。 قَالَ الْحَافِظُ :

مدواز خاطرندان طلب ای ول ورنی کارصعبت مبادا که خطای بکنیم

الاسراء ١٥: ٥٩: وما نرسل الآيات إلا تحويفا ص: ١٧٨

انسان فرشتے سے افضل

قالَ فِي بَحْرِ الْعُلُومِ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ بَنِي آدَمَ فَضَلُوا عَلَى كَثِيرٍ وَ
فَضَلَ عَلَيْهِمْ قَلِيلٌ وَهُوَ أَبُوهُمْ آدَمُ وَأَمْهُمْ حَوَاءُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِمَا فِيهِمَا مِنْ
فَضْلٍ الْإِصَالَةِ عَلَى مَنْ تَفَرَّغَ مِنْهُمَا مِنْ سَائِرِ النَّاسِ لَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ
كَمَا زَعَمَ الْكَلْبِيُّ وَأَبُو بَكْرِ الْبَاقِلَانِيُّ وَخَالَةُ الْمُعَتَزَّلَةِ وَإِلَّا يَلْزُمُ التَّعَارُضُ
بَيْنَ الْآيَاتِ وَذَالِكَ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ كُلُّهُمْ بِالسُّجُودِ لِآدَمَ عَلَى وَجْهِ
الْتَّعْظِيمِ وَالْتَّكْرِيمِ وَمُقْتَضَى الْحِكْمَةِ الْأَمْرُ لِلَّادِنِيِّ بِالسُّجُودِ لِلْأَغْلَى ذُوَّنَ
الْعَكْسِ وَإِيْضًا قَالَ «وَعَلِمَ آدَمُ الْأَسْمَاءَ كُلُّهَا» فَيَقُولُهُمْ مِنْهُ كُلُّ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ
اللِّسَانِ قَضَاهُ تَعَالَى إِلَى تَفْضِيلِ آدَمَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ وَبِيَانِ زِيَادَةِ عِلْمِهِ وَ
إِسْتِحْقَاقِهِ التَّعْظِيمِ وَالْتَّكْرِيمِ وَقَالَ «إِنَّ اللَّهَ أَصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ
ابْرَاهِيمَ وَآلِ عُمَرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ» وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ جُمْلَةِ الْعَالَمِ.

فِمْحَالٍ أَنْ تَدْلُلَ الْآيَةُ الَّتِي نَحْنُ بِصَدِّدِهَا عَلَى مَا زَعَمُوا مِنْ تَفْضِيلِ
الْمَلَكِ عَلَى الْبَشَرِ كُلِّهِمْ وَإِيْضًا مِمَّا يَدْلُلُ عَلَى بُطْلَانِ مَا زَعَمُوا قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ
(إِنَّ اللَّهَ فَضَلَ الْمُرْسَلِينَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ لَمَّا بَلَغُتِ السَّمَاءَ السَّابِعَةَ لَقِينَى
مَلَكٌ مِنْ نُورٍ عَلَى سَرِيرٍ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ فَرَدَ عَلَى السَّلَامِ فَأَوْحَى اللَّهُ أَيْهُ سَلَامٌ
عَلَيْكَ صَفِيفِيَّ وَنَبِيَّ فَلَمْ تَقْمِ إِلَيْهِ وَعَزَّتِيَّ وَجَلَالِيَّ لَتَقْوَمَنَّ فَلَا تَقْعُدُنَّ إِلَى يَوْمِ
(الْقِيَامَةِ)

. قیامت کے روز ماوں کے ناموں کے ساتھ پکارے جانے کی وجہ۔

﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ قِيلَ الْإِمَامُ جَمِيعُ أَمَّهُ كَخْفٍ وَ
خَفَافٌ وَالْحِكْمَةُ فِي دُعَوَتِهِمْ وَأَمْهَاتِهِمْ إِجْلَالٌ عَيْسَى الطَّيْلَةُ وَتَشْرِيفُ
الْحَسَنَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا إِذْ فِي نِسْبَتِهِمَا إِلَى أُمِّهِمَا إِظْهَارٌ إِنْتِسَابِهِمَا
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَسْبًا بِخَلَافِ نِسْبَتِهِمَا إِلَى أَبِيهِمَا وَالسَّرُّ عَلَى أَوْلَادِ
الزِّئْنَى وَيَنْصُرُهُ مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَأَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ

(إِنَّ اللَّهَ يَدْعُو النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَمْهَاتِهِمْ سَرَّاً مِنْهُ عَلَى عِبَادَةِ وَ
يُؤْتَدُهُ أَيْضًا حَدِيثُ الثَّقَلَيْنِ حِيثُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (إِذَا مَاتَ أَحَدُ مِنْ
إِخْوَانِكُمْ فَسَوَيْتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ فَلَيَقُومُ أَحَدُكُمْ عَلَى رَأْسِ قَبْرِهِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فَلَانُ
ابْنُ فَلَانَةَ فَإِنَّهُ يَسْمَعُهُ وَلَا يُجِيبُ ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ بْنُ فَلَانَةَ فَإِنَّهُ يَسْتَوِيْ فَأَعِدْهَا
ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ ابْنُ فَلَانَةَ فَإِنَّهُ يَقُولُ أَرْشَدَكَ اللَّهُ رَحْمَكَ اللَّهُ وَلَكِنْ لَا
تَشْعُرُونَ فَلَيَقُلْ أَذْكُرْ مَا خَرَجَتْ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَوْلُهُ وَإِنَّكَ رَضِيْتَ بِاللَّهِ رَبِّاً وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ إِمَاماً وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً فَإِنَّ مُنْكِرًا وَنَكِيرًا يَا حُدُودُ كُلِّ وَاحِدٍ
مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ يَقُولُ إِنْطَلِقْ لَا تَقْعُدْ عِنْدَ مَنْ لَقَنَ حُجَّتَهُ فَيَكُونُ حَجِيجَهُ
دُونُهُمَا)

فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّ لَمْ يَعْرِفْ إِسْمَ أَمِهِ قَالَ (فَلِيَنْسِبْهُ إِلَى
حَوَاءِ) ذَكْرُهُ الْإِمَامُ السَّخَاوِيُّ فِي الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ وَصَحَّحَهُ بِأَسَانِيدِهِ وَ

كذا الامام القرطبي في تذكرته وفهم منه شأن الاول استحباب القيام وقت التلقين والثاني ان المرأة يدعى باسمه واسم امه لا باسم أبيه.

الاسراء ١٥: ٧١ - يوم ندعوا كل اناس ص: ١٨٧

حبيب ﷺ سے فرمایا گیا جو تے نہ اتاریے۔

وَقِيلَ لِلْحَبِيبِ تَقَدُّمُ عَلَى بَسَاطِ الْعَرْشِ بِنَعْلَيْكَ لِيَتَشَرَّفِ الْعَرْشَ
بِغُبَارِ نَعَالِ قَدَمَيْكَ وَيَصِلُّ نُورُ الْعَرْشِ يَا سَيِّدَ الْكَوْنَيْنِ إِلَيْكَ.

ظه ٢٠: ٦٢ - فاخلع نعليك ص: ٣٧٠

ولياء اللہ سے مدد۔

﴿هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ﴾ فَنَصْرُ اللَّهِ سَماوِيٌّ وَنَصْرُ
الْمُؤْمِنِينَ أَرْضِيٌّ وَبِالْكُلِّ يَحْصُلُ الْأَمْدَادُ مُطْلَقاً وَفِي الْحَدِيثِ (إِذَا تَحِيرُتُمْ
فِي الْأَمْوَرِ فَاسْتَعِينُوْا مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ) ذَكْرَةُ الْكَاشِفِي فِي الرِّسَالَةِ الْعَلِيَّةِ وَابْنُ
الْكَمَالِ فِي الْأَرْبَعِينَ حَدِيثًا وَالْمَرَاذِ مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ الرُّوحَانِيُّونَ سَوَاءً كَانُوا
فِي الْأَجْسَادِ الْكَثِيفَةِ أَوِ الْلَّطِيفَةِ فَافْهُمُ

ظه ٦٢: ٢٠ - هو الذي ايده بنصره ص: ٣٨٠

بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ

وَعَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ ـ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (لَمَّا اغْتَرَّ
آدُمُ بِالْخَطِيَّةِ) قَالَ يَا زَبِيلَكَ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي فَقَالَ اللَّهُ يَا آدُمُ
كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّداً وَلَمْ أَخْلُقْهُ قَالَ لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ
فِي مِنْ رُوْحِكَ رَفَعْتَ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَافِلِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مَحْمَدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَرَفْتُ إِنَّكَ لَمْ تُضْفِرْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا اسْمَ أَحَبَّ الْخَلْقِ
إِلَيْكَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لَا حَبُّ الْخَلْقِ إِلَّا فَغَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ
لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ذَلِيلِهِ.

طہ ۱۲۱:۲۰۔ فعصی آدم ربہ ص: ۳۹

نبی اکرم ﷺ کے جنازہ کی کیفیت۔

قال ابْنُ مسْعُودٍ سَمَّا دَنَا فِرَاقُ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَمَعْنَا فِي بَيْتِ
عائشةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْنَا فَدَمَعْتُ عَيْنَاهُ وَقَالَ (مَرْحَبًا بِكُمْ حَيَا كُمْ
اللَّهُ رَحِمَكُمُ اللَّهُ تَعَالَى أُوصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَ طَاعَتِهِ قَدْ دَنَا الْفِرَاقُ وَ حَانَ
الْمُنْقَلْبُ إِلَى اللَّهِ وَ إِلَى سُدْرَةِ الْمُنْتَهِيِّ وَ إِلَى جَنَّةِ الْمَأْوَى يَغْسِلُنِي رِجَالُ اهْلِ
بَيْتِي وَ يُكَفِّنُنِي فِي ثِيَابِي هَذِهِ إِنْ شَاءُوا أَوْ فِي حُلْلَةِ يَمَانِيَّةٍ فَإِذَا أَعْسَلُونِي وَ
كَفْنُونِي ضَعُونِي عَلَى سَرِيرِي فِي بَيْتِي هَذَا عَلَى شَفِيرٍ لَحْدِي ثُمَّ أُخْرُجُوا
عَنِّيْ سَاعَةً فَأَوْلُ مَنْ يُصْلَى عَلَى حَبْسِيْ جِبْرِيلُ ثُمَّ مِيكَائِيلُ ثُمَّ اسْرَافِيلُ ثُمَّ
مَلَكُ الْمَوْتِ مَعَ جُنُودِهِمْ ثُمَّ ادْخُلُوا عَلَى فُوجًا فَوْجًا وَ صَلُوًا عَلَى فَلَمَّا
سَمِعُوا فِرَاقَهُ صَاحُوا وَ بَكُوا) وَقَالُوا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ أَنْتَ نُورٌ بِنَاوَ شَمْعٌ
جَمِيعُنَا وَ سُلْطَانٌ امْرِنَا إِذَا ذَهَبْتَ عَنَّا إِلَى مَنْ نَرْجِعُ فِي أَمْرِنَا قَالَ (تَرْكُتُكُمْ
عَلَى الْمَحَاجَةِ الْبَيْضَاءِ) أَيِّ الطَّرِيقَ الْوَاسِعَ الْوَاضِحَ لِيُلْهَا كَهَارِهَا فِي
الْوُضُوحِ (وَ تَرْكُتُكُمْ وَ اعْظَمُنِيْ نَاطِقًا وَ صَامِتاً) فَالنَّاطِقُ الْقُرْآنُ وَ الصَّامِتُ
الْمَوْتُ (فَإِذَا أَشْكَلَ عَلَيْكُمْ أَمْرٌ فَارْجِعُوهُ إِلَى الْقُرْآنِ وَ السُّنْنَةِ وَ إِذَا قَسَتْ
قُلُوبُكُمْ فَلْيَسْتُوْهُمْ بِالْأَعْتَادِ فِي أَحْوَالِ الْأَمْوَاتِ)

الأنبياء ٢١:٠٠ - لقد انزلنا إليكم كتابا ص: ٤٥٧ - ٤٥٨

زيد بن ثابت رض كوايك غبي آواز نے بچالیا۔

رُوِيَ أَنَّ زِيدَ بْنَ ثَابِتٍ رض خَرَجَ مَعَ رَجُلٍ مِّنْ مَكَّةَ إِلَى الطَّائِفِ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ مُنَافِقٌ فَدَخَلَا خَرَبَةً وَنَامَا فَأَوْثَقَ الْمُنَافِقُ يَدَ زِيدٍ وَارَادَ قَتْلَهُ فَقَالَ زِيدٌ يَا رَحْمَنُ أَعْنَى فَسِيمَ الْمُنَافِقِ قَاتِلًا يَقُولُ وَيَحْكَ لَا تَقْتُلْهُ فَخَرَجَ الْمُنَافِقُ وَلَمْ يَرَ أَحَدًا ثَمَّ وَثُمَّ وَفِي التَّالِيَةِ قَتَلَهُ فَارِسٌ ثُمَّ حَلَّ وَثَاقَهُ وَقَالَ أَنَا جَبْرَائِيلُ كُنْتُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ حِينَ دَعَوْتَ اللَّهَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَدْرِكُ عَبْدِي.

الأنبياء ٢١:٧٧ - وَنَصْرَنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا ص: ٥٠٣

آپ ﷺ اصل کائنات ہیں۔

قَالَ فِي عِرَائِسِ الْبَقْلِيِّ إِلَيْهَا الْفَهِيمُ إِنَّ اللَّهَ أَخْبَرَنَا أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلُ مَا خَلَقَ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيعَ الْخَلَاتِ مِنْ الْعَرْشِ إِلَى الثَّرَى مِنْ بَعْضِ سُورَهُ فَإِرْسَالُهُ إِلَى الْوُجُودِ وَالشَّهُودِ رَحْمَةٌ لِكُلِّ مُوْجُودٍ إِذَا الْجَمِيعُ صَدَرَ مِنْهُ فَكُونُهُ كُونُ الْخَلْقِ وَ كَوْنُهُ سبُّ وجُودِ الْخَلْقِ وَ سبُّ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَى جَمِيعِ الْخَلَاتِ فَهُوَ رَحْمَةٌ كَافِيَّةٌ.

وَ افْهَمُمْ أَنَّ جَمِيعَ الْخَلَاتِ صُورَةٌ مَخْلُوقَةٌ مَطْرُوحةٌ فِي فَضَاءِ الْقُدْرَةِ بِلا رُوحٍ حَقِيقَةٌ مُنْتَظَرَةٌ لِقُدُومِ مُحَمَّدٍ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَدِمَ إِلَى الْعَالَمِ صَارَ الْعَالَمَ حَيًّا بِوُجُودِهِ لَا نَهَرَ رُوحٌ جَمِيعِ الْخَلَاتِ.

الأنبياء ٢١:١٠٧ - وَمَا ارْسَنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ص: ٥٢٨

نور محمدى -

وَأَعْلَمُ أَنَّهُ لَمَّا تَعَلَّقْتُ ارَادَةُ الْحَقِّ بِإِيَاجَادِ الْخَلْقِ أَبْرَزَ الْحَقِيقَةَ
الْأَحْمَدِيَّةَ مِنْ كَمْوَنِ الْحَضْرَةِ الْأَحْدِيَّةِ فَمَيْزَهُ بِمِيمِ الْإِمْكَانِ وَجَعَلَهُ رَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ وَشَرَفَ بِهِ نَوْعُ الْإِنْسَانِ ثُمَّ ابْجَسَتْ مِنْهُ عَيْنُ الْأَرْوَاحِ ثُمَّ بَدَأَ فِي
عَالَمِ الْأَجْسَادِ وَالْأَشْبَابِ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ ذِلْكَ (أَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنْ فِيضِ
نُورِي) فَهُوَ الْغَايَةُ الْجَلِيلَةُ مِنْ تَرْتِيبِ مُبَادِيِّ الْكَائِنَاتِ كَمَا قَالَ تَعَالَى (لَوْ
لَا كَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ)

الأنبياء ٢١: ٧٠ - وما أرمنا ثلا رحمة للعالمين ص: ٥٢٩

الْجُزُءُ السَّادِسُ :

منصور بن عمار كى چار دعائى.

كَانَ رَجُلٌ بِي شَرَبَ جَمْعَ قَوْمًا مِنْ نُدَمَاءٍ وَ دَفَعَ إِلَى غَلامٍ لَهُ أَرْبَعَةَ دِرَاهِمْ وَ امْرَأَةَ أَنْ يَشْتَرِي شَيْئًا مِنَ الْفَوَاكِهِ لِلْمَجْلِسِ فَمَرَّ الْغَلامُ بِبَابِ مَسْجِدِ مُنْصُورٍ بْنِ عَمَّارٍ وَ هُوَ يَسْأَلُ لِفَقِيرٍ شَيْئًا وَ يَقُولُ مَنْ دَفَعَ إِلَيْهِ أَرْبَعَةَ دِرَاهِمَ دَعَوْتُ لَهُ أَرْبَعَ دُعَوَاتٍ فَدَفَعَ الْغَلامُ الدِرَاهِمَ فَقَالَ مُنْصُورٌ مَا الَّذِي تُرِيدُ أَنْ أَذْعُوكَ فَقَالَ لِي سِيدٌ أَرِيدُ أَنْ أَتَخَلَّصَ مِنْهُ فَدَعَاهُ مُنْصُورٌ ثُمَّ قَالَ وَالآخْرُ أَنْ يَخْلُفَ اللَّهُ عَلَيَّ دِرَاهِمِي فَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ وَالآخْرُ فَقَالَ أَنْ يَتُوبَ اللَّهُ عَلَيَّ سِيدِي فَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ وَالآخْرُ فَقَالَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي وَ لِسِيدِي وَ لَكَ وَ لِلْقَوْمِ فَدَعَاهُ مُنْصُورٌ فَرَجَعَ الْغَلامُ إِلَيْهِ سِيدِهِ فَقَالَ لَمْ أَبْطَأْ فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَّةَ فَقَالَ وَبِمَ دَعَا فَقَالَ سَأَلَتْ لِنَفْسِي الْعِقْدَ فَقَالَ أَذْهَبْ فَأَنْتَ حُرٌّ ثُمَّ قَالَ وَأَى شَيْءٍ الثَّانِي فَقَالَ أَنْ يَخْلُفَ اللَّهُ عَلَيَّ الدِرَاهِمَ فَقَالَ لَكَ أَرْبَعَةَ آلَافَ دِرْهَمٍ ثُمَّ قَالَ وَأَى شَيْءٍ الثَّالِثُ فَقَالَ أَنْ يَتُوبَ اللَّهُ عَلَيْكَ فَقَالَ تُبُّ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ قَالَ وَأَى شَيْءٍ الرَّابِعُ فَقَالَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي وَ لَكَ وَ لِلْمَذْكُورِ وَ لِلْقَوْمِ فَقَالَ هَذَا الْوَاحِدُ لَيْسَ إِلَيْهِ فَلَمَّا بَاتَ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَانَ قَائِلاً يَقُولُ لَهُ أَنْتَ فَعَلْتَ مَا كَانَ إِلَيْكَ أَتَرَى إِنِّي لَا أَفْعُلُ مَا إِلَيْهِ فَقَدْ غَرَثْتُ لَكَ وَ لِلْغَلامِ وَ لِمُنْصُورِ وَ لِلْقَوْمِ الْحَاضِرِينَ.

حضرت عمر رضي الله عنه جھوٹی گواہی دینے والے کو چالیس کوڑے مارتے تھے۔
وَ كَانَ عُمَرُ رضي الله عنه يَجْلِدُ شَاهِدَ الزُّورَ أَرْبَعِينَ جَلْدًا وَ يُسَوِّدُ وَجْهَهُ
بِالْفَحْمِ وَ يَطْوُقُ بِهِ فِي الْأَسْوَاقِ .

الحج ٢٤: واحتبتوا قول الزور ص: ٣٠

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے محتاج نہ تھے۔

قال حضرة الشیخ الرَّہیْر بافتاده آفندی فَذِسَ سِرَّہ کانَ اللَّهُ عَزَّ ذَلِیْلَ بیست
عند رَبِّہ فَیَطْعُمُهُ وَیَسْقِیهُ مِنْ تَجْلِیَاتِهِ الْمُتَنَوِّعَةِ وَ إِنَّمَا اکَلَهُ فِی الظَّاهِرِ لِأَجْلِ
أَمْتِهِ الْضَّعِیْفَةِ وَ إِلَّا فَلَا إِحْتِیاجَ لَهُ إِلَى الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَ مَا رُوِیَ أَنَّهُ کانَ
یَشْدُدُ الْحَجَرَ فَهُوَ لَیْسَ مِنَ الْجُوعِ بَلْ مِنْ كَمَالِ لطافِهِ لِنَلَا يَضُعُدُ إِلَى
الْمَلَکُوتِ بَلْ يَسْتَقْرُرُ فِی الْمُلْکِ لِلارْشَادِ .

المؤمنون ٤: فجعلناهم غثاء ص: ٨٣

سیدنا زین العابدین رضي الله عنه کی مناجات۔

قال الاصمعی کثُ اطوف بالکعبۃ فی لیلۃ مُقْمَرَة فَسَمِعَتْ صوتاً
حزِیناً فَتَبَعَّثَ الصَّوْتُ فَإِذَا آنَا بِشَابٍ حَسَنٍ ظَرِيفٍ تَعَلَّقَ بِاسْتَارِ الکعبۃ وَ هُوَ
یَتَوَلَّ نَامَتِ الْعَيْوَنُ وَ غَارَتِ النُّجُومُ وَ انتَ الْمَلَکُ الْحَنُّ الْقِیُومُ وَ قَدْ غَلَقْتِ
الْمُلُوكُ أَبْوَابَهَا وَ أَقَامَتِ عَلَيْهَا حَرْسَهَا وَ حِجَابَهَا وَ بَابُكَ مَفْتُوحٌ
لِلْسَّائِلِينَ فَهَا آنَا أَسْأَلُكَ بِبَابِكَ مُذْنِبًا فَقِیرًا مِسْكِنًا أَسِيرًا جِئْتُ أَنْتَ ظَرِيفُ
رَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ثُمَّ أَنْشَأْتَ قَوْلُ

يا من يُحِبُّ الْمُضطَرَّ فِي الظُّلْمِ
 يا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالبَلَوِي مَعَ الْقَسْمِ
 قَدْ نَامَ وَفَدَى حَوْلَ الْبَيْتِ وَانْتَهُوا
 وَ اَنْتَ يَا حُسْنِي يَا قِيُومُ لَمْ تَنِمِ
 اَذْعُوكَ رَبِّي وَ مَوْلَايَ وَ مَسْتَنِدِي
 فَارْحَمْ بُكَائِي بِحَقِّ الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ
 اَنْتَ الْغَفُورُ فَجُذُلِي مِنْكَ مَغْفِرَةً
 اوْ اَغْفُ عَنِّي يَا ذَا الْجُودِ وَ النَّعْمَ
 اِنْ كَانَ عَفْوُكَ لَا يَرْجُوهُ ذُو جَرْمٍ
 فَمَنْ يَجْرُدُ عَلَى الْعَاصِيِنِ بِالْكَرَمِ

ترجمة: اے وہ جو شم رفع رأسہ نَحْوَ السَّمَاءِ وَ هُوَ يُنادِي يَا إِلَهِي وَ سَيِّدِي
 مَوْلَایِ اِنْ اَطْعُتُكَ فَلَكَ، الْمَنَّةُ عَلَیَّ وَ اِنْ عصِيْتُكَ فِي جَهَلِی فَلَكَ الْحُجَّةُ
 عَلَیَ اللَّهِمَّ فِي اَظْهَارِ مِنْتَکَ عَلَیَّ وَ اِثْبَاتِ حُجَّتِكَ لَدَیْ اِرْحَمْنِی وَ اَغْفِرْ
 ذُنُوبِی وَ لَا تَخْرِمْنِی رُؤْيَةَ جَدِّی فُرَّقَةَ غَيْبِنِی وَ حَبِّیکَ وَ صَفِّیکَ وَ نَبِیکَ
 مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ اَنْشَأَ يَقُولُ

الاَ اَيُّهَا المَأْمُولُ فِي كُلِّ شِدَّةٍ
 اِلَيْكَ شَكُوتُ الضُّرِّ فَارْحَمْ شِكَائِتِي
 الاَ يَا رِجَائِي اَنْتَ كَاشِفُ كُرْبَتِي
 فَهَبْ لِي ذُنُوبِی كُلُّهَا وَ اُقْضِ حَاجَتِي

فَرَادِيْ قَلِيلٌ مَا ارَاهُ مُبْلِغِي
 عَلَى الرَّادِ ابْكِي امْ لِبَعْدِ مَسَافَتِي
 اتَّيْثُ بِأَعْمَالِ قِبَاحِ رَدِيَّةِ
 وَمَا فِي الْوَرَى خَلْقُ جَنَّى كَجِنَّاتِي
 فَكَانَ يُكَرِّزُ هَذِهِ الْآيَاتِ حَتَّى سَقَطَ عَلَى الْأَرْضِ مُغْشِيًّا عَلَيْهِ
 فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَإِذَا هُوَ زَيْنُ الْعَابِدِينَ عَلَى بْنُ الْحُسَيْنِ بْنُ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ
 فَوَضَعْتُ رَأْسَهُ فِي حَجْرٍ وَسَكَيْتُ لِبُكَائِهِ شَدِيدًا شَفَقَةً عَلَيْهِ فَقَطَرَ مِنْ
 دُمُوعِي عَلَى وَجْهِهِ فَأَفَاقَ مِنْ غَشْيَتِهِ وَفَتَحَ عَيْنَهُ وَقَالَ مَنْ مِنَ الَّذِي شَفَلَنِي عَنْ
 ذِكْرِ مَوْلَايِ فَقُلْتُ أَنَا الْأَصْمَعُّ يَا سَيِّدِي مَا هَذَا الْبُكَاءُ وَمَا هَذَا الْجَزَعُ وَ
 أَنْتَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ وَمَعْدُنِ الرِّسَالَةِ أَلَيْسَ اللَّهُ يَقُولُ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ
 لِيُذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُظَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا) قَالَ فَاسْتَوْى جَالِسًا وَ
 قَالَ يَا أَصْمَعَّ هَيْهَا تَأْنِي أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْجَنَّةَ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا
 حَبِيشَّاً وَخَلَقَ النَّارَ لِمَنْ عَصَاهُ وَإِنْ كَانَ مَلِكًا قَرْشَيَا أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَهُ تَعَالَى
 (فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ)

المؤمنون ٢٣: ١٠١ - فلا انساب بينهم ص: ٧٠٨ - ١٠٩

مَثْلُ نُورِهِ.

در دروح الاروح آورده که آن نور حضرت محمد یست مشکاة آدم باشد وزجاجه نوح و
 زیتون ابراہیم که نه یهودیه مائل است چوں یهود غرب را قبله ساختند و نه نصرانیه چوں نصاری
 روی بشرق آورده اند و مصباح حضرت رسالتنت الغیثۃ یا مشکاة ابراہیم است وزجاجه دل

صافی مطہر او مصباح علم کامل او شجرہ خلق شامل او که نہ در جانب خلو و افراد است و نہ در طرف تقصیر و تفہیم بلکہ طریق اعتدال که (خَيْرُ الْأَمْوَالْ أَوْ سُطُّهَا) واقع شده و صراط سوی عبارت از آنست.

ودرعین المعانی فرموده که نور محبت حبیب با نور غلت خلیل نور علی نور است.

پدر نور پسر نوریست مشهور از بیجا فہم کن نور علی نور

النور ۲۴: ۳۵۔ مثل نوره ص: ۱۵۶ - ۱۵۷

جب رابع العدویہ کے خاوند فوت ہوئے۔

وَحَكَى لَمَّا ماتَ زَوْجُ رَابِعَةِ الْعَدُوِيَّةِ إِسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا الْحَسْنُ
الْبَصْرِيُّ وَ اصْحَابُهُ وَ أَذْنَتْ لَهُمْ بِالدُّخُولِ عَلَيْهَا وَ أَرْخَثَ سِرْتَرًا وَ جَلَسَتْ
وَرَاءَ السِّرِّ فَقَالَ لَهَا الْحَسْنُ وَ اصْحَابُهُ أَنَّهُ قَدْ ماتَ بَعْلُكَ وَ لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ
قَالَتْ نَعَمْ وَ كَرَامَةً لِكِنْ مَنْ مِنْ أَغْلَمُكُمْ حَتَّى أَرْوَجَهُ نَفْسِي فَقَالُوا الْحَسْنُ
الْبَصْرِيُّ فَقَالَتْ إِنِّي أَجْبَتْنِي فِي أَرْبِعِ مَسَائِلٍ أَنَا لَكَ فَقَالَ سَلِّ إِنْ وَفَقَنِي اللَّهُ
أَجْبَتْكَ قَالَتْ مَا تَقُولُ لَوْ مُتْ أَنَا وَ خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا مُتْ عَلَى الْإِيمَانِ أَمْ لَا
قَالَ هَذَا غَيْبٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَتْ مَا تَقُولُ لَوْ وَضَعْتُ فِي الْقُبْرِ وَ سَأَلَنِي
مُنْكِرٌ وَ نَكِيرٌ أَقْدَرُ عَلَى جَوَابِهَا أَمْ لَا قَالَ هَذَا غَيْبٌ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ إِذَا حَشَرَ
النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ تَطَابِرَتِ الْكُتُبُ أَعْطَى كِتَابِي بِيَمِينِي أَمْ بِشَمَائِلِي قَالَ
هَذَا غَيْبٌ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ إِذَا نُوذِي فِي الْخَلْقِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيقٌ فِي
السَّعِيرِ كَنْتُ أَنَا مِنْ أَيِّ الْفَرِيقَيْنِ قَالَ هَذَا غَيْبٌ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عِلْمٌ
هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ كَيْفَ يَشْتَغِلُ بِالْتَّزَوِّجِ ثُمَّ قَالَ يَا حَسَنُ كُمْ خَلَقَ اللَّهُ الْعُقْلَ قَالَ

عَشْرَةَ أَجْزَاءٍ تِسْعَةَ لِلرِّجَالِ وَ وَاحِدٌ لِلنِّسَاءِ ثُمَّ قَالَتْ يَا حَسَنُ كَمْ خَلَقَ اللَّهُ الشَّهْوَةَ قَالَ عَشْرَةَ أَجْزَاءٍ تِسْعَةَ لِلنِّسَاءِ وَ وَاحِدٌ لِلرِّجَالِ قَالَتْ يَا حَسَنُ أَنَا أَقْدِرُ عَلَى حِفْظِ تِسْعَةِ أَجْزَاءٍ مِنَ الشَّهْوَةِ بِجُزْءٍ مِنَ الْعُقْلِ وَ أَنْتَ لَا تَقْدِرُ عَلَى حِفْظِ جُزْءٍ مِنَ الشَّهْوَةِ بِتِسْعَةِ أَجْزَاءٍ مِنَ الْعُقْلِ فَبَكَى الْحَسَنُ وَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا.

السور ٦٠:٢٤ - والتواتر من النساء ص: ١٧٩

بنی اسرائیل کا، زاہد و سوال عبادت کی مگر شیطان کے فریب کا شکار ہو گیا آورده اند کہ رسول خدا ﷺ حکایت کرد کہ در بنی اسرائیل زاہدی بود و دویست سال عبادت کر دو آرزوی بود کہ وقتی شیطان را بے بینہ تباوی گوید الحمد للہ دریں دویست سال ترا بر میں را نہ بود و نتوانستی مر از راه حق بگردانیدن آخر روزی ابلیس از محراب خویشتن را با نمود و او را بثنا خفت و گفت آنون بچہ آمدی یا ابلیس گفت دویست سال است تا میکوشم کہ مر از راه بہرم و بکام خویش در آرم وا ز دستم بر نخاست و مراد بر نیامد۔

وَاكُنُو تُو در خواستی که مر اینی دیدار میں ترا بچہ کار آید از عمر تو دویست سال دیگر ماندہ است ایں خن گفت و نابد ید گشت زاہد و سوال افتاد و گفت از عمر من دویست سال ماندہ و من چنیں خویشتن را در زندان کر ده ام از لذات و شهوت باز ماندہ و دویست سال دیگر هم بریں صفت دشوار بود مد بیر من آنست که صد سال در دنیا خوش زندگانی کنم لذات و شهوت بکار دارم آنکه توبہ کنم و صد سال دیگر بعبادت بر آرم که اللہ غفور رحیم است آں روز از صومعہ بیرون آمد سوی خرابات شد و بشراب لذات باطل مشغول گشت و بصحبت موئساں تن در داد چوں در آمد عمرش با آخر سیدہ بود ملک الموت در آمد و بر سر آں فرق و فجور جان وی برداشت آں طاعات و

عبدات دویست ساله بیاد برداوه حکم از لی دروی رسیده و شقاوت دامن او گرفته] نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَ سُوءِ الْقَضَاءِ .

قال الحافظ :

در عمل تکیه مکن ز آنکه در ان روز ازال توچه دانی قلم صنع بنامت چنور شت

الشمل ۸۱ ان تسمع الا من يؤمن بآياتنا (ص ۳۷۱)

سیدنا محمد ﷺ کا سایہ کیوں نہیں تھا۔

وَقَالَ النَّبِيُّ بُرُرُى إِنَّمَا لَمْ يَكُنْ لِأَنَّهُ إِذَا كَتَبَ وَ عَقَدَ الْخِصْرَ يَقْعُ
ظِلًّا قَلْمِيهِ وَ إِصْبِعِهِ عَلَى اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى وَ ذِكْرِهِ فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى لَا جَرْمَ يَا حَبِيبِي لَمَّا لَمْ تَرَدْ أَنْ يَكُونَ قَلْمُكَ فَوْقَ اسْمِيْ وَ لَمْ تَرْدْ أَنْ
يَكُونَ ظِلُّ الْقَلْمِ عَلَى اسْمِيْ أَمْرَتِ النَّاسَ أَنْ لَا يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ فَوْقَ
صَوْتِكَ تَشْرِيفًا لَكَ وَ تَعْظِيْمًا وَ لَا دَعْ بِسَبِّ ذَلِكَ ظِلَّكَ يَقْعُ عَلَى
الْأَرْضِ صِيَانَةً لَهُ أَنْ يُوْطَأَ ظِلُّهُ بِالْأَقْدَامِ . قِيلَ إِنَّهُ نُورٌ مَحْضٌ وَ لَيْسَ لِلنُّورِ
ظِلٌّ .

العنکبوت ۲۹: ۴۸ - ولا تحطه بيمينك ص: ۴۸۰

الْجُزُءُ السَّابِعُ

بغداد کی ایک عاشقہ کا واقعہ۔ قال الشیخ العطاء: فی الہی نامہ
 مگر یکروز در بازار بغداد
 بغایت آتش سوزنہ افتاد
 وزان آتش قیامت شد بدیدار
 فغا افتاد از مردم بیکبار
 عصا در دست می آمد ز جانی
 بزہ بر پیرہ زالی بتلائی
 کہ افتاد آتش اندر خانہ تو
 کی گفتا مگر دیوانہ تو
 کہ حق ہرگز نسوز دخانہ من
 رنش گفتا تویی دیوانہ من
 نبود آں زال راز آتش زیانی
 با خرچوں بسوخت عالم جهانی
 بدو لفظندہ ان ای زال دمساز
 کہ یاخانی بسوزد یادل من
 چنیں گفت آنگبی زال فروتن
 نخواہد سوخت آخر خانہ را
 چو سوخت ازغم دل دیوانہ را

الروم ۳۰:۵۷۔ لا ينفع الذين ظلموا معدورتهم ص: ۶۰

ایام عید میں غنا کی رخصت والی احادیث متروک ہیں۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ النَّاطِقَةُ بِرُخْصَةِ الْغِنَاءِ أَيَّامُ الْعِيدِ فَمُتْرُوَكَةٌ غَيْرُ
 مَعْمُولٍ بِهَا الْيُومُ وَ لِذَلِكَ يُلْزَمُ عَلَى الْمُحْتَسِبِ إِحْرَاقُ الْمَعَافِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ.

لقمان ۳۱:۶۔ ومن الناس من يشتري لهو الحديث ص: ۶۷

نبی ﷺ کا جھوننا امت کی تعلیم کے لئے تھا۔

وَمَا نُقِلَّ عَنْ سَهْوِ النَّبِيِّ فِي بَعْضِ الْأُمُورِ فَهُوَ لِيْسَ كَسْهُو سَائِرِ

الْخَلْقِ النَّاשِيِّ عَنِ رَعْوَةِ الطَّبِيعِ وَغَفْلَتِهِ حَاشَاهُ عَنْ ذَالِكَ بَلْ سَهُوُهُ تَشْرِيعٌ
لَامِتهِ لِيَقْتَدُوا بِهِ فِيهِ كَالسَّهُوِ فِي عَدَدِ الرَّكَعَاتِ حِيثُ أَنَّهُ صَلَّى الظَّهَرَ
رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ وَأَضَافَ إِلَيْهِما
رَكْعَتَيْنِ وَبَعْضُ سَهُوِ نَاشِئٌ عَنِ الْإِسْتِغْرَاقِ وَالْإِنْجَذَابِ وَلِذَالِكَ
كَانَ يَقُولُ (كَلْمِينِيْ يَا حَمِيرَاءِ)

الْأَحْزَابِ ۵۰ وَيَرْضَى بِمَا آتَيْتَهُنَّ (ص ۲۰۹)

نَبِيُّ أَكْرَمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَنْكِرًا لِكُوْثَيْنَى -

ثُمَّ إِنَّ لِلصَّلَوَاتِ وَالْتَّسْلِيمَاتِ مَوَاطِنٌ. فَمِنْهَا إِنْ يُصْلَى عِنْدِ سِمَاعِ
إِسْمِهِ الشَّرِيفِ فِي الْإِذَانِ .

قَالَ الْقَهْسَتَانِيُّ فِي شِرْحِهِ الْكَبِيرِ نَقْلًا عَنْ كَنزِ الْعِبَادِ أَعْلَمَ أَنَّهُ
يَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدِ سِمَاعِ الْأُولَى مِنَ الشَّهَادَةِ الثَّانِيَةِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ) وَعِنْدِ سِمَاعِ الثَّانِيَةِ (قَرْءَةُ عَيْنِيْ بَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ) ثُمَّ يُقَالَ
اللَّهُمَّ مَتَعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالبَصَرِ بَعْدَ وَضَعِ ظُفُرِ الْأَبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ
يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ انتَهَى

قَالَ بَعْضُهُمْ [پشت ابهامين بر چشم ماليده اين دعا بخواند (الله
متعني) الخ و در صلوافت نجی فرموده که ناخن هردو ابham را بر چشم خود بطریق وضع نه بطریق مد
و در محیط آورده که پیغمبر صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بمسجد در آمد و زدیک ستون پشت و صدیق ص در بر ابر
آل حضرت نشسته بود بلای ص بر خاست و باذان اشتغال فرمود: چون گفت اشهد ان محمد
رسول اللَّهِ ابُوكَبَرِصَ هردو ناخن ابهامین خود را بر هردو چشم خود نهاده گفت (قرءة عینی بک يار رسول

الله) چوں بلال ص فارغ شد حضرت رسول ﷺ فرمود که یا ابا بکر هر که بکند چنیں که تو کردی خدای بیا مرزد گناهان جدید و قدیم اور اگر بعدم بوده باشد اگر بخطا حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی الْمُکَفَّر رفع اللہ درجتہ در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عینیہ رحمہ اللہ کہ حضرت پیغمبر مسجد در آمد در دھن محرم و بعد از آنکہ نماز جمعہ ادا فرموده بود زد یک اسٹوانہ قرار گرفت و ایوب کرس بظہر ابھائیں چشم خود رامسح کرد و گفت قرۃ عینی سبک یا رسول اللہ و چوں بلال ص از اذان فراغتی روی نمود حضرت رسول ﷺ فرمود که ای ابا بکر هر که بگوید آنچہ تو گفتی از روی شوق بلقای من و بکنید آنچہ تو کردی خدای خدای در گزارد گناهان ویرا آنچہ باشد نو و کہنہ خطاو عمدونہن و آشکارا و من در خواستکم جرائم ویرا و در مضمرات بریں [نقل کردہ]

و فی قصص الانبیاء وَ غَيْرِهَا أَنَّ آدَمَ ﷺ اشْتَاقَ إِلَى لِقَاءِ مُحَمَّدٍ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ هُوَ مِنْ صُلْبِكَ وَ يَظْهَرُ فِي
 آخرِ الزَّمَانِ فَسَأَلَ لِقَاءَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى
 إِلَيْهِ فَجَعَلَ اللَّهُ ذَالِكَ النُّورَ الْمُحَمَّدِيَ فِي إِصْبَعِهِ الْمُسَبَّحةِ مِنْ يَدِهِ الْيُمْنِيِّ
 فَسَبَّحَ ذَالِكَ النُّورُ فَلَذَالِكَ سُمِّيَّ تِلْكَ إِلَاصْبَعُ مُسَبَّحةً كَمَا فِي الرُّوضِ
 الْفَانِقِ.

أَوْ أَظْهَرَ اللَّهُ تَعَالَى جَمَالَ حَبِّيهِ فِي صَفَاءِ ظُفْرَى إِبْهَامِيهِ مِثْلَ الْمِرْأَةِ
 فَقَبْلَ آدَمَ ظُفْرَى إِبْهَامِيهِ وَ مَسَحَ عَلَى عَيْنِيهِ فَصَارَ أَصَلًا لِذُرْيَتِهِ فَلَمَّا أَخْبَرَ
 جَرَائِيلُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ ﷺ (مَنْ سَمِعَ إِسْمِي فِي الْإِذَانِ فَقَبْلَ
 ظُفْرَى إِبْهَامِيهِ وَ مَسَحَ عَلَى عَيْنِيهِ لَمْ يَعْمَمْ أَبْدَا). قَالَ الْإِمَامُ السَّخَاوِيُّ فِي

المقاصد الحسنة إن هذا الحديث لم يصح في المرفوع والمرفوع من الحديث هو ما أخبر الصحابي عن قول رسول الله عليه السلام.

وفي شرح اليماني ويذكر تشمل الشريين روى عنهما على العينين لأنه لم يرد فيه حديث والذي فيه ليس بصحيح انتهى.

يقول الفقير قد صاح عن العلماء تجويف الاخذ بالحديث في العمليات فكون الحديث المذكور غير مرفوع لا يستلزم ترك العمل بمضمونه وقد اصاب القهستاني في القول بحسبه وكفانا كلام الإمام المكي في كتابه فإنه قد شهد الشيخ السهروردي في عوارة المعارف بوفور علمه وكثر حفظه وقوه حاله وقبل جميع ما أورده في كتابه قوته القلوب ولله در أرباب الحال في بيان الحق وترك الجدال.

الأحزاب ٦٥ صلوا عليه وسلموا تسليما (ص ٢٢٨ - ٢٢٩)

حمد السجدة ٣٣ و من احسن و قوله من دعا الى الله (ج ٨ ص ٢٦٠)

درود شریف پڑھنے کے آداب۔

وَمِنْ آدَابِ الْمُضَلِّى أَنْ يُصَلَّى عَلَى الطَّهَارَةِ وَقَدْ سَيَقَ حِكَايَةُ السُّلْطَانِ مُحَمَّدٌ عِنْدَ قُولِهِ تَعَالَى (مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ.. الْآيَه). وَأَنْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ عِنْدَ أَدَاءِ الْحَدِيثِ [وَدَرَ آثَارَ آمَدَهُ كَه بَرْ دَارِيد آواز خود را در ادای صلوات که رفع صوت بوقت ادای درود صیقلست که غبار شفاق و ژنگار نفاق را از مرایاء قلوب می زداید .

نام تو صیقلست که ولحای تیره را روشن کند چو آینینهاء سکندری

وأن يكون على المراقة وهو حضور القلب وطرد الغفلة وأن يصح نيته وهو أن يكون صلواته امثلا لامر الله وطابا لرضاه وجلبا لشفاعة رسوله وأن يتتوى ظاهره وباطنه فان الذكر اللسانى ترجمان الفكر الجنانى فلا بد من تطبيق أحدهما بالآخر والأFMحرذ الذكر اللسانى من غير حضور القلب غير مقيد

الاحراب ٥٢ و مسلموا تسليما ص ٢٣٣ . ٢٣٢

يا رسول الله كلامك درود و دعائنا -

و منها قوله

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله

الصلوة والسلام عليك يا خليل الله

الصلوة والسلام عليك يا صفي الله

الصلوة والسلام عليك يا نجي الله

الصلوة والسلام عليك يا خير خلق الله

الصلوة والسلام عليك يا من اختاره الله

الصلوة والسلام عليك يا من زينته الله.

الصلوة والسلام عليك يا من أرسله الله

الصلوة والسلام عليك يا من شرفه الله.

الصلوة والسلام عليك يا من عظمته الله.

الصلوة والسلام عليك يا مَنْ كَرَّمَهُ اللَّهُ.
 الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا إِمامَ الْمُتَقِّينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْأَوَّلِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ الْآخِرِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا قَائِدَ الْمُرْسَلِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا شَفِيعَ الْأُمَّةِ.
 الصلوة والسلام عليك يا عَظِيمَ الْهَمَّةِ.
 الصلوة والسلام عليك يا حَامِلَ لَوَاءِ الْحَمْدِ.
 الصلوة والسلام عليك يا صَاحِبَ الْمُقَامِ الْمُحْمُودِ
 الصلوة والسلام عليك يا سَاقِي الْحَوْضِ الْمَوْرُودِ
 الصلوة والسلام عليك يا أَكْثَرَ النَّاسِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 الصلوة والسلام عليك يا سَيِّدَ وَلِدِ آدَمَ.
 الصلوة والسلام عليك يا أَكْرَمَ الْأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ.
 الصلوة والسلام عليك يا بَشِيرًا.
 الصلوة والسلام عليك يا نَذِيرًا.

الصلوة والسلام عليك يا داعي لله يا ذنه والسراج المنير

الصلوة والسلام عليك يا نبئ التوبة.

الصلوة والسلام عليك يا نبئ الرحمة.

الصلوة والسلام عليك يا مقفى.

الصلوة والسلام عليك يا عاقب.

الصلوة والسلام عليك يا حاسير.

الصلوة والسلام عليك يا مختار.

الصلوة والسلام عليك يا ماحى.

الصلوة والسلام عليك يا احمد.

الصلوة والسلام عليك يا محمد

صلوات الله وملائكته ورسوله وحملة عرشه وجميع خلقه

عليك وعلى آلك وأصحابك ورحمة الله وبركاته

ایں صلوٽ را صلوٽ فتح گویند۔ چہل کلمہ است صلوٽی مبارکست و نزد علماء

معروف و مشھور و بہر مرادی کہ بخواند حاصل گردد۔ ہر کہ چہل بامداد بعد ادائی فرض گوید کار

فروبستہ او بکشاید و بر دم من ظفر یابد و اگر در جس بود حق سبحانہ و تعالیٰ اور اربابی مخدوم خواص او

بسیار است۔

و حضرت عارف صمدانی امیر سید علی همدانی قدس سره بعضی از ایں صلوٽ در آخر

اور افتخاری ایاد فرموده اند و شرط خواندن ایں صلوٽ آنست کہ حضرت پیغمبر ﷺ حاضر بیند و

مشافعہ با ایشان خطاب کند۔

سات سلام اور انکلی فضیلت۔

ومنها قوله

السلام عليك يا امام الحرمین.

السلام عليك امام الخاقین.

السلام عليك يا رسول الثقلین.

السلام عليك يا سید من فی الكوئین و شفیع من فی الدارین

السلام عليك يا صاحب القبلتین.

السلام عليك يا نور المشرقین و ضیاء المغاربین.

السلام عليك يا جد السبطین الحسن والحسین

عليک و علی عترک و اسرتک و اولادک و اخفادک و
ازواجک و افواجک و خلفائک و نقیانک و نجیانک و اصحابک و
اخزابک و اتباعک و اشیاعک

سلام اللہ والملائکة والناس اجمعین الى يوم الدين والحمد لله

رب العالمین.

این راتسلیمات سبع گویند کہ فت سلامست هر کہ بکاری درماند و محبتاں او فروبست
باشد هفت روزی بعد از نمازی یا زده بار صلوٰات فرستد پس این راتسلیمات هفت بار بخواند حتم
کفايت شود و حاجت روآگردد۔

سماع موتي

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مِّنْ فِي الْقُبُورِ . جَمْعُ قَبْرٍ وَهُوَ مَقْرُرُ الْمَيْتِ وَ قَبْرُهُ جَعْلُهُ
فِي الْقَبْرِ . وَهَذَا الْكَلَامُ تَرْشِيحٌ لِتَمثيلِ الْمُصْرِينَ عَلَى الْكُفُرِ بِالْأَمْوَاتِ وَ
إِشْبَاعٌ فِي إِقْنَاطِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ ايمانِهِمْ وَ تَرْشِيحُ الْإِسْتِعَارَةِ إِقْرَانُهَا بِمَا
يُلَاتُهُمُ الْمُسْتَعَارُ مِنْهُ شَبَهَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ طَبْعٍ عَلَى قَلْبِهِ بِالْمَوْتِ فِي عَدْمِ الْقُدْرَةِ
عَلَى الْإِجَابَةِ فَكَمَا لَا يَسْمَعُ اصحابُ الْقُبُورِ وَلَا يُجِيِّبُونَ كَذَالِكَ الْكُفَّارُ لَا
يَسْمَعُونَ وَلَا يَقْبِلُونَ الْحَقَّ

فاطر ٢٢ ما انت بمسمع من في القبور (ص ٣٣٩)

ارواح اجسام کی مذکرتی ہیں۔

وَيَجْبُ إِكْفَارُ الرَّوَافِضِ فِي قَوْلِهِمْ بِأَنَّ عَلَيْاً وَ اصحابَهِ يَرْجِعُونَ إِلَى
الْدُّنْيَا فَيَتَّقِمُونَ مِنْ أَعْدَائِهِمْ وَ يَمْلَأُونَ الْأَرْضَ قَسْطًا كَمَا مُلِئَتْ جَوَارِدُ
ذَالِكَ الْقَوْلُ مُخَالِفٌ لِلنَّصْ نَعَمْ رُوحَانِيَّةُ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ وَزَرَاءِ
الْمَهْدِيِّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ عَلَى مَا عَلَيْهِ أَهْلُ الْحَقَائِقِ وَ لَا يَلْزَمُ مِنْ ذَالِكَ
مَحْذُورٌ قُطْعًا لِأَنَّ الْأَرْوَاحَ تُعِينُ الْأَرْوَاحَ وَ الْأَجْسَامَ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَ حَالٍ
فَاعْرَفْ هَذَا

نَسْ انْهَمُ الْبَهْمَ لَا يَرْجِعُونَ (ص ٣٩١)

لِيَوْمِ التَّرْوِيَّةِ، لِيَوْمِ عِرْفَادِ اور لِيَوْمِ الْخَرْ كَيْ وجہ تسمیہ۔

وَقِيلَ أَنَّهُ رَأَى لَيْلَةَ التَّرْوِيَّةِ كَانَ قَائِلاً يَقُولُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ بِذَبْحِ
إِنْكَ هَذَا فَلَمَّا أَصْبَحَ رَوَى فِي ذَالِكَ مِنَ الصَّبَاحِ إِلَى الرَّوَاحِ أَمِنَ اللَّهُ

تعالى هذا الحُلْمُ أَمْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمِنْ ثَمَّةَ سُمَّى يَوْمُ التُّرُوِيَّةِ فَلَمَّا أَمْسَى رَأَى
مِثْلَ ذَالِكَ فَعَرِفَ أَنَّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فَمِنْ ثَمَّهُ سُمَّى يَوْمُ عَرَفَهُ ثُمَّ رَأَى فِي
اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَهُمْ بِنَحْرِهِ فَسُمِّيَ الْيَوْمُ يَوْمُ النَّحْرِ.

الصفات التي ارى في المنام (ص ٤٧٣)

الْجُزُءُ الثَّامِنُ

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی روح خود اللہ نے قبض فرمائی۔

و فی زُهْرَةِ الرِّیاضِ الْتَّوْفِیْ مِنَ اللَّهِ الْأَمْرُ بِخُرُوجِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدْنِ
لَوِ اجْتَمَعَتِ الْمَلَائِکَةُ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى إِخْرَاجِهِ فَاللَّهُ يَأْمُرُ بِالْخُرُوجِ كَمَا أَمَرَهُ
بِالْدُخُولِ وَمِنَ الْمَلَائِکَةِ الْمُعَالَجَةِ وَإِذَا بَلَغَتِ الْحُجَّرَةَ يَاخْذُهَا مَلِكُ
الموتِ عَلَى الْإِيمَانِ أَوِ الْكُفْرِ. انتهى.

عَلَى إِنَّ مِنْ خَوَاصِ الْعِبَادِ مَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ قَبْضَ رُوحِهِ كَمَا رُوِيَ أَنَّ فَاطِمَةَ
الْزَّهْرَاءَ رضي الله عنها لَمَّا نَزَلَ عَلَيْهَا مَلِكُ الْمَوْتِ لَمْ تَرْضَ بِقَبْضِهِ فَقَبَضَ
اللَّهُ رُوحَهَا وَأَمَّا النَّبِيُّ الْعَلِيُّ فَإِنَّمَا قَبَضَهُ مَلِكُ الْمَوْتِ لِكَوْنِهِ مُقْدَمَ الْأَمَّةِ وَ
كَمَا قَالَ ذُو الْنُونَ الْمَصْرِيُّ فَدَسَ سِرُّهُ الْهَى لَا تَكُلُّنِي إِلَى مَلِكِ الْمَوْتِ وَ
لَكِنْ أُقْبِضُ رُوحِي أَنْتَ وَلَا تَكُلُّنِي إِلَى رِضْوَانِ وَأَكْرِمِنِي أَنْتَ وَلَا تَكُلُّنِي إِلَى
مَالِكٍ وَعَذَابِنِي أَنْتَ نَسَأُ اللَّهَ الْفَضْلَ عَلَى كُلِّ حَالٍ

الزمر ٤ الله يتوفى الانفس ص ١١٤

لا نبی بعدی نہ کہو کا مفہوم۔

وَرَوَى ابْنُ سَلَامٍ وَغَيْرُهُ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ لَا
تَقُولُوا لَا نبی بَعْدَ مُحَمَّدٍ وَقُولُوا خَاتَمُ النَّبِيِّنَ لَا نَهَى يَنْزَلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ
حَكْمًا عَدْلًا وَإِمامًا مُقْسِطًا فَيَقْتُلُ الدِّجَالَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخَزَيرَ
وَيَضْعُ الْجِزِيرَةَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْ زَارَهَا.

قال في التكملة و قول عائشة لا تقولوا لا نبئ بعده محمد إنما ذكر
والله أعلم لسلا يترهم المترهم رفع ما روى من نزول عيسى بن مريم في
آخر الزمان وعلى الحقيقة فلا نبئ بعده رسول الله عليه السلام لأن عيسى وإن
نزل بعده فهو موجود قبله حتى إلى أن ينزل وإذا نزل فهو متبوع لشرعه
مقاتل عليها فلا يخلق نبئ بعده محمد ولا تجذب شريعة بعد شريعته فعلى
هذا يصح ولا نبئ بعده

وقد روى في اسماء النبي عليه السلام في كتاب الشمائل وغيره والعاقب الذي
ليس بعده نبئ فهذه زيادة وإن لم يذكر هاماً لك فهو موجود في غير
المؤطراً ويحتمل أن تكون من قبل النبي أو من قبل الرأوى فإن كانت من
قبل النبي عليه السلام فحسبك بها حجّة وإن كانت من قبل الرأوى فقد صَحْ بها
انطلاق هذه اللفظ غير ممتنع ولا معارضة بينه وبين حديث عائشة رضي
الله عنها كما ذكرنا والمراد به لا تقولوا لا نبئ بعده يعني لا يوجد في الدنيا
نبي فإن عيسى ينزل إلى الدنيا ويقاتل على شريعة النبي عليه السلام والمراد بقوله
عليه السلام في الحديث والعاقب الذي ليس بعده نبئ ولا يبعث بعده نبئ ينسخ
شرعيته وهذا معنى قوله (و خاتم النبيين) أي الذي ختمت النبوة والرسالة
به لأن نبوة عيسى قبله فنبوته عليه السلام ختمت النبوة وشرعيته ختمت
الشرع انتهى ما في التكملة.

سب سے پہلے اذان کس نے کی۔

واول من اذن فی السماء جبرايل ام ميكائيل عليهما السلام عند بيت المعمور واول من اذن في الاسلام بلا لال الحبشي رضي الله عنه وكان اول مشروعته في اذان الصبح قالت النوار ام زيد بن ثابت كان بيته اطول بيت حول المسجد فكان بلا لال يؤذن فوقه من اول ما اذن الى ان بنى رسول الله ﷺ مسجده فكان يؤذن بعده على ظهر المسجد وقد رفع له شئ فوق ظهره واول من اقام عبد الله بن زيد وزاد بلا لال في اذان الصبح بعد الحيلات الصلاة خير من النوم مررتين فاقررها ﷺ اي اليقظة الحاصله خير من الراحه الحاصله بالنوم ويقول المجيب عنده صدقت وبالخير نطق وعند قوله في الاقامة قد قامت الصلوة أقامها الله وآدامها ويعقيم مر آذن لا غيره الا باذنه وفي بعض الروايات انه ﷺ اذن مرتين واحدة في السفر على راحته

واول من زاد الاذان الاول في الجمعة عثمان رضي الله عنه زاد ليؤذن اهل السوق فيأتون الى المسجد و كان في زمانه ﷺ و زمان ابي بكر رضي الله عنه و زمان عمر رضي الله عنه اذان واحد حين يجلس الامام على المنبر والذكير قبل الاذان الاول الذي هو التسبيح أحدث به السبعينية في زمان الناصر محمد قلوون لاجل التبکير المطلوب في الجمعة واول ما أحدثت الصلاة على النبي ﷺ بعد تمام الاذان في زمن السلطان المنصور الحاجي ابن الاشرف شعبان بن حسن بن محمد بن قلوون في

واخِرِ الْقَرْنِ الثَّامِنِ وَأوْلُ مِنْ أَخْدَثِ اذَانِ اثْنَيْنِ مَعَا بْنَ امِيَةَ وَأوْلُ مِنْ وَضَعِ
اَحَدِي يَدِيهِ عَنْدَ اُذْنِيهِ فِي الْاِذَانِ ابْنِ الْاَصْمَمِ مَؤْذِنِ الْحَجَاجِ بْنِ يُوسُفِ وَكَانَ
الْمَؤْذِنُونَ يَجْعَلُونَ اصْبَاعَهُمْ فِي اذَانِهِمْ وَأوْلُ مِنْ رُقْبَى مَنَارَةِ مَصْرِ لِلْاِذَانِ
شُرَحِيلُ الْمَذْكُورُ وَفِي عِرَافِتِهِ بْنُ مُسْلِمَةَ الْمَنَابِرِ لِلْاِذَانِ بِامْرِ مَعَاوِيَةِ وَلَمْ
تَكُنْ قَبْلَ ذَالِكَ وَأوْلُ مِنْ عَرْفٍ عَلَى الْمَؤْذِنِينَ سَالِمَ بْنَ عَامِرَ اَقَامَهُ عُمَرُ
بْنُ الْعَاصِ فَلَمَّا مَاتَ عَرَفَ عَلَيْهِمْ اخَاهُ شُرَحِيلَ وَأوْلُ مِنْ رَزْقِ الْمَؤْذِنِينَ
عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حِمْ السَّجْدَةِ ۳۳ مِنْ دُعَاءِ اللَّهِ (ص ۲۶۰، ۲۶۱)

ہر سو موار اور ہر جمعرات کو اعمال حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے

ہیں۔

(رَوْيَ) إِنَّهُ الظَّاهِرَ أَرَى مَا يُصِيبُ أُمَّةَ بَعْدَهُ فَمَا رُؤِيَ مُسْتَبْشِرًا
ضَاحِكًا حَتَّى قُبِضَ . وَفِي الْحَدِيثِ حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ قَالُوا
هَذَا خَيْرُنَا فِي حَيَاةِكَ فَمَا خَيْرُنَا فِي مَمَاتِكَ فَقَالَ تُعَرَّضُ عَلَى اعْمَالِكُمْ
كُلُّ عَشِيَّةِ الْاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَمَا كَانَ خَيْرٌ حَمَدَ اللَّهَ تَعَالَى وَمَا كَانَ مِنْ
شَرٍّ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَكُمْ وَلِذَالِكَ اِسْتَحْبَتْ صُومُ يَوْمِ الْاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ وَقَدْ قَالَ
تُفْتَحُ ابْوَابُ الْجَنَّةِ كُلُّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ، يَعْنِي مَفْتُوحٌ مِنْ شُودِ ابْوَابِ
جَنَّتِ در هر دو شبہ و پنجشنبہ یعنی لشَرِ فِهْمَا لِكَوْنِ يَوْمِ الْاثْنَيْنِ يَوْمَ وِلَادَةِ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ يَوْمَ عَرْضِ الْاعْمَالِ عَلَى اللَّهِ سَبْحَانَهُ وَ
نَعَالِيَ .

الزخرف ٤٢ او ترینک الذی وعدناهم (ص ٣٧٢)

حضرت موسی علیہ السلام کی خواہش امت محمدیہ کا ایک فرد ہونا۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال موسی یا رب هل فی الامم امۃ
اکرم علیک ممّن ظللت علیہم الغمام و انزلت علیہم المَنَ و السلوی قال
یا موسی انا فضل امة محمد علی الامم، كفضلی علی خلقی فقال موسی
اللہی اجعلنی من امة محمد قال یا موسی لن تدرکہم ولكن اتستھی ان
تسمع کلامہم قال نعم یا رب فنادی یا امة محمد فقالوا لبیک اللہم
لبیک لا شریک لک والخیر کلہ بیدیک فجعل اللہ تلک الاجابة من
شعائر الحج.

الزخرف ٤٣ وانه لذکر لک (ص ٣٧٣)

حضرت عیسیٰ اامت فرمائیں گے یا امام مہدی۔

وفی شرح العقائد ثم الاصح إن عیسیٰ يصلی بالناس و یؤمّهم و
یقتدی به المهدی لأنہ افضل منه فاما ماتھ أولی من المهدی لأن عیسیٰ نبی
والمهدی ولی ولا يبلغ الولی درجة النبی .

يقول الفقير فيه كلام لأن عيسى عليه السلام لا ينزل بالنبوة فإن زمان
نبوته قد انقضى وقد ثبت أنه لا نبی بعد رسول الله عليه السلام لا مشرعا
كاصحاب الكتب ولا متابعاً كانبياء بنى اسرائیل وإنما ينزل على شريعتنا و
على أنه من هذه الاقية لكن للغيرة الالهية يوم المهدی و يقتدی به عیسیٰ لأن
الاقداء به اقتداء بالنبی عليه السلام وقد صح أن عیسیٰ اقتدی بنبینا ليلة المعراج

فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى مَعَ سَائِرِ النَّبِيِّينَ فَيُجَبُ أَنْ يَقْتَدِي بِخَلِيفَتِهِ إِيْضًا لَا نَه
ظَاهِرٌ صُورَتِهِ الْجَمِيعَةُ الْكَمَالِيَّةُ.

الزخرف ٦٠ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ (ص ٣٨٥)

مومِنْ جن جنت میں جائیں گے یا نہیں۔

قال الامام النسفي في التيسير توقف ابو حنيفة في ثواب الجن و
نعمتهم وقال لا استحقاق للعبد على الله وإنما ينال بالوعد ولا وعد في حق
الجن الا المغفرة والا جارة فهذا يقطع القول به واما نعيم الجنة فموقوف
على قيام الدليل انتهى قال سعدى المفتى وبهذا تبين ان ابا حنيفة موقف لا
جازم بأنه لا ثواب لهم كما زعم البيضاوى يعني ان المروى عن ابى حنيفة
أنه توقف في كيفية ثوابهم لا انه قال لا ثواب لهم وذالك لأن في الجن
مسلمين ويهودا ونصارى ومجوسا وعبدة او ثان فلمسلمهم ثواب لا
محالة وان لم نعلم كيفية كما ان الملائكة لا يجائزون بالجنة بل بنعيم
يناسبهم على اصح قول العلماء وأمارؤية الله تعالى فلا يراه الملائكة والجن
في رواية كما في انسان العيون والظاهر أن رؤيتهم من وادٍ ورؤيه لبشر من
وادٍ فمن نفي الرؤيه عنهم نفها بهذا المعنى والا فالملائكة أهل حضور و
شهود فكيف لا يرونها و كما مؤمن الجن وان كانت معرفتهم دون معرفة
الكميل من البشر على ما صرّح به بعض العلماء.

و في البزار فيه ذكر في التفاسير توقف الامام الاعظم في ثواب الجن
لأنه جاء في القرآن فيهم (يغفر لکم من ذنبكم) والمغفرة لا تستلزم الاثابة

قالت المعتزلة أَوْعَدَ لظالِمِيهِمْ فِي سِتْحُقَ الثَّوَابِ صَالِحَوْهُمْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَ
(أَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا) قُلْنَا الثَّوَابُ فَضْلٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لَا
بِالاستِحْقَاقِ فَانْقِيلْ قَوْلُهُ تَعَالَى (فَبَإِنْ آلاَءِ رَبِّكُمَا تَكْذِبُانِ) بَعْدَ عَذَبَعَمْ
الجَنَّةِ خَطَابُ لِلشَّقَلِينِ فَيَرِدُ مَا ذَكَرْتُمْ قُلْنَا ذَكَرَ أَنَّ الْمَرَادَ مِنْهُ التَّوْقُفُ فِي
الْمَأْكُلِ وَالْمَشَارِبِ وَالْمَلَادِرِ الدُّخُولُ فِيهِ كَدْخُولِ الْمَلَائِكَةِ لِلسَّلَامِ
وَالْزِيَارَةِ وَالْخَدْمَةِ وَالْمَلَائِكَةِ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ الْآيَةُ انتَهَى.

وَالصَّحِيحُ كَمَا فِي بَحْرِ الْعِلُومِ وَالْأَظْهَرُ كَمَا فِي الْإِرْشَادِ أَنَّ الْجَنَّةَ
فِي حُكْمِ بْنِ آدَمَ ثَوَابًا وَعِقَابًا لَأَنَّهُمْ مَكَلَّفُونَ مِثْلَهُمْ وَيَدْلُلُ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى
فِي هَذِهِ السُّورَةِ وَلِكُلِّ درْجَاتِ مَا عَمِلُوا وَالْأَقْتَصَارُ لَا نَقْصُوْهُمْ الْأَنْذَارُ
فِيهِ تَذْكِيرَ بِذُنُوبِهِمْ.

واز حمزه بن حبيب رحمه الله پرسیدند که مؤمنان جن را ثواب
هست فرمود که آری و آیت لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسَ قَبْلَهُمْقَ وَلَا حَارَ بِخَوَانِدِ وَ
گفت الْأَنْسِيَاتُ لِلْإِنْسِ وَالْجَنِيَاتُ لِلْجَنِ فَدَلَّ عَلَى تَأْنِي الطَّمْتُ مِنَ الْجَنِّ
لَا طَمَتِ الْحُورُ الْعَيْنَ إِنَّمَا يَكُونُ فِي الْجَنَّةِ.

وَفِي آكِامِ الْمَرْجَانِ فِي أَحْكَامِ الْجَنِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي مَرْزِمِنِي
الْجَنِّ هَلْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى اقْوَالِ احْدُهَا أَنَّهُمْ يَدْخُلُونَهَا وَهُوَ قَوْلُ
جَمِهُورِ الْعُلَمَاءِ ثُمَّ اخْتَلَفَ الْقَائِلُونَ بِهَذَا القَوْلِ إِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ هَلْ يَأْكُلُونَ
فِيهَا وَيَشْرِبُونَ فَعَنِ الْإِضْحَاكِ يَأْكُلُونَ وَيَشْرِبُونَ وَعَنْ مَجَاهِدِهِ سُتْلَ عَنِ
الْجَنِّ الْمُؤْمِنِينَ أَيْدِيَخُلُونَ الْجَنَّةَ قَالَ يَدْخُلُونَهَا وَلَكِنْ لَا يَأْكُلُونَ وَلَا يَشْرِبُونَ

بل يُلْهِمُون التَّسْبِيحَ وَالتَّقْدِيسَ فَيَجْدُونَ فِيهِ مَا يَجْدُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ لَذَّةِ
الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَذَهَبِ الْحَرَثِ الْمَحَاسِبِ إِلَى أَنَّ الْجَنَّةَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ يَكُونُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحِيثُ نَرَاهُمْ وَلَا يَرَوْنَا عَكْسَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ فِي
الْدُّنْيَا وَالْقَوْلُ الثَّانِي أَنَّهُمْ لَا يَدْخُلُونَهَا بَلْ يَكُونُونَ فِي رَبْضِهَا إِذَا فِي نَاحِيَتِهَا
وَجَانِبِهَا يَرَاهُمُ الْأَنْسُ مِنْ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُمْ

وَالْقَوْلُ الثَّالِثُ أَنَّهُمْ عَلَى الْأَعْرَافِ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ مُؤْمِنَنِي
الْجَنِّ لَهُمْ ثَوَابٌ وَعَلَيْهِمْ عَقَابٌ وَلَيْسُوا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَعَ أَمَّةِ مُحَمَّدٍ هُمْ
عَلَى الْأَعْرَافِ حَائِطُ الْجَنَّةِ تَجْرِي فِيهِ الْأَنْهَارُ وَتَنْبُتُ فِيهِ الْأَشْجَارُ وَالشَّمَارِ
ذَكْرُهُ صَاحِبُ الْفَرْدُوسِ الْكَبِيرِ وَقَالَ الْحَافِظُ الْذَّهَبِيُّ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ جَدًا
وَفِي الْحَدِيثِ خَلْقُ اللَّهِ الْجَنِّ ثَلَاثَةُ اصْنَافٍ صَنْفًا حَيَاةً وَعَقَارِبُ وَ
خَشَاشُ الْأَرْضِ وَصَنْفًا كَالرِّيحِ فِي الْهَوَاءِ وَصَنْفًا عَلَيْهِ التَّوَابُ وَالْعَقَابُ
وَخَلْقُ اللَّهِ الْأَنْسُ ثَلَاثَةُ اصْنَافٍ صَنْفًا كَالْبَهَائِمِ كَمَا قَالَ تَعَالَى لَهُمْ قُلُوبٌ لَا
يَفْقَهُونَ بِهَا إِلَى قَوْلِهِ أَوْلَانِكَ كَالْأَنْعَامِ الْآيَةُ وَصَنْفًا اجْسَادُهُمْ كَاجْسَادِ بَنِي
آدَمَ وَأَرْوَاحُهُمْ كَأَرْوَاحِ الشَّيَاطِينِ وَصَنْفًا فِي ظِلِّ اللَّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ
رواه ابو الدرداء

وَالْقَوْلُ الرَّابِعُ الْوَقْفُ وَاحْتَجَ أَهْلُ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ بِوْجُوهِ الْأَوَّلِ
الْعُمُومَاتُ كَقَوْلِهِ تَعَالَى وَأَرْلَفَتِ الْجَنَّةَ لِلْمُتَقَبِّلِينَ وَقَوْلُهِ لِلْمُكْتَبِينَ مَنْ شَهَدَ أَنَّ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا دَخْلُ الْجَنَّةِ فَكَمَا أَنَّهُمْ يَخَاطِبُونَ بِعُمُومَاتِ الْوَعِيدِ
بِالْأَجْمَاعِ فَكَذَالِكَ يَخَاطِبُونَ بِعُمُومَاتِ الْوَعِيدِ بِالطَّرِيقِ الْأَوَّلِ وَمَنْ اظْهَرَ

حجّة في ذالك قوله تعالى ولمن خاف مقام ربّه جنّان فبأي إلى آخر السورة والخطاب للجن والانس فامتّن عليهم بجزاء الجنّة ووصفها لهم وشوقهم إليها فدل ذلك على أنهم ينالون ما امتنّ عليهم به إذا آمنوا وقد جاء في حديث أنّ رسول الله ﷺ قال لاصحابه لما تلا عليهم السورة الجنّ كانوا أحسن رداً منكم ما تلوا عليهم من آية إلا قالوا ولا بشيء من آلاتك ربنا نكذب والثاني ما استدل به ابن حزم من قوله تعالى إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات أولئك هم خير البرية جزائهم إلى آخر السورة قال وهذه صفة تعم الجن والانس عموماً لا يجوز البتّه أن يخص منها أحد النوعين ومن المحال أن يكون الله يخبرنا بخبر عام وهو لا يريد إلا بعض ما أخبرنا به ثم لا يبيّن لنا ذلك هذا هو ضدّ البيان الذي ضمنه الله لنا فكيف وقد نصّ على أنّهم من جملة المؤمنين الذين يدخلون الجنّة والثالث ما سبق من خبر الطمث والرابع ما قال ابن عباس رضى الله عنهمما الخلق أربعة فخلق في الجنّة كلّهم وخلق في النار كلّهم وخلقان في الجنّة والنار فاما الذين في الجنّة كلّهم فالملائكة وأما الذين في النار كلّهم فالشياطين واما الذين في الجنّة والنار فالانس والجن لهم الثواب وعليهم العقاب والخامس ان العقل يقوى ذلك وإن لم يوجده وذلك ان الله سبحانه قد اوعى من كفر منهم وعصى بالنار فكيف لا يدخل من اطاع منهم الجنّة وهو سبحانه الحكم العدل فان قيل قد اوعى الله من قال من الملائكة اني الله من دونه بالنار ومع هذا ليسوا في الجنّة في الجواب ان المراد بذلك

ابليس دعا الى عبادة نفسه فنزلت الآية فيه و هي و من يقل منهم انى الله من دونه فذاك لحزبه جهنم و ايضا ان ذالك و ان سلمنا اراده العموم منه فهذا لا يقع من الملائكة بل هو شرط و الشرط لا يلزم و قوته وهو نظير قوله لئن اشركت ليحيط عملك والجنة يوجد منهم الكافر فيدخل النار واحتاج اهل القول الثاني بقوله تعالى يغفر لكم الخ حيث لم يذكر دخول الجنة فدل على انهم لا يدخلونها و الجواب انه لا يلزم من سكوتهم او عدد علمهم بدخول الجنة نفيه و ايضا ان الله اخبر انهم ولو الى قومهم متذرسين فالمقام مقام الانذار لا مقام بشاره و ايضا ان هذه العبارة لا تقتضي نفي دخول الجنة لان الرسل المتقدمين كانوا يتذرون قومهم بالعذاب ولا يذكرون دخول الجنة لان تحريف العذاب اشد تأثيرا من الوعد بالجنة كما اخبر عن نوح في قوله اني اخاف عليكم عذاب يوم القيمة و عن هود عذاب يوم عظيم وعن شعيب عذاب يوم محيط و كذلك غيرهم و ايضا ان ذالك يستلزم دخول الجنة لان من غفر ذنبه و اجير من العذاب وهو مكلف بشرائع الرسل فانه يدخل الجنة وقد سبق دليل القول الثالث والرابع والعلم عند الله السلك المتعال واليه المرجع والمال.

الاحتفاف ٣١ تدوينا حبيوا داعي الله (ص ٤٩٠، ٤٩١، ٤٩٢)

نبی اکرم ﷺ کے باطن کو مجده۔

لا تجوز السجدة لمخلوق الا لباطن رسول الله فانه الحق.

الْجُزْءُ التَّاسِعُ

حَاضِرُونَ نَاظِرُنِي

فَمَعْنَى تَعْظِيمِ رَسُولِ اللَّهِ وَتَوْقِيرِهِ حَقِيقَةُ اتِّبَاعِ سَنَتِهِ فِي الظَّاهِرِ
 وَالبَاطِنِ وَالعِلْمِ بِأَنَّهُ زُبُدَةُ الْمُوْجُودَاتِ وَخَلَاصَتُهَا وَهُوَ الْمُحْبُوبُ الْاَزْلِيُّ
 وَمَا يُسَاوِاهُ تَبَعُّ لَهُ وَلَذَا أَرْسَلَ اللَّهُ تَعَالَى شَاهِدًا بِوَحْدَانِيَّةِ الْحَقِّ وَرَبُوبِيَّتِهِ وَ
 شَاهِدًا بِمَا أَخْرَجَ مِنَ الْعَدَمِ إِلَى الْوِجُودِ مِنَ الْأَرْوَاحِ وَالْفُوْسِ وَالْأَجْرَامِ
 وَالْأَرْكَانِ وَالْأَجْسَامِ وَالْأَجْسَادِ وَالْمَعَادِنِ وَالنَّبَاتِ وَالْحَيَوانِ وَالْمَلَكِ
 وَالْجَنِّ وَالشَّيْطَانِ وَالْإِنْسَانِ وَغَيْرِ ذَالِكَ لَنْلَا يُشَدَّ عَنْهُ مَا يُمُكِّنُ لِلْمَخْلُوقِ
 دَرْكَهُ مِنْ اسْرَارِ افْعَالِهِ وَعَجَائِبِ صُنْعِهِ وَغَرَائِبِ قَدْرِتِهِ بِحِيثُ لَا يُشارِكُهُ
 فِيهِ غَيْرُهُ وَلِهَذَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى عِلِّمْتُ مَا كَانَ وَسِكُونٌ لَّا نَهُ شَاهِدُ الْكُلُّ وَمَا
 غَابُ لِحْظَةٍ وَشَاهِدُ خَلْقِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا جِلَهُ قَالَ كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ
 الْمَاءِ وَالْطَّينِ إِنِّي كُنْتُ مَخْلُوقًا وَعَالَمًا بَأْنِي نَبِيًّا وَحُكْمَ لِي بِالنَّبُوَّةِ وَآدَمُ بَيْنَ
 إِنِّي يُخْلَقُ لِهِ جَسَدٌ وَرُوحٌ وَلَمْ يُخْلَقْ بَعْدَ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَشَاهِدُ خَلْقَهُ وَمَا جَرَى
 عَلَيْهِ مِنَ الْأَكْرَامِ وَالْأَخْرَاجِ مِنَ الْجَنَّةِ بِسَبِيلِ الْمُخَلَّفَةِ وَمَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِلَى
 آخِرِ مَا جَرَى عَلَيْهِ وَشَاهِدُ خَلْقِ أَبْلِيسِ وَمَا جَرَى عَلَيْهِ مِنْ إِمْتِنَاعِ السُّجُودِ
 لَآدَمَ وَالْطَّرِدِ وَاللَّعْنِ بَعْدَ طُولِ عِبَادَتِهِ وَوَفُورِ عِلْمِهِ بِمُخَالَفَةِ أَمْرِ وَاحِدِ
 فَحَصَلَ لَهُ بِكُلِّ حَادِثٍ جَرَى عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَالرَّسُلِ وَالْأَمْمِ فَهُوَمُ وَعِلْمُ ثُمَّ
 أَنْزَلَ رُوحَهُ فِي قَالِبِهِ لِيَزْدَادَ لَهُ نُورٌ عَلَى نُورٍ فَوْجُودُ كُلِّ مَوْجُودٍ مِّنْ وَجُودٍ هُوَ

علوم کلّ نبی و ولیٰ من علومہ حتیٰ صحف آدم و ابراهیم و موسیٰ و
غیرہم من اهل الکتب الالھیة

الفتح ۹ و تعرزوہ و تو قروہ ص ۱۸

نبی اکرم ﷺ کا ظاہر مخلوق اور باطن حق۔

والحاصل ان الله تعالى جعل نبیه ﷺ مظہراً لکمالہ و مراء آة
لتجلیاتہ ولذا قال ﷺ مَنْ رَأَنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ وَ لِمَا فَيْنِي ﷺ عَنْ ذَاتِهِ وَ
صفاته و افعالہ کان نائبًا عن الحق فی ذاتہ و صفاتہ و افعالہ كما قيل ع
نائبست و دست او دست خدائی

و فی هذا المقام قال الحلاج انا الحق و ابو یزید سُبْحَانِی سُبْحَانِی ما
اعظم شانی و ابو سعید الخراز لیس فی الجُبْرَ غیر اللہ قال الواسطی اخبر
اللہ بهذه الآية ان البشریة فی نبیہ عاریۃ و اضافۃ لا حقيقة یعنی فظاهرۃ
مخلوق و باطنہ حق ولذا یجوز السجدة لباطنه دون ظاهرہ اذ ظاهرہ من
عالم التّقیید و باطنہ من عالم الاصلاح و اذا كانت الصلاة جائزۃ على الموتی
فما ظنک بالاحیاء فاغرف جداً فانہ جازت الصلاة على الموتی لاشتمالہم
على حیثیة من الحقيقة المحمدیة الجامیعة الكلیة.

الفتح ۱۰ ید الله فوق ایدیہم (ص ۲۰۲)

مشکوک مال کو جائز بنانے کا حلیہ۔

و فی منہاج العابدین للام الفزالي قدس سرہ اذا كان ظاهر
الانسان الصلاح والستر فلا حرج عليك فی قبول صلاحہ و صدقته ولا

يلزِمُكَ الْبَحْثُ بِأَنْ تَقُولَ قَدْ فَسَدَ الزَّمَانُ فَإِنْ هَذَا سُوءُ الظَّنِّ بِذَلِكَ
الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ بِلْ حُسْنُ الظَّنِّ بِالْمُؤْمِنِينَ مَأْمُورٌ بِهِ انتهِيَ.

وَفِي الْحَدِيثِ مِنْ أَتَاهُ رِزْقًا مِّنْ غَيْرِ مَسَأَةٍ فَرَدَهُ فَإِنَّمَا يَرُدُّهُ عَلَى اللَّهِ
قَالَ الْحَسْنُ لَا يَرُدُّ جَوَازَ الْأُمَرَاءِ إِلَّا مُرَآتِي أَوْ أَحْمَقُ وَ كَانَ بَعْضُ السَّلْفِ
يُسْتَقْرِضُ لِجَمِيعِ حُوَائِجِهِ وَ يَأْخُذُ الْجَوَازَ وَ يَقْضِي بِهَا دِينَهُ وَ الْحِيلَةَ فِيهِ أَنْ
يُشْتَرِى بِمَالِ مُطْلَقٍ ثُمَّ يَنْقُدُ ثَمَنَهُ مِنْ أَىِّ مَالٍ شَاءَ.

وَعَنِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَنَّ الْمُبْتَلِي بِطَعَامِ السُّلْطَانِ وَالظُّلْمَةِ يَتَحَرَّى إِ
وَقَعَ فِي قَلْبِهِ حِلْمٌ قَبْلَ وَ اَكْلَ إِلَّا ، لَا لِقَوْلِهِ الْعَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَفْتَ قَلْبَكَ .

الحرات ۱۲ يا يها الذين آمنوا احتبوا اكثروا من الظن (ص ۸۵)

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی۔

آوردہ اندک کہ پیش از آمدن خلق از خاک جبراً میل و میکا میل بزمین آئند بر اق می آرند
و حلہ و تاج از بھر مصطفی صلوات اللہ علیہ از هول آں روز ندا نند کہ روپہ سید کجا سست از زمین
پرسندوز میں می گوید من از هول رستاخیز، ندانم کہ دوطن خود چہ دارم جبریل بشرق و غرب ھمی نکرد
از آنجا کہ خوابگاہ سید است نوری بر آید جبریل آنجا شتابد سید عالم صلوات اللہ از خاک بر آید
چنانکہ در خبر است انا اول من تشق عنہ الارض اول خن این گوید ای جبریل حال امتم چیست خبر
چہ داری گوید ای سید اول تو بر خاستہ ایشان در خاک اند ای سید تو حلہ در پوش و تاج بر سر نہ و بر
براق نشین و بمقام شفاعت روتا مت در رسند مصطفی علیہی ھمی رو دتا بضرت عزت سجدہ آرد
و حق راجل جلالہ بتاید و حید گوید از حق تعالی خطا ب آید کہ ای سید امروز نہ روز خدمت است کہ
روز عطا و نعمت است نہ روز سجدہ است کہ روز کرم وجود است سر بردار و شفاعت کن ھر چہ تو

خواهی آن کنم تو در دنیا همہ آن کردی که ما فرمودیم ما امروز ترا آن دھیم کتو خواهی و لسوف
یغطیک ربک فترضی.

ق ٤٢ ذالک یوم الخروج (ص ١٤٣)

نبی علیه السلام کا وجود پاک۔

وجواب القسم ما ضل صاحبکم وما غوی وبه یشیر الى آن وجود
النبي ﷺ لما كان اول نور وحداني بسيط علوی لطیف شعسانی تجلی به
الحق و تعلقت به القدرة القديمة الازلية من غير واسطة كما اخبر عنه بقوله
آمن اللہ والمؤمنون مِنْيَ و ليست فيه ظلمة الوسائل الامکانية الموجبة
للضلالة المُتَّجَة للفی بل هو على نوریته الاصلية البسيطة الشعسانیة
المفتضیة بنهدی و انسوی المسند بیه نورشید والنهی باقی كما هو ما اثرت
فيه مصاحبکم الطبيعیة ولا مخالفتکم الصوریة الغنصریة وما ضل بأمر
الطبعیة وما غوی بحکم البشریة فإنه ﷺ قائم بالحق خارج عن الطبع
كما اخبر عن نفسه الشریفة القدسیة بقوله لست كاحدکم أبیث عند ربی
یطفئ منی و یسقینی وهذا يدل على قیامه بالحق و خروجه عن الطبع و
احکامه انتهی.

النحو ۲ وما ضل صاحبکم (ص ۲۱۱)

اویاء اللہ کا بیک وقت مختلف مقامات پر موجود ہونا۔

فمن الممکن ان یجعل الله لروح الملک قوۃ یقتدر بها على
التصریف فی جسد آخر غیر جسدہا المعهود کما هو شأن الابداں لأنهم

يرحلون الى مكان وينقرون في مكانهم شبحا آخر لشبحهم الاصلي بدلا منه وقد ذكر ابن السبكي في الطبقات أن كرامات الاولى انواع وعد منها ان يكون له اجساد متعددة قال وهذا هو الذي يسميه الصوفية بعالم المثال ومنه قصة قضيب البان وغيره اي كواقع الشيخ عبد القادر الطبطاطي فقد ذكر الجلال السيرطي انه رفع اليه سؤال في رجل حلف بالطلاق أن ولئن الله الشيخ عبد القادر الطبطاطي بات عنده ليلة كذا يحلف آخر بالطلاق انه بات عنده تلك الليلة يعنيها فهل يقع الطلاق على احدهما فأرسلت قاصدي الى الشيخ عبد القادر فسألة عن ذلك فقال لو قال اربعون اني بث عندهم لصدقوا فأفتى انه لا حنت على واحد منهما لأن تعدد الصور بالتخيل والتشكل ممكن كما يقع ذلك للجان

قال الشعراوي وأخبرني من صحب الشيخ محمد الخضرى انه خطب في خمسين بلدة في يوم واحد خطبة الجمعة وصلى بهم اماماً وأما الشيخ حسين ابو علي المدفون بمصر المحروسة فأخبرني عنه اصحابه أن التطور كان دائرياً ليلاً ونهاراً حتى في صور السباع والبهائم ودخل عليه بعض اعدائه ليقتلوه وفوجدوه فقطعاه بالسيوف ليلاً ورمواه على كوم بعيد ثم أصبحوا فوجدوه قائماً يصلى

وفي حوار الشعراوي وصورة التطور ان يقدر الله الرؤوح على تدبیر ما شاء من الاجسام المتعددة بخلعة كن فللاولياء ذلك في الدنيا كمن حرق العادة واما في الآخرة فان نفس نشأة اهل الجنة تعطى

ذالك فيُدبرُ الواحدُ الْجَسَمُ الْمُتَعَدِّدَةَ كَمَا يُدبرُ الرُّوْحُ الْوَاحِدُ سائِرَ
أَعْصَاءِ الْبَدْنِ فَتَكُونُ تَسْمَعُ وَ انتَ تُنْصِرُ وَ تَبْطَشُ وَ تَمْشِي وَ نَحْوُ ذَالِكَ وَ
فِي الْفَتْوَاهُاتِ الْمُكَيَّهِ وَ الَّذِي أَعْطَاهُ الْكَشْفُ الصَّحِيحُ أَنَّ اجْسَامَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
تَنْطَوِي فِي أَرْوَاحِهِمْ فَتَكُونُ الْأَرْوَاحُ ظَرِوفًا لِلْجَسَمِ عَكْسٌ مَا كَانَتْ فِي
الْدُّنْيَا فَيَكُونُ الظَّهُورُ وَالْحُكْمُ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ لِلْجَسَمِ لَا لِلرُّوْحِ وَ لِهَذَا
يَتَحَوَّلُونَ فِي أَىِّ صُورَةٍ شَاءُوا كَمَا هُوَ الْيَوْمُ عِنْدَنَا لِلْمَلَائِكَةِ وَ عَالَمِ
الْأَرْوَاحِ اِنْتَهِي

النَّحْم٦ ذُو مَرَةٍ فَاسْتَوْى (ص ٢١٦)

رَبُّ تَعَالَى كَوْدِيكَهَا.

إِعْلَمْ أَنَّ الْمَرْئَى أَنَّ كَانَ صُورَةً جَبْرَائِيلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالرُّؤْيَا مِنْ رُؤْيَا الْعَيْنِ
وَ أَنَّ كَانَ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْبَعْضُ فَقَدْ اخْتَلَفُوا فِي أَنَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
رَأَى اللَّهُ تَعَالَى لِيَلَّةَ الْأَسْرَاءِ بِقَلْبِهِ أَوْ بِعَيْنِ رَأْسِهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ جَعَلَ بَصَرَهُ فِي
فَوَادِيهِ فَرَأَهُ فِي فَوَادِيهِ فَيَكُونُ الْمَعْنَى مَا كَذَبَ الْفَوَادُّ مَا رَأَهُ الْفَوَادُّ إِلَى لَمْ يَقُلْ
فَوَادِيهِ لَهُ إِنَّ مَا رَأَيْتَهُ هَاجِسٌ شَيْطَانٌ وَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَأنِكَ أَنْ تَرَى الرَّبَّ
تَعَالَى بَلْ تَيَقَّنَ أَنَّ مَا رَأَهُ بِفَوَادِيهِ حَقٌّ صَحِيحٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ رَأَهُ بِعَيْنِهِ لِقَوْلِهِ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللَّهَ اعْطَى مُوسَى الْكَلَامَ وَ اعْطَانِي الرُّؤْيَا وَ قَوْلِهِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رَأَيْتُ رَبِّي
فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ إِلَى صَفَةٍ قَالَ فِي الْكَوَاشِي هَذَا لَا حَجَّةٌ فِيهِ لَا نَهُ يَجُوزُ أَنْ
أَرَادَ الرُّؤْيَا بِالْقَلْبِ بِأَنْ زَادَهُ مَعْرِفَةٌ عَلَى غَيْرِهِ.

يَقُولُ الْفَقِيرُ إِنْرَادُ الرُّؤْيَا فِي مَقَابِلَةِ الْكَلَامِ يَدْلُّ عَلَى رُؤْيَا الْعَيْنِ لَا نَهُ

موسى عليه السلام قد سألهَا و مُنْعَ منها فاقتضى ان يُفَضِّلَ النَّبِيُّ عليه بما مُنْعَ
و هو الرؤية البصرية ولا شك أن الرؤية القلبية الحاصلة بالانسلاخ
يشترك فيها جميع الانبياء حتى الاولياء وقد صح أن موسى رأى ربّه بعين
قلبه حين خر في الطور مُغشيا عليه و حملها على زيادة المعرفة لا يجدى
نفعاً و كانت عائشة رضي الله عنها تقول من زعم بأنَّ محمداً رأى ربّه فقد
اعظم الفريضة على الله قال في كشف الاسرار قول عائشة نفي و قول ابن
عباس بأنه رأى اثبات والحكم للمثبت لا للنافي فالنافي انما نفاه لانه لم
يسمعه والمثبت انما اثبته لانه سمعه وعلمته انتهى

وقول ابو ذر رضي الله عنه للنبي عليه السلام هل رأيت ربّك قال
نوراني اراه بالنسبة الى تجريد الذات عن النسب والإضافات اي النور
المجرد لا يمكن رؤيته على ما سبق تحقيقه وقال في عين المعانى ولا يثبت
مثل هذا اي الرؤية بالعين الا بالاجماع وفي كشف الاسرار قال بعضهم
رأه بقلبه دون عينه وهذا خلاف السنة والمذهب الصحيح انه عليه السلام رأى
ربّه بعين رأسه انتهى

وفي الكواشى يستحيل رؤيته هنا عقلاً و معتقد رؤية الله هنا
بالعين لغير محمد غير مسلم ايضا انتهى

قال ابن الشيخ اعلم ان رؤية الله تعالى جائزه لان دليل الجواز غير
مخصوص بالآخرة ولان مذهب اهل السنة الرؤية بالاراءة لا بقدرة العبد
فاذا حصل العلم بالشيء من طريق البصر كان رؤية بالاراءة وان حصل من

طريق القلب كان معرفة والله تعالى قادر على ان يحصل العلم بخلق
مدرك المعلوم في البصر كما قدر ان يحصله بخلق مدرك المعلوم في
القلب والمسألة مختلف فيها بين الصحابة والاختلاف في الواقع مما
ينبئ عن الاتفاق على الجواز انتهى

وكان الحسن البصري رحمه الله يحلف بالله ان محمدا رأى ربه

ليلة المعراج

وحكى النقاش عن الامام احمد رحمه الله انه قال انا اقول
بحديث ابن عباس رضي الله عنهما بعينه رأه رأه حتى انقطع نفس الامام
احمد

كلام سرمدي لي نقل بشنيد
خداند را لي جهت دید
دران دیدن که حیرت حاصلش بود
دش در چشم و چشم در دش بود

قال بعض الكبار الممنوع من رؤية الحق في هذه الدار إنما هو
عدم معرفتهم له و الأفههم يرونـه ولا يـعرفونـه آنـه هو عـلى غـير ما يـتعـقـل البـصر
فالـخلق حـجاب عـلـيه دائمـا فـانـه تـعـالـى جـلـ عن التـكـيـف دـنيـا و أـخـرى فـافـهمـهم
فـهـمـ يـرـونـه و لا يـرـونـه و اـكـثـرـ من هـذـا الـافـصـاح لـا يـكونـ اـنـتهـيـ

يـقولـ الفـقـيرـ نـعـمـ إـنـ اللـهـ جـلـ عـنـ الـكـيـفـيـةـ فـيـ الدـارـيـنـ لـكـنـ فـرقـ بـيـنـ
الـدـنـيـاـ وـ الـآخـرـةـ كـثـافـةـ وـ لـطـافـةـ فـانـ الشـهـوـةـ فـيـ الدـنـيـاـ بـالـسـرـ المـجـرـدـ لـغـيرـ نـبـيـنا
الـعـلـيـهـ بـخـلـافـهـ فـيـ الـآخـرـةـ فـإـنـ الـقـلـبـ يـنـقـلـ هـنـاكـ قـالـبـ فـيـفـعـلـ الـقـالـبـ هـنـاكـ
مـاـ يـفـعـلـهـ الـقـلـبـ وـ الـسـرـ فـيـ هـذـهـ الدـارـ فـإـذـاـ كـانـتـ لـطـافـةـ جـسـمـ النـبـيـ

تعطى الرؤية في الدنيا فما ظنك بلطافته ورؤيته في الآخرة فيكون شهوداً
أكمل شهود في الدارين حيث رأى ربّه بالسر والروح في صورة الجسم
النحو ١١ ما كذب الفواد مارأى (ص ٢٢٣، ٢٢٤)

آپ ﷺ کا علم ساری معلومات غیبیہ پر محیط ہے۔

يقول الفقير رؤية الآيات مشتملة على رؤية الله تعالى كما قال
الشيخ الكبير رضي الله عنه في الفكوك إنما تتعذر الرؤية والأدراك
باعتبار تجرد الذات عن المظاهر والنسب والإضافات فاما في المظاهر
ومن وراء حجابية المراتب فالادراك ممكناً كما قيل

كالشمس تمنعك اجتلاءك وجهها
فإذا اكتست برقيق غيم امكنا

وأما إشتمال إراءة الآيات على إرآءة الله تعالى فلما كانت تلك
الآيات الملكوتية فوق الآيات الملκيكية أشهده تعالى في تلك المشاهد
ليكمل له الرؤية في جميع المراتب المشاهد ومن المحال ان يدعوه
كريم كريما الى داره ويضيف حبيب حبيبا في قصره ثم يتستر عنه ولا يرى
وجهه.

النحو ١٨ القدر من آيات رب الكباري (ص ٢٣١)

وقت ولادت -

و عن أصحاب رسول الله ﷺ انهم قالوا أخبرنا يا رسول الله عن
نفسك قال أنا دعوة ابراهيم وبشرى عيسى ورأث أمي رؤيا حين

حملتني أنه خرج منها نور أضاء لها قصور بصرى في أرض الشام وبصرى
كحبلى بلد بالشام.

الصف آ مبشرا برسل يأتي من بعدى (ص ٤٩٨)

الْجُزُءُ الْعَاشِرُ

نَبِيٌّ أَكْرَمٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ هُنَّا -

وَقَالَ سَهْلُ قُدْسَ سِرُّهُ الْأَطْوَنُ مِنْ اسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَذَالِكَ أَنَّهُ إِذَا
اجْتَمَعَتْ أَوَّلُ السُّورِ الْثَلَاثِ الرَّوْحَمَ وَنَ يَكُونُ الرَّحْمَنُ وَقِيلَ إِنَّهُ إِسْمٌ
مِنْ اسْمَاءِ النَّبِيِّ كَمَا فِي التَّكْمِيلَةِ لِعَلَى هَذِهِ الْقَائِلَ اشَارَ إِلَى قَوْلِهِ
أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورٌ فَيَكُونُ النُّورُ اسْمُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنْ قَلَتْ فِي لَزْمٍ
الْتَّكْرَارِ لِأَنَّ الْقَلْمَنْ أَيْضًا مِنْ اسْمَاهُ كَمَا قَالَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلْمَنْ قَلَتْ
الْتَّغَابِيرُ فِي الْعُنُوانِ بِمِنْزَلَةِ التَّغَابِيرِ فِي الدَّوَابِ فَسُمِّيَ الْقَلْمَنْ بِإِعْتِبارِ نُورِ آنِيَتِهِ نُورًا
وَبِإِعْتِبارِ أَنَّهُ صَاحِبَ الْقَلْمَنْ قَلَمًا كَمَا سُمِّيَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
سِيفُ اللَّهِ الْمَسْلُولُ لِكُونِهِ صَاحِبَ سِيفٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ لَوْحٌ مِنْ نُورٍ أَوْ
اسْمُ نَهْرٍ فِي الْجَنَّةِ.

الْقَلْمَنْ وَالْقَلْمَنْ وَمَا يَسْطِرُونَ (ص ١٠٠)

عِلْمٌ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ.

وَفِي التَّأْوِيلَاتِ النَّجْمِيَّةِ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمُسْتَوْرٍ عَمَّا كَانَ مِنْ
الْأَزْلِ وَمَا سِكُونُ إِلَى الْأَبْدِ لِأَنَّ الْجَنَّةَ هُوَ السُّتُّرُ وَمَا سُمِّيَ الْجَنَّةُ جَنَّةً إِلَّا
لِإِسْتِئْارَةِ مِنَ الْأَنْسِ بِلَ أَنْتَ عَالَمٌ بِمَا كَانَ خَيْرٌ بِمَا سِكُونُ وَيَدْلُ عَلَى
إِحْاطَةِ عِلْمِهِ قَوْلُهُ فَوَاضَعَ كَفَهُ بَيْنَ كَتْفَيْ فَوْجَدَتْ بِرَدَهَا بَيْنَ ثَدَيَيْ
فَعْلَمَتْ مَا كَانَ وَمَا سِكُونُ.

القلم ۲ ماءت بعنة يك بمحون
(ص ۱۰۴)

جنت کے بارے میں حکم۔

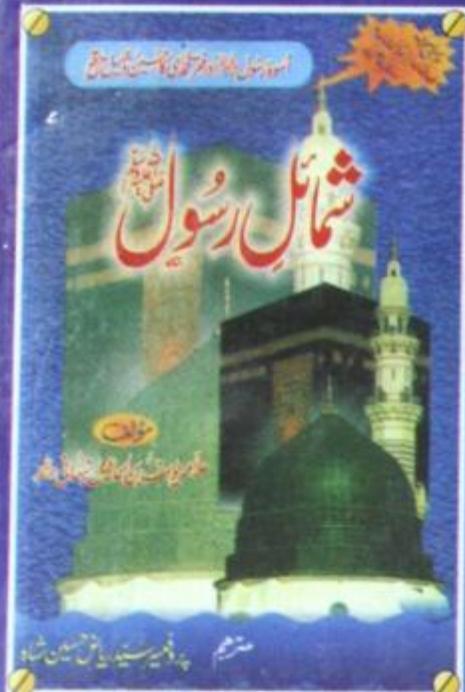
وَإِمَّا مُؤْمِنُوا بِالجَنَّةِ فَلَهُمْ ثَوَابٌ وَعِقَابٌ فَلَا يُعْوَدُونَهُ تُرَابًا وَهُوَ
لَا صُحُّ فِي كُوْنٍ مُؤْمِنُوهُمْ مَعَ مُؤْمِنِي الْإِنْسَنِ فِي الْجَنَّةِ أَوْ فِي الْأَعْرَافِ وَ
نَعِيمُهُمْ مَا يُنَاسِبُ مَقَامَهُمْ وَيَكُونُ كُفَّارُهُمْ مَعَ كُفَّارِ الْإِنْسَنِ فِي النَّارِ وَ
عَذَابُهُمْ بِمَا يَلَّاتُمْ شَأْنُهُمْ

لِسَانٌ ۖ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَلْتَسِي كَمْتَ زَرَادَ (ص ۳۱۲)

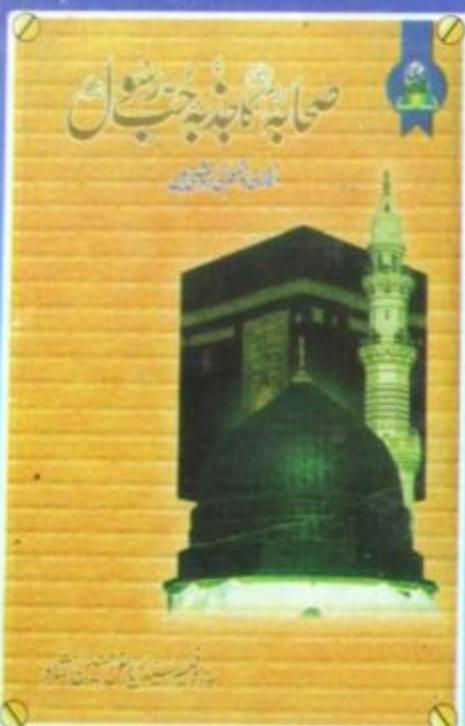


بادوچ تائیرن کیلے

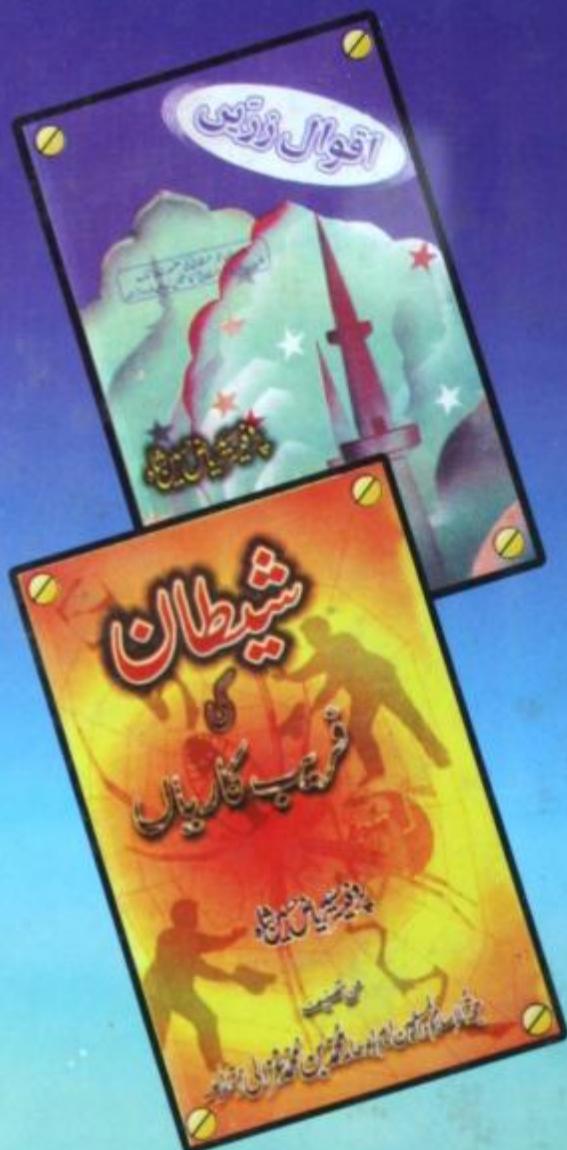
نوری کتابیں
روشن کتابیں



ستم پر فیر سیدی یاں نہیں شاؤ



پر فیر سیدی یاں نہیں شاؤ



نوری بک ڈپو

دربار مارکیٹ مجتمع بخش روڈ لاہور

Voice:042-7112917

نوری کتب خانہ

نزو جامع مسجد نوری بالمخالب ملیو ایشن لائبریری

Voice:042-6366385